سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والے جاتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

راہِ ہدایت

بجواب کتابچہ

مشکل کشا کون؟

از

ابوالعادل سید محمد عاقل ہمدآنی قادری

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے

سونے والے جاتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

راہِ ہدایت

بجواب کتابچہ

مشکل کشا کون؟

از

ابوالعادل سید محمد عاقل ہمدانی قادری

کنز الایمان' معیاری اور قابل اعتماد ترجمہ ہے

شیخ الازہر ڈاکٹر سید محمد طنطاوی

الحمد للہ بین الاقوامی اسلامی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا جسٹرڈ پاکستان اور جامعہ الاشرفیہ (مبارکپور) کی کوششوں کے نتیجے میں جامعۃ الازہر الشریف (قاہرہ، مصر) کے ایک تحقیقاتی بورڈ "مجمع البحوث الاسلامیہ" جو شیخ الازہر مفسر قرآن پروفیسر ڈاکٹر سید محمد طنطاوی کی سرپرستی میں قائم ہے نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شرۂ آفاق ترجمہ قرآن "کنز الایمان" کو معیاری اور قابل اعتماد قرار دیتے ہوئے اس کی عام اشاعت کا سرٹیفکیٹ جاری کیا ہے، یہ خبر لیبیا کے ہفت روزہ "الدعوۃ" کے شمارہ ۲۶ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ کی اشاعت میں عربی اور انگریزی زبانوں میں شائع ہوئی ہے "معارف رضا" قارئین کے افادہ کیلئے اس کا عکس پیش کیا جارہا ہے۔ ادارہ

الأزهر يعتمد ترجمة حديثة لمعاني القرآن بلغة الأردو

وافق مجمع البحوث الإسلامية بالقاهرة برئاسة الدكتور محمد سيد طنطاوي شيخ الأزهر على إصدار ترجمة حديثة لمعاني القرآن الكريم بلغة الأردو وأنجز هذا الشيخ محمد أحمد رضا خان القادري من كبار علماء الإسلام في الهند

وكانت الجامعة الأشرفية بالهند قد قدمت الترجمة للأزهر لمراجعتها وتقوم الجامعة بطبع الترجمة على نفقتها لتوزيعها على المساجد ومعاهد التعليم الإسلامي بالهند والبلدان الناطقة بلغة الأردو

Quran Translation

The Cairo based Islamic research academy headed by Dr. Muhammad Sa'yed Tantawi, Sheikh of al-Azhar has ratified the release of a modern interpretation of the meanings of the Holy Quran in Urdu language. The Asurafiya University in India submitted the interpreted copy to Al-Azhar for review before it goes to printing to be distributed to mosques and Islamic institutes in India and the Urdu speaking countries. The interpretation was finalized by Sheikh Muhammad Ahmad Ridha Khan Al-Qadiri, one of the prominent Muslim scholars in India.

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔راہِ ہدایت بجواب کتابچہ مشکل کشا کون؟

مرتب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابوالعادل سید محمد عاقل ہمدآنی قادری

کمپیوٹر رائز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایضاً

مطبوعہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔غیر مطبوعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم
نَحمَدُہٗ وَ نُصَلِی وَ نُسَلِم عَلٰی رَسُولِہ الکَرِیم

امابعد۔

اللہ رب العزت جلِ جلالہٗ نے اپنا مقدس کلام قرآن مجید فرقانِ حمید نبی معظم آخرالزماں ﷺ کے قلب اطہر پر نازل کیا یہ وہ دور تھا کہ عرب کے لوگوں کو اپنے علم و دانش پر بڑا فخر وغرور تھا یہی وجہ تھی کہ اپنے سامنے کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے اور دوسرے لوگوں کو عجمی یعنی گونگا کہہ کر تمسخر اُڑاتے تھے جب ان علم و دانش کے پُتلوں نے حضور ﷺ کی زبان اقدس سے کلام ربانی سُنا تو محوِ حیرت ہوگئے اور اس کلام ربانی کے سامنے گنگ ہوگئے اور ایسا جامع کلام پیش کرنے سے قاصر رہے۔ اللہ رب العزت جلِ جلالہٗ نے قرآن کریم میں غور وفکر کی دعوت دی۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اَ فَلَا یَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ وَلَوۡ کَانَ مِنۡ عِنۡدِ غَیۡرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوۡا فِیۡہِ اخۡتِلٰفًا کَثِیۡرًا ۔

(پ 5 سورۃ النساء آیت نمبر 82 سورۃ نمبر 4)

(ترجمہ) تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور وہ غیر خُدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔

اللہ رب العزت جلِ شانہٗ تو ارشاد فرمائے کہ یہ ایسا کلام ہے کہ اس میں اختلاف نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ کلام کسی مخلوق کا نہیں۔ تو پھر یہاں پر سوچنے کی بات یہ ہے کہ کفارِ

عرب جن کو اپنے علم پر ناز تھا اور عربی کلام کو جس خوبی سے سمجھتے تھے جب وہ قرآن کریم کی آیتوں کے سامنے بے بس ہو گئے اور اپنی علمیت کے باوجود اس میں کوئی تضاد پیش نہ کر سکے۔

مگر آج مسلمان کہلانے والے چند فرقے یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ ہم ہی قرآن کے زیادہ سمجھنے والے ہیں اور ہمارے سوا کسی نے قرآن کے معنیٰ و مفہوم کو نہیں سمجھا۔ حیرت کا مقام ہے کلام مقدس جو عربوں کی اپنی زبان میں نازل ہوا وہ کوئی اس میں ایسی بات نہ دکھا سکے جو ایک آیت دوسری آیت کی مخالف ہو مگر یہی مسلمان کہلانے والے چند فرقوں نے وہ آیتیں جو بتوں کے مذمت میں نازل ہوئیں اُن آیات کو انبیاءِ کرام و اولیاءِ عظام پر چسپاں کرنا شروع کر دیا اور اُمت مسلمہ میں فتنہ و فساد کا دروازہ کھول دیا اور کم علم مسلمانوں کو قرآنی آیات پیش کرکے اپنے جال میں پھانسنے لگے۔ امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ :۔

> "حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خارجیوں کو ساری خُدائی سے بدترین مخلوق سمجھتے تھے فرماتے تھے یہ لوگ ان آیات کو جو کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ان کو ایمان والوں پر چسپاں کرتے ہیں"۔ (صحیح بخاری)

جاننا چاہیے کہ امرِ دین کا دارومدار اور وہ جس پر نجات موقوف ہے پورے قرآن عظیم پر ایمان لانا ہے۔ پس اکثر گمراہ یونہی ہوئے کہ بعض آیتوں پر ایمان لائے اور بعض کے منکر ہو بیٹھے۔ جیسے قدریہ اپنے آپ کو خود اپنے افعال کا خالق جانتے ہیں اس آیت پر ایمان لائے۔

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔

(پ14،النحل آیت نمبر118سورۃ نمبر16)

ترجمہ کنزالایمان:۔ ”اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا ہاں وہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے“۔

اور اس آیت کے منکر ہو بیٹھے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔

(پ23،الصفت آیت نمبر96سورۃ نمبر37)

ترجمہ کنزالایمان:۔ ”اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو“۔

اور جبریہ کہ انسان کو پتھر کی طرح مجبور جانتے ہیں اس آیت پر ایمان لائے۔

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔

(پ30،التکویر آیت نمبر29سورۃ نمبر81)

ترجمہ کنزالایمان:۔ ”اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ چاہے اللہ سارے جہان کا رب“۔

اور اس آیت کے منکر ہوئے۔

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ۔

(پ8،الانعام آیت نمبر146سورۃ نمبر6)

ترجمہ کنزالایمان:۔ ”ہم نے یہ ان کی سرکشی کا بدلہ دیا اور بیشک ہم ضرور سچے ہیں“۔

خارجی کہ مرتکب گناہ کبیرہ کو کافر کہتے ہیں اس آیت پر ایمان لائے۔

وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۔ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ۔

(پ30،الانفطار آیت نمبر14-15سورۃ نمبر82)

ترجمہ کنزالایمان:۔ ”اور بیشک بدکار ضرور دوزخ میں ہیں انصاف کے دن اس میں جائیں گے“۔

اور اس آیت کے منکر ہوئے۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ۔

(پ5،النساء آیت نمبر116 سورۃ نمبر4)

ترجمہ کنزالایمان:۔"اللہ اُسے نہیں بخشتا کہ اُس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے"۔

مرجیہ جو کہتے ہیں کہ مسلمان کو کوئی گناہ ضرر نہیں دیتا اس آیت پر ایمان لائے۔

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ إِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

(پ24،الزمر آیت نمبر53 سورۃ نمبر39)

ترجمہ کنزالایمان:۔"اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے"۔

اور اس آیت کے منکر ہوئے۔

مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ۔

(پ5،النساء آیت نمبر123 سورۃ نمبر4)

ترجمہ کنزالایمان:۔"جو بُرائی کرے گا اُس کا بدلہ پائے گا"۔

اسی طرح وہابیہ غیر مقلد جو اپنے کو اہلحدیث کہتے ہیں اس آیت پر تو ایمان لائے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔

(پ5،النساء آیت نمبر80 سورۃ نمبر4)

ترجمہ کنزالایمان:۔"جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا"۔

اور اس آیت کے منکر ہوئے۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ۔

(پ11، التوبہ آیت نمبر122 سورۃ نمبر9)

ترجمہ کنزالایمان:۔"اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہوُا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں"۔

بعد تمہید، ہمارے پی ٹی سی ایل آفس کے ساتھی جناب محمد ریاض صاحب نے ایک کتابچہ لا کر دیا جو کہ مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ کراچی سے شائع ہوا جس میں مؤلف کتابچہ کا نام ظاہر کرنے سی گریز کیا گیا ہے کتاب کا عنوان، مشکل کُشا کون؟ ہے جس میں قرآنی آیات سے غلط استدلال کرکے عامۃ المسلمین و مومنین اور صالحین کو مشرک قرار دیا ہے لہذا عامۃ الناس کو اس پُر فریب جال سے نکالنے کے لئے ہم نے علماء کی کتب سے ان کے غلط استدلال کی نشاندہی کی ہے۔ اہل حق حضرات سے استدعا ہے کہ اس کو بغور پڑھیں اور اُسی طریقے پر چلیں جس پر ہمیں چلنے کا حکم دیا گیا ہے ارشاد ربانی ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۔

(پ1، الفاتحہ، آیت نمبر6-7 سورۃ نمبر1)

ترجمہ کنزالایمان:۔"ہم کو سیدھا راستہ چلا راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا"

پتہ چلائیں کہ احسان یافتہ طبقہ کونسا ہے؟ جس پر چلنے کی تلقین کی جارہی ہے تو قرآن کریم ہی ہمیں بتاتا ہے ارشادرباّنی ہے۔

اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ ۔

(النساء پ5، آیت نمبر 69 سورۃ نمبر 4)

ترجمہ کنز الایمان:۔ ”جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ“۔

یہی لوگ وہ گروہ (جماعت) ہے جس پر چل کر ہم اپنی دُنیا و آخرت سنوار سکتے ہیں۔ اللہ رب العزت سے دُعا ہے کہ اپنے حبیب حضرت محمد مصطفی ﷺ کے طفیل سچ کہنے اور لکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین یا رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم۔

نیاز مند

سید محمد عاقل ہمدانی قادری

23 رمضان المبارک 1421ھ

بمطابق 20 دسمبر 2000ء

اللہ رب العزت جل جلالہ نے انسانوں کی مشکل کشائی کے لئے اپنے محبوب مکرم بندوں یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا تاکہ گمراہ انسانوں کی مشکل کشائی کرکے اُن کے دل ایمان وایقان سے لبریز کردیں۔ اگر رب تعالیٰ کو دوسروں کے ذریعے انسانوں کی مشکل کشائی کرنی مقصود نہ ہوتی تو انبیاء علیہم السلام کو بھیجنے کی ضرورت نہیں پڑتی وہ خود قادر مطلق ہے۔ براہِ راست انسانوں کی مشکل کشائی فرما سکتا تھا مگر ایسا نہیں۔ بلکہ اللہ عزوجل نے اپنے پیاروں کو بھیج کر انسانوں کی مشکل کشائی اپنے پیاروں کے ذریعے حل فرمائی۔ جو کہ ایک اٹل حقیقت ہے اس سے انکار صرف گمراہ اور بیدین ہی کرسکتا ہے۔ سب سے پہلے کتابچہ کے مؤلف نے جن مسائل پر خامہ سرائی کی ہے اور مسلمانوں کو بہکانے کے خوشنما جال تراشے ہیں مختصراً طور پر کچھ عرض کرتے ہیں۔

شرک

شرک کسے کہتے ہیں تو سنیئے۔ اللہ تبارک تعالیٰ عزوجل کی ذات وصفات میں کسی مخلوق کو شریک ٹھہرانا، اِسی کو شرک کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ (عزوجل) کی ذات میں شریک گردانتے کا مقصد یہ ہے کہ الٰہ ومعبود کی وہ ذات جو وحدہٗ لاشریک ہے ایک کے بجائے دو یا چند معبود کو مانا جائے اسی کو شرک فی الذات کہتے ہیں اور ایسی صفات جو خدائے بزرگ وبرتر ہی کے لئے خاص بعینہ انہیں صفات کو کسی اور بندے میں ماننا اِس کو کو شرک فی الصفات کہتے ہیں اور شرک ہی ایک ایسا جرم وپاپ ہے جس سے بچنے کی قرآن مجید میں بار بار تاکید ہے۔

اب یہ ایک سمجھی بوجھی اسکیم ہے کہ سُنّی معمولات و مراسم پر مکروہ یا گناہ کی چھاپ لگائی جائے بلکہ ایسی فردِ جرم عائد کی جائے کہ جس کے سُنتے ہی کلیجہ کانپ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ خوش عقیدہ مسلمان اللہ کے ولیوں کے آستانے پر جاتا ہے تو یہ اسے شرک سے تعبیر کرتا ہے۔

واضح رہے کہ شرک کسی ایک فرد سے متعلق نہیں ہوتا شرک کو شرکت چاہیے اس کے لئے کم از کم دو فرد کا ہونا ضروری ہے مثلاً اگر قبر پر گُنبد بنانا شرک ہو تو اس سے قبل اس قبر کو متعین کرنا ہو گا کہ بس اسی پر گُنبد بنانا درست ہے اگر کسی اور بھی قبر پر گُنبد بنے گا تو شرک ہو جائے گا۔ ایسے ہی اگر چادر چڑھانا یا پھول ڈالنا شرک ہو تو بھی کسی قبر کو متعین کرنا ہو گا کہ بس اس قبر پر چادر ڈالی جائے یا پھول ڈالا جائے اور اگر یہ رسم کسی اور قبر پر ادا کی گئی تو شرک ہو جائے گا۔ اِن تشریحات و توضیحات کے بعد یہ حضرات اپنے دعوے کی دلیل میں کسی ایسی قبر کا پتہ بتائیں جہاں یہ جملہ مراسم درست ہوں وہاں کے علاوہ دوسری قبر پر شرک ہو جائیں۔ **ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین**۔ معلوم ہوا یہ تمام چیزیں خُدا کے لئے نہیں ہیں بلکہ محبوبِ خُدا کے لئے ہیں۔ اب ایک واضح حقیقت کا انکار گویا دن کے اُجالے میں طلوعِ آفتاب کا انکار ہے۔ (ماخوذ علم القرآن)

علم غیب

اہلسنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ پروردگار عالم نے اپنے محبوب سرور کونین روحی فداہ ﷺ کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے۔ مگر اسی کے ساتھ حدود ادب میں رہتے ہوئے اس کا بھی اظہار کرتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی ترازو و پیمانہ نہیں جس میں سید المرسلین ﷺ

کے علم مبارک کو تولا جا سکے۔ بس اس بارے میں ہمارا آخری فیصلہ یہ ہے کہ دینے والا پروردگار جانے یا لینے والے احمد مختار۔ سرور کونین (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) یہ جانتے تھے اور وہ نہ جانتے تھے۔ اس کہنے کو ہم گستاخی و بے ادبی تصور کرتے ہیں۔ گویا چھوٹی منہ اور بڑی بات۔۔۔ اور اسی کے ساتھ ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ پیغمبر خُدا (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) کا علم ہمیں معلوم ہو یا نہ معلوم اور یقیناً نہیں معلوم، لیکن وہ علم خواہ کتنا ہی وسیع ہو وہ سب خُدا ہی کا دیا ہوا ہے۔ اس لئے بطور نتیجہ ہم یہ کہتے ہیں کہ خُدا کا علم ذاتی ہے اور سرکار دو عالم (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) کا عطائی ہے۔ چنانچہ ہم خُدا کو عالم الغیب کہتے ہیں اور سید عالم (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) کو عالم غیب۔ ہمارے اس عقیدے پر آیات قرآنی و احادیث نبوی شاہد عدل ہیں۔ مثلاً ارشادِ ربّانی ہے۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔

(پ5، النساء آیت نمبر 113 سورۃ نمبر 4)

(ترجمہ) اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ۔

(پ30، التکویر، آیت نمبر 24، سورۃ نمبر 81)

(ترجمہ) اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

تیسری جگہ ارشاد ہے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۔ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔

(الجن، پ29 آیت نمبر 26-27، سورۃ نمبر 72)

(ترجمہ) غیب کا جاننے والا تو اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

ایسے ہی علم غیب کے ثبوت میں بہت سی احادیث ہیں جن کو گھیرا جائے تو ایک دفتر چاہیے۔ قرآن حکیم کی چند شہادتیں اس لئے حاضر کر دی گئیں کہ قلب و ذہن کا اطمینان حاصل ہو جائے۔ ایک حدیث مبارکہ جو کہ مختلف طرق سے ہے پیشِ خدمت ہے۔

وعن عمر قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم حفظ ذالك من حفظہ ونسیہ ومن نسیہ۔

حضرت عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے درمیان ایک جگہ پر کھڑے ہوئے۔ پس ہمیں مخلوق کی پیدائش سے بتانا شروع کیا، یہاں تک کہ جنتی اپنے منازل پر جنت میں داخل ہوگئے اور جہنمی اپنے ٹھکانوں پر جہنم میں پہنچ گئے۔ اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور وہ بھول جو بھول گیا۔

(مشکوٰۃ شریف، ج3 حدیث نمبر 5454 صفحہ نمبر 107)

☆ صحیح بخاری، ج2 حدیث نمبر 425 صفحہ نمبر 218

دوسری حدیث میں الفاظ اس طرح سے ہیں۔

عن حذیفہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ماترك شیئا یکون فی مقامہ ذالك الی قیام الساعۃ الاحدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ قد علمہ اصحابی ھؤلاء وانہ لیکون منہ الشیء قد نسیتہ فاراہ فاذکرہ کما یذکر الرجل وجہ الرجل اذا غاب عنہ ثم اذا راہ عرفہ۔

حضرت حُذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ایک جگہ پر کھڑے ہوئے اور آپ نے کھڑے ہونے کے وقت سے قیامت تک کی کوئی چیز نہ چھوڑی مگر ہو بیان فرمادی۔ یادرکھا جس نے اُسے یادرکھا اور بھول گیا جو اُسے بھول گیا۔ جب کوئی بات واقع ہتی تو میرے اُن ساتھیوں میں سے کوئی بتادیتا جس کو میں بھول گیا ہوتا تو مجھے یوں یاد آجاتی جیسے غائب آدمی کا چہرہ یاد آجاتا اور میں دیکھ کر اُسے جان جاتا۔

(مشکوٰۃ شریف، ج3 حدیث نمبر 5144 صفحہ نمبر 5)

☆ صحیح بخاری، ج3 حدیث نمبر 1514 صفحہ نمبر 588

☆ صحیح مسلم، ج3 حدیث نمبر 7133 صفحہ نمبر 656

☆ سنن ابوداؤد، ج3 حدیث نمبر 838 صفحہ نمبر 283

تیسری حدیث میں الفاظ اس طرح سے ہیں۔ یہ حدیث مبارکہ طویل ہے۔ ہم نے مناسبت کے لحاظ سے وہی الفاظ لئے ہیں۔

وعن ابی سعید نالخدری قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطیبا بعدالعصر فلم یدع شیئا یکون الی قیام الساعۃ الا ذکرہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عصر کے بعد ہمارے درمیان خطبہ دینے کھڑے ہوئے۔ پس آپ نے قیامت تک ہونے والی کوئی چیز نہ چھوڑی مگر اُس کا ذکر کر دیا۔ یادرکھا جس نے یادرکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

(مشکوٰۃ شریف، ج2 حدیث 4946 صفحہ نمبر 487)

☆ سنن ترمذی، ج2 حدیث 68 صفحہ نمبر 44

حیرت ہے اس قوم پر جو انبیاء سابقین کے لئے تو علم غیب مانتی ہے مگر اپنے نبی کے متعلق جنگ و جدل کرتی ہے جیسا کہ حضرت مسیح (علیہ السلام) فرماتے ہیں۔

وَاُنَبِّئُكُمۡ بِمَا تَاۡكُلُوۡنَ وَمَا تَدَّخِرُوۡنَ فِىۡ بُيُوۡتِكُمۡ ؕ

(پ3، آل عمران، آیت نمبر 49 سورۃ نمبر 3)

(ترجمہ) میں تمہیں بتاؤں گا جو تم لوگ کھا کے آتے ہو اور اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو۔

آج تک کسی جماعت نے اس کے خلاف کوئی احتجاج نہیں کیا کہ غیب کا جاننا اور بتانا تو خُدا ہی کی شان ہے یہ حضرت مسیح (علیہ السلام) کو کیسے خبر ہو گئی۔ اہل انصاف سے ہم سوال کرنا چاہتے ہیں کہ آج کے وہ کلمہ گو جو اپنے نبی کا علم غیب ماننا شرک سمجھتے ہیں وہ حضرت مسیح (علیہ السلام) کے علم غیب پر ایمان لانے کے بعد کس طرح موحدرہ گئے ؟۔(ماخوذ علم القرآن)

مِن دُونِ اللّٰہ

قرآن شریف میں یہ لفظ بہت زیادہ استعمال ہوا ہے۔ عبادت کے ساتھ بھی آیا ہے تصرّف اور مدد کے ساتھ بھی۔ ولی اور نصیر کے ساتھ بھی، شہید اور وکیل کے ساتھ بھی، شفیع کے ساتھ بھی، ہدایت، ضلالت کے ساتھ بھی، جیسے کہ قرآن کی تلاوت کرنے والوں پر مخفی نہیں۔

اس لفظ دُون کے معنیٰ سواء اور علاوہ ہیں مگر یہ معنیٰ قرآن کی ہر آیات میں درست نہیں ہوتے اگر ہر جگہ اس کے معنیٰ سواء کئے جائیں تو کہیں تو آیات میں سخت تعارض ہوگا اور کہیں قرآن میں صراحۃً جھوٹ لازم آئے گا جس کے دفع کے لئے سخت

دشواری ہوگی (حالانکہ ہم پچھلے صفحات میں بیان کر چکے ہیں کہ قرآن کی آیتوں میں اختلاف نہیں) قرآن کریم میں تامّل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ تین معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔

(1) سواء علاوہ

(2) مقابل

(3) اللہ کو چھوڑ کر

جہاں من دُون اللہ عبادت کے ساتھ ہو یا ان الفاظ کے ہمراہ آوے جو عبادت یا معبود کے معنیٰ میں استعمال ہوئے ہوں تو اس کے معنیٰ سواء ہوں گے۔ کیونکہ خُدا کے سوا کسی کی عبادت نہیں ہو سکتی جیسے اس آیت میں ہے۔

فَلَآ اَعۡبُدُ الَّذِیۡنَ تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلٰـكِنۡ اَعۡبُدُ اللّٰهَ الَّذِىۡ يَتَوَفّٰٮكُمۡ ۔

(یونس، پ 11 آیت نمبر 104 سورۃ نمبر 10)

(ترجمہ) پس نہیں پوجتا میں انھیں جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا اور لیکن میں تو اس اللہ کو پوجوں گا جو تمہیں موت دیتا ہے۔

وَيَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنۡفَعُهُمۡ وَلَا يَضُرُّهُمۡ ؕ

(الفرقان، پ 19 آیت نمبر 55، سورۃ نمبر 25)

(ترجمہ) اور پوجتے ہیں وہ کافر اللہ کے سوا انھیں جو نہ انھیں نفع دیں نہ نقصان۔

اُحۡشُرُوا الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا وَاَزۡوَاجَهُمۡ وَمَا كَانُوۡا يَعۡبُدُوۡنَ ۔ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ۔

(الصفت، پ 23 آیت نمبر 22-23، سورۃ نمبر 37)

(ترجمہ) جمع کر ظالموں کو اور ان کی بیویوں کو اور ان کی جن کی پوجا کرتے تھے یہ اللہ کے سوا۔

اسی جیسی بہت سی آیات میں مِن دُون اللہ کے معنیٰ اللہ کے سوا ہیں کیونکہ یہ عبادت کے ساتھ آئے ہیں اور عبادت غیر اللہ کسی کی بھی نہیں ہو سکتی۔

قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ شُرَکَآءَکُمُ الَّذِیۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ؕ اَرُوۡنِیۡ مَاذَا خَلَقُوۡا (الآیۃ)

(فاطر، پ22 آیت نمبر40، سورۃ نمبر35)

(ترجمہ) فرماؤ کہ تم بتاؤ کہ تمہارے وہ شرکاء جن کو تم پوجا کرتے ہو خُدا کے سوا مجھے دکھاؤ کہ انھوں نے کیا پیدا کیا۔

وَادۡعُوۡا شُھَدَآءَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ۔

(البقرہ، پ1 آیت نمبر23، سورۃ نمبر2)

(ترجمہ) اور بُلالو اپنے معبودوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔

اَفَحَسِبَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا عِبَادِیۡ مِنۡ دُوۡنِیۡۤ اَوۡلِیَآءَ ؕ

(الکھف، پ16 آیت نمبر102، سورۃ نمبر18)

(ترجمہ) تو کافروں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ میرے بندوں کو میرا سوا معبود بنائیں۔

ان جیسی آیات میں چونکہ دُون کا لفظ تدعون اور اولیاء کے ساتھ آیا ہے اور یہاں تدعون کے معنیٰ عبادت ہیں اور اولیاء کے معنیٰ معبود۔ لہذا یہاں بھی دُون بمعنیٰ علاوہ اور سوا ہو گا۔ لیکن جہاں دُون، مدد یا نصرت یا دوستی کے ساتھ آئے گا تو وہاں اس کے معنیٰ صرف

سوا کے نہ ہوں گے بلکہ اللہ کے مقابل یا اللہ کو چھوڑ کر ہوں گے یعنی اللہ کے سوا، اللہ کے دشمن۔ اس تفسیر اور معنیٰ میں کوئی دشواری نہ ہو گی جیسے۔

اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَ کِیْلًا ۔

(الاسراء، پ15 آیت نمبر2، سورۃ نمبر17)

(ترجمہ) کہ میرے مقابل کسی کو وکیل نہ بناؤ۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ

(الزمر، پ24 آیت نمبر43، سورۃ نمبر39)

(ترجمہ) کیا ان لوگوں نے اللہ کے مقابل کچھ سفارشی بنا رکھے ہیں۔

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۔

(البقرہ، پ1، آیت نمبر107، سورۃ نمبر2)

(ترجمہ) اور اللہ کے مقابل نہ تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار۔

وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۔

(النساء، پ6 آیت نمبر173، سورۃ نمبر4)

(ترجمہ) اور وہ اللہ کے مقابل اپنا نہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔

(اٰل عمران، پ3 آیت نمبر28، سورۃ نمبر3)

(ترجمہ) مومن، مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں۔

وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ۔

(النساء، پ5 آیت نمبر 119، سورۃ نمبر 4)

(ترجمہ) اور جو شیطان کو دوست بنائے خُدا کو چھوڑ کر وہ کھلے ہوئے گھاٹے میں پڑ گیا۔

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۔

(ھود، پ12، آیت نمبر 20، سورۃ نمبر 11)

(ترجمہ) اور نہیں ہے ان کافروں کے لئے اللہ کے مقابل کوئی مدد گار۔

ان جیسی تمام ان آیتوں میں جہاں مدد، نصرت، ولایت، دوستی وغیرہ کے ساتھ لفظ دُون آیا ہے ان میں اس کے معنٰی صرف سوا یا علاوہ کے نہیں بلکہ وہ سوا مراد ہے جو رب تعالٰی کا دُشمن یا مقابل ہے۔ لہٰذا اس دُون کے معنٰی مقابل کرنا نہایت موزوں ہے جن مفسرین نے یا ترجمہ کرنیوالوں نے ان مقامات میں سوا ترجمہ کیا ان کی مراد بھی سوا سے ایسے ہی مراد ہیں۔ اس دُون کی تفسیر یہ آیات ہیں۔

وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ

(آل عمران، پ4 آیت نمبر 160، سورۃ نمبر 3)

(ترجمہ) اور اگر رب تمہیں رسوا کرے تو کون ہے پھر تمہاری مدد کرے۔

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۔

(الاحزاب، پ21، آیت نمبر 17، سورۃ نمبر 33)

(ترجمہ) تم فرماؤ کہ وہ کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچائے اگر ارادہ کرے رب تمہارے لئے برائی کا اور ارادہ کرے مہربانی کا اور وہ اللہ کے مقابل کوئی نہ دوست پائیں گے نہ مدد گار۔

اَمۡ لَهُمۡ اٰلِهَةٌ تَمۡنَعُهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِنَا ؕ

(الانبیاء، پ17 آیت نمبر 43، سورۃ نمبر 21)

(ترجمہ) کیا ان کے کچھ ایسے خُدا ہیں جو انھیں ہم سے بچالیں۔

ان آیات نے تفسیر فرمادی کہ جہاں مدد یا دوستی کے ساتھ دُون آئے گا وہاں مقابل اور رب کو چھوڑ کر معنٰی دے گا نہ کے صرف سوا یا علاوہ کے۔

نیز اگر اس جگہ دُون کے معنٰی سوا کئے جائیں تو آیات میں تعارض ہو گا کیونکہ مثلاً یہاں تو فرمایا گیا۔ رب کے سوا تمہارا کوئی ولی اور مدد گار نہیں۔(اور دوسری جگہ فرمایا گیا)

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوۡلُهٗ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوا الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَهُمۡ رٰكِعُوۡنَ۔

(المائدہ، پ6، آیت نمبر 55، سورۃ نمبر 5)

(ترجمہ) تمہارا دوست یا مدد گار صرف اللہ اور اسکے رسول اور وہ مومن ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور رکوع کرتے ہیں۔

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوۡلٰىهُ وَ جِبۡرِيۡلُ وَ صٰلِحُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ۔

(التحریم، پ28، آیت نمبر 4، سورۃ نمبر 66)

(ترجمہ) پس نبی کا مدد گار اللہ ہے اور جبریل اور نیک مومن اور اس کے بعد فرشتے مدد گار ہیں۔

وَاجۡعَلۡ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ وَلِيًّا وَّاجۡعَلۡ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ نَصِيۡرًا ۔

(النساء، پ5، آیت نمبر 75، سورۃ نمبر 4)

(ترجمہ) پس بنا دے تو ہمارے لئے اپنے پاس سے والی اور بنادے ہمارے لئے اپنے پاس سے مدد گار۔

تو اب اس تعارض کا اُٹھانا مشکل ہو گا۔ نیز اگر ان آیات میں دُون کے معنٰی سوا کئے جائیں تو عقل کے بالکل خلاف ہو گا اور رب کا کلام معاذاللہ جھوٹا ہو گا مثلاً یہاں فرمایا گیا کہ انھوں نے خُدا کے سوا سفارشی بنا لئے، سفارشی تو خُدا کے سوا ہی ہو گا۔ خُدا تو سفارشی ہو سکتا نہیں یا فرمایا گیا، میرے سوا کسی کو وکیل نہ بناؤ، حالانکہ دن رات وکیل بنایا جاتا ہے۔ اب وکیل کے معنٰی کی توجیہیں کرو اور شفعاء کے متعلق بحث کرتے پھرو لیکن اگر یہاں دُون کے معنٰی مقابل کر لئے جائیں تو کلام نہایت صاف ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقابل نہ کوئی سفارشی ہے نہ کوئی وکیل نہ کوئی حمائتی نہ کوئی مدد گار نہ کوئی دوست جو کچھ ہے وہ رب تعالیٰ (عزوجل) کے ارادہ اور اسی کے حکم سے ہے لہذا جہاں بندوں سے ولایت حمایت مدد دوستی کی نفی ہے وہاں رب تعالیٰ (عزوجل) کے مقابل ہو کر ہے کہ رب تعالیٰ (عزوجل) چاہے ہلاک کرنا اور یہ مدد کر کے بچالیں اور جہاں ان چیزوں کا بندوں کے لئے ثبوت ہے وہاں اذنِ الٰہی سے مدد نصرت وغیرہ ہے۔ (ماخوذ علم القرآن)

مشکل کُشا

اللہ (عزوجل) کے پیارے اللہ (عزوجل) کے حکم سے بندوں کی حاجتیں پوری کرتے ہیں مشکلیں حل کرتے ہیں قرآن کریم اس کا اعلان فرمارہاہے۔ دور و نزدیک ہر جگہ سے مافوق الاسباب مشکل کُشائی اور مدد کرتے ہیں۔

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۔

(یوسف، پ13، آیت نمبر93، سورۃ نمبر12)

(ترجمہ) میرا یہ کُرتہ لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈال دو ان کی آنکھیں کُھل جائیں گی۔

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۔

(یوسف، پ13، آیت نمبر96، سورۃ نمبر12)

(ترجمہ) پھر جب خوشی سنانے والا آیا تو وہ قمیص یعقوب کے منہ پر ڈال دی اس وقت اُن کی آنکھیں لوٹ آئیں۔

یعقوب علیہ السّلام نابینا ہو گئے تھے ان کی اس مصیبت کو یوسف علیہ السّلام نے اپنی قمیص کے ذریعہ دُور فرمایا اور انکی مشکل کُشائی کی۔ قمیص سے شفا دینا مافوق الاسباب مدد ہے۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ط

(یوسف، پ12، آیت نمبر24، سورۃ نمبر12)

(ترجمہ) اور بے شک زلیخا نے قصد کر لیا یوسف کا اور یوسف (علیہ السّلام) بھی ارادہ کر لیتے اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتے۔

یوسف علیہ السّلام کو زلیخا نے سات کوٹھڑیوں میں بند کر کے اپنی طرف مائل کرنا چاہا تو آپ نے سامنے یعقوب علیہ السّلام کو دیکھا کہ آپ اشارے سے منع فرما رہے ہیں۔ جس سے آپ کے دل میں اُدھر میلان پیدا نہ ہوا۔ یہ رب تعالیٰ کی بُرہان تھی جس کا ذکر اس آیت میں ہے تو یعقوب علیہ السّلام نے کنعان سے بیٹھے ہوئے مصر کی بند کوٹھڑی میں

یوسف علیہ السّلام کی یہ مدد کی کہ اِنھیں بڑی آفت اور ارادہ گناہ سے بچالیا۔ یہ ہے اللہ والوں کی مشکل کُشائی اور مافوق الاسباب۔

وَاُبۡرِئُ الۡاَکۡمَہَ وَالۡاَبۡرَصَ وَاُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰہِ۔

(الِ عمران، پ3، آیت نمبر49، سورۃ نمبر3)

(ترجمہ) عیسیٰ (علیہ السّلام) نے کہا کہ میں اللہ کے حکم سے شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو اور مُردوں کو زندہ کرتا ہوں۔

اندھا کوڑھی ہونا بلا ہے جسے عیسٰی علیہ السّلام اللہ (عزوجل) کے حکم سے دفع کر دیتے ہیں۔ لہذا اللہ عزوجل کے پیارے دافع البلاء ہوتے ہیں یعنی مافوق الاسباب مشکل کُشائی فرماتے ہیں۔

فَقُلۡنَا اضۡرِبۡ بِّعَصَاکَ الۡحَجَرَ ؕ فَانۡفَجَرَتۡ مِنۡہُ اثۡنَتَا عَشۡرَۃَ عَیۡنًا ؕ

(البقرہ، پ1، آیت نمبر60، سورۃ نمبر2)

(ترجمہ) ہم نے موسیٰ (علیہ السّلام) سے کہا کہ کہ اپنی لاٹھی سے پتھر کو مارو۔ پس فوراً اس پتھر سے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔

بنی اسرائیل تیہ کے میدان میں پیاس کی آفت میں پھنسے تو رب تعالیٰ نے براہ راست اِنھیں پانی نہ دیا بلکہ موسیٰ علیہ السّلام سے فرمایا کہ آپ ان کے لئے دافعِ البلاء بن جائیں تاکہ انھیں پانی ملے۔ معلوم ہوا کہ اللہ (عزوجل) کے بندے بحکم الٰہی پیاس کی بلا سے دور کرتے ہیں۔ مافوق الاسباب۔

قَالَ اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوۡلُ رَبِّکِ ٭ۖ لِاَہَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا ۔

(مریم، پ16، آیت نمبر19، سورۃ نمبر19)

(ترجمہ) جبریل نے مریم سے کہا کہ میں تمہارے رب کا قاصد ہوں آیا ہوں تا کہ تمہیں ستھرا بیٹا دوں۔

معلوم ہوا کہ حضرت جبریل علیہ السّلام اللہ (عزوجل) کے حکم سے بیٹا بخشتے ہیں یعنی بندوں کی حاجتیں پوری کرتے ہیں۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔

(النساء، پ5، آیت نمبر64، سورۃ نمبر4)

(ترجمہ) اے محبوب اگر یہ مجرم لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپ کے پاس آجاویں اور خُدا سے مغفرت مانگیں اور آپ بھی ان کی سفارش کریں تو اللہ کو توبہ قبول کرنے وال مہربان پائیں۔

اس آیت نے بتایا کہ جو گناہوں کی بیماری میں پھنس جاوے وہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے شفاخانہ میں پہنچے وہاں شفا ملے گی آپ دافع البلاء ہیں اور مافوق الاسباب گناہ بخشوا دیتے ہیں۔

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ۔

(صٓ، پ23، آیت نمبر42، سورۃ نمبر38)

(ترجمہ) اے ایوب زمین پر اپنا پاؤں مارو یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو۔

ایوب علیہ السّلام کی بیماری اس طرح دور فرمائی گئی کہ ان سے فرمایا گیا اپنا پاؤں زمین پر رگڑو۔ رگڑنے سے پانی کا چشمہ پیدا ہوا۔ فرمایا اسے پی لو اور غسل فرمالو۔ پینے سے اندرونی تکلیف دور ہوئی اور غسل سے بیرونی بیماری کو شفا ہوئی۔ معلوم ہوا کہ پیغمبروں کے

پاؤں کا دھوون اللہ کے حکم سے شفا ہے۔ آج آبِ زمزم اس لئے شفا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی ایڑی سے پیدا ہوا۔ مدینہ پاک کی مٹی کو خاکِ شفا کہتے ہیں کیونکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاؤں مبارک سے مس ہوگئی۔ معلوم ہوا کہ بزرگ دافع بلا ہیں اور یہ برکتیں مافوق الاسباب ہیں۔

فَقَبَضۡتُ قَبۡضَةً مِّنۡ اَثَرِ الرَّسُوۡلِ فَنَبَذۡتُهَا وَ كَذٰلِكَ سَوَّلَتۡ لِىۡ نَفۡسِىۡ۔

(طٰہٰ، پ16، آیت نمبر96، سورۃ نمبر20)

(ترجمہ) پس میں نے فرشتے کے اثر سے ایک مٹھی مٹی لے لی پس یہ مٹی اس بچھڑے میں ڈال دی میرے دل نے یہی چاہا۔

سامری نے حضرت جبریل (علیہ السّلام) کی گھوڑی کے ٹاپ کے نیچے کی خاک اُٹھالی اور سونے کے بچھڑے کے منہ میں ڈالی جس سے اس میں زندگی پیدا ہوگئی اور وہ آواز کرنے لگا۔ یہی اس آیت میں مذکور ہے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات بے جان دھات میں جان ڈال سکتے ہیں باذنِ اللہ۔

اَنۡ يَّاۡتِيَكُمُ التَّابُوۡتُ فِيۡهِ سَكِيۡنَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوۡسٰى وَاٰلُ هٰرُوۡنَ تَحۡمِلُهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ ؕ

(البقرہ، پ2، آیت نمبر248، سورۃ نمبر2)

(ترجمہ) نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس صندوق آویگا جسمیں تمہارے رب کی طرب سے دل کاچین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون ترکہ کی اُٹھائے لائیں گے اِسے فرشتے۔

بنی اسرائیل کو ایک صندوق رب تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا جس میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی پگڑی، حضرت ہارون علیہ السّلام کی نعلین شریف وغیرہ تھے اور اِنھیں حکم تھا کہ جنگ میں اسے اپنے سامنے رکھیں۔ فتح ہو گی۔ اس آیت میں یہی واقعہ مذکور ہے جس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات ان کی وفات کے بعد دافع البلاء ہیں خیال رہے مٹی سے جان پڑنا تبرکات سے فتح ہونا مافوق الاسباب مدد ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط

(الانفال، پ9، آیت نمبر33، سورۃ نمبر8)

(ترجمہ) اور اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا حالانکہ آپ ان میں ہیں۔

لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ۔

(الفتح، پ26، آیت نمبر25، سورۃ نمبر48)

(ترجمہ) اگر مسلمان مکہ سے نکل جاتے تو ہم کافروں پر عذاب بھیجتے۔

فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(الذریت، پ27، آیت نمبر35، سورۃ نمبر51)

(ترجمہ) پس نکال دیا ہم نے قوم لوط کی بستی سے ان مومنوں کو جو وہاں تھے۔

ان آیات میں فرمایا کہ دُنیا پر عذاب نہ آنے کی وجہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا تشریف فرما ہونا ہے نیز مکہ والوں پر فتح سے پہلے اسلئے عذاب نہ آیا کہ وہاں کچھ غریب مسلمان تھے۔ قوم لوط پر عذاب جب آیا تو تو مومنین کو وہاں سے پہلے ہی نکال دیا۔ معلوم ہوا کہ انبیاء اور مومنین کی طفیل سے عذابِ الٰہی نہیں آتا یہ حضرات دافع البلاء ہیں بلکہ آج بھی ہمارے

اِسقدر گناہوں کے باوجود جو عذاب نہیں آتا یہ سب اس سبز گنبد کی برکت سے ہے۔(ماخوذ علم القرآن)

غیر خُدا کے نام پر پکارے ہوئے جانور کے حلال حرام ہونے کی صورتیں اور ان کی پہچان

الف:۔ جن آیات میں فرمایا کہ غیر خُدا کے نام پر پکارا ہوا جانور حرام، وہاں ذبح کے وقت کسی کا نام پکارنا مُراد ہے۔

ب:۔ جن آیات میں فرمایا گیا کہ غیر خُدا کے نام پر پکارا ہوا جانور حرام نہیں ہے حلال ہے۔ ان کی زندگی کی حالت میں کسی کا نام پکارنا مُراد ہے۔ جیسے بتوں کے نام پر چھوڑا ہوا جانور یا زید کی بکری۔ عبدالرحیم کی گائے۔

وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔

(البقرہ،پ2، آیت نمبر 173، سورۃ نمبر 2)

(ترجمہ)اور حرام ہے وہ جانور جس پر ذبح کے وقت غیر خُدا کا نام پکارا گیا ہو۔

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔

(الانعام،پ8 آیت نمبر 119، سورۃ نمبر 6)

(ترجمہ)اور تمہارا کیا حال ہے کہ وہ جانور نہیں کھاتے جس پر بوقت ذبح خُدا کا نام پکارا گیا۔

وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ۔

(المائدہ،پ6، آیت نمبر 3، سورۃ نمبر 5)

(ترجمہ)اور حرام ہے وہ جانور جو بتوں پر ذبح کیا جائے۔

ان تمام آیتوں میں اس جانور کے کھانے سے منع کیا گیا ہے جو کسی غیر خُدا کے نام پر ذبح کیا جاوے کہ حرام کرنے والی یہ ہی چیز ہے۔

ب کی مثال

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ

(المائدہ، پ7، آیت نمبر103، سورۃ نمبر5)

(ترجمہ) نہیں مقرر کیا اللہ نے کان چرا ہوا اور نہ بجار اور نہ وصیلہ اور نہ حام لیکن کافر لوگ اللہ پر جھوٹ افترا باندھتے ہیں۔

یہ جانور جو اس آیت میں مذکور ہوئے۔ مشرکین عرب کی طرف سے بتوں کے نام پر چھوڑے جاتے تھے یعنی زندگی میں ان پر غیر خُدا کا نام پکارا جاتا تھا اور مشرکین انھیں حرام سمجھتے تھے ان کے حرام سمجھنے کی تردید اس آیت میں کر دی گئی ہے اور انھیں حلال فرمایا گیا۔ لہٰذا آج مشرکین کے چھوڑے ہوئے بجار حلال ہیں اللہ کے نام پر ذبح کر و اور کھاؤ۔ پتہ چلا کہ یہ لوگ **وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لغیر الله** میں اولیاء اللہ کی ارواح کو ایصال ثواب کرنے والے جانور کو بھی شامل کرکے حرام قرار دیتے ہیں محض باطل ہے۔(ماخوذ علم القرآن)

مُردوں کا سننا

جب قرآن شریف میں مُردے، اندھے، بہرے، گونگے قبر والے کے ساتھ نہ لوٹنے دے نہ ہدایت پانے، نہ سنانے وغیرہ کا ذکر ہو گا تو ان لفظوں سے مُراد کافر ہونگے

یعنی دل کے مُردے، دل کے اندھے وغیرہ۔ عام مُردے نہ ہوں گے اور انکے نہ سُنانے سے مُراد ان کا ہدایت نہ پانا ہوگا نہ کہ واقع میں نہ سُننا۔ اور ان آیات کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ اِن دل کے مُردے، اندھے، بہرے کافروں کو نہیں سنا سکتے جس سے وہ ہدایت پر آجاویں۔ یہ مطلب نہ ہوگا کہ آپ مُردوں کو نہیں سُنا سکتے۔ مثال یہ ہے۔

صُمٌّۢ بُكۡمٌ عُمۡىٌ فَهُمۡ لَا يَرۡجِعُوۡنَ۔

(البقرہ، پ1، آیت نمبر18، سورۃ نمبر2)

(ترجمہ) یہ کافر بہرے، گونگے، اندھے ہیں پس وہ نہ لوٹیں گے۔

اِنَّكَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰى وَلَا تُسۡمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ ۔

(النمل، پ20، آیت نمبر80، سورۃ نمبر27)

(ترجمہ) تم ان مُردوں (کافروں) کو نہیں سُنا سکتے اور نہ تم بہروں کو سُنا سکتے ہو۔

وَمَنۡ كَانَ فِىۡ هٰذِهٖۤ اَعۡمٰى فَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ اَعۡمٰى وَاَضَلُّ سَبِيۡلًا ۔

(الاسراء، پ15، آیت نمبر72، سورۃ نمبر17)

(ترجمہ) جو اس دُنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور راستے کا بہکا ہوا ہے۔

یہ آیات قرآن شریف میں بہت جگہ آئی ہیں اور ان سب میں مُردوں، اندھوں، بہروں سے مراد کفار ہی ہیں نہ کہ ظاہری آنکھوں کے اندھے اور بے جان مُردے۔ ان آیات کی تفسیر اُن آیتوں سے ہو رہی ہے۔

اِنَّكَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰى وَلَا تُسۡمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوۡا مُدۡبِرِيۡنَ۔ وَمَاۤ اَنۡتَ بِهٰدِى الۡعُمۡىِ عَنۡ ضَلٰلَتِهِمۡ ؕ اِنۡ تُسۡمِعُ اِلَّا مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ۔

(النمل، پ20، آیت نمبر80-81، سورۃ نمبر27)

(ترجمہ) بیشک تم نہیں سُنا سکتے مُردوں کو اور نہ سُنا سکتے ہو بہروں کو جب پھریں پیٹھ دیکر اور نہ تم اندھوں کو ہدایت کرنے والے ہو۔ نہیں سُنا سکتے تم مگر ان کو جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔

اس آیت میں مُردے اور اندھے بہرے کا مقابلہ مومن سے کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ مُردوں سے مراد کافر ہیں۔

وَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّ هُوَ عَلَیْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ یُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ۔

(حٰمٓ السجدہ، پ24، آیت نمبر44، سورۃ نمبر41)

(ترجمہ) اور جو ایمان نہیں لائے ان کے کانوں میں ٹینٹ ہیں اور وہ ان پر اندھا پن ہے گویا وہ دور جگہ سے پکارے جارہے ہیں۔

اس آیت نے بتایا کہ کافر گویا اندھا بہرا ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰۤى اَبْصَارَهُمْ۔

(محمد، پ26، آیت نمبر23، سورۃ نمبر47)

(ترجمہ) یہ کفار وہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کر دی پس انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ لعنت سے آدمی اندھا بہرا ہو جاتا ہے یعنی دل کا اندھا بہرا۔

سْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً یُّعْبَدُوْنَ۔

(الزخرف، پ25، آیت نمبر45، سورۃ نمبر43)

(ترجمہ) جو رسول ہم نے آپ سے پہلے بھیجے اُن سے پوچھیئے کہ کیا ہم نے اللہ کے سوا اور معبود بنائے ہیں جنکی پوجا کی جاوے۔

اس آیت نے بتایا کہ اللہ کے پیارے بندے وفات کے بعد سُنتے بھی ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں اگر گزشتہ وفات یافتہ پیغمبر حضور ﷺ کا کلام نہ سُنتے یا جواب نہ دیتے تو ان سے پوچھنے کے کیا معنی تھے۔

فَاَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِىۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَ۔ فَتَوَلّٰى عَنۡهُمۡ وَقَالَ يٰقَوۡمِ لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُكُمۡ رِسَالَةَ رَبِّىۡ وَنَصَحۡتُ لَكُمۡ وَلٰكِنۡ لَّا تُحِبُّوۡنَ النّٰصِحِيۡنَ۔

(الاعراف، پ8، آیت نمبر 78-79، سورۃ نمبر 7)

(ترجمہ) پس پکڑ لیا قوم صالح کو زلزلے نے تو وہ صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے پھر صالح نے ان سے منہ پھیرا اور کہا کہ اے میری قوم میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا دی اور تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے۔

فَتَوَلّٰى عَنۡهُمۡ وَ قَالَ يٰقَوۡمِ لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُكُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّىۡ وَنَصَحۡتُ لَكُمۡ فَكَيۡفَ اٰسٰى عَلٰى قَوۡمٍ كٰفِرِيۡنَ۔

(الاعراف، پ9، آیت نمبر 93، سورۃ نمبر 7)

(ترجمہ) تو شعیب نے ان مَرے ہوؤں سے منہ پھیرا اور کہا اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا چکا اور تمہیں نصیحت کی تو کیونکر غم کروں کافروں پر۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ صالح علیہ السّلام اور شعیب علیہ السّلام نے ہلاک شدہ قوم پر کھڑے ہو کر ان سے یہ باتیں کیں۔

ہماری ان مذکورہ آیتوں نے بتا دیا کہ جہاں مُردوں کے سننے سنانے کی نفی کی گئی ہے وہاں مردوں سے مراد کافر ہیں اِن آیتوں سے یہ ثابت کرنا کہ مُردے سُنتے نہیں بالکل جہالت ہے۔ اور دوسری آیتوں سے ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بعد وفات سنتے ہیں۔ اسی لئے ہم نمازوں میں حضور ﷺ کو سلام کرتے ہیں اور کھانا کھانے والے، استنجا کرنے والے، سوتے ہوئے کو سلام کرنا منع ہے وہ جواب نہیں دے سکتے تو جو جواب نہ دے سکے اسے سلام کرنا منع ہے اگر مُردے نہ سنتے ہوتے تو قبرستان جاتے وقت انھیں سلام نہ کیا جاتا اور نماز میں حضور (ﷺ) کو سلام نہ ہوتا۔ (ماخوذ علم القرآن)

حیرت کا مقام یہ ہے کہ کتابچہ کے مؤلف نے اپنا نام ظاہر کرنے سے گریز کیا ہے وجہ تو خیر وہی جانتے ہیں کہ کس مجبوری وخوف کے باعث نام چھپایا گیا ہے۔ خیر بات طویل کرنے سے بہتر ہے اصل مقصد کی طرف لوٹ جاتے ہیں تو عرضِ خدمت یہ ہے کہ یہاں پر صرف عربی عبارات کا ترجمہ ہی پیش کریں گے جو کہ کتابچہ کے مؤلف نے پیش کیا ہے اور ساتھ ہی اس ترجمہ کا موازنہ مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے ترجمہ کنزالایمان سے کریں گے۔

یہ وہ شہرہ آفاق ترجمہ ہے جس کو جامعۃ الازہر الشریف (قاہرہ، مصر) کے ایک تحقیقاتی بورڈ مجمع البحوث اسلامیہ جو شیخ الازہر مفسر قرآن پروفیسر ڈاکٹر سید طنطاوی کی سر پرستی میں معیاری اور قابلِ اعتماد قرار دیتے ہوئے اس کی عام اشاعت کا سرٹیفکیٹ جاری کیا ہے اور یہ خبر لیبیا کے ہفت روزہ الدعوۃ کے شمارہ 26 ربیع الاوّل 1421ھ کی اشاعت میں عربی اور انگریزی زبانوں میں شائع ہوئی۔ (ماخوذ معارف رضا)

کتابچہ مشکل کُشا کون ؟ کا مؤلف بعنوان ”اللہ کے سوا کسی کارساز بنانیوالے اور اُنکا انجام“ کے تحت یہ آیت لکھتا ہے۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ

(الزمر پ23 آیت نمبر3)

ترجمہ اہلحدیث

یاد رکھو !خالص بندگی اللہ ہی کے لئے زیبا ہے اور وہ لوگ جنھوں نے اللہ کو چھوڑ کر اور کارساز بنا رکھے ہیں (وہ کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت اسلئے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ کے قریب تر کردیں۔ بیشک (ایک دن آئے گا) جب اللہ انکے درمیان اس بات کا فیصلہ کردیگا جس میں وہ جھگڑ رہے ہیں۔

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر4)

ترجمہ کنزالایمان

ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے اور وہ جنہوں نے اس کے سوا اور والی بنالئے کہتے ہیں ہم تو انھیں صرف اتنی بات کے لئے پوجتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کردیں اللہ ان میں فیصلہ کردے گا اس بات کا جس میں اختلاف کررہے ہیں۔

یہاں ولی سے مراد معبود ہیں جیسے کہ آگے نَعبُدُ سے معلوم ہوا اور اس میں مشرکین کی تردید ہے جو بت پرستی میں گرفتار تھے۔ مشرکین عرب کہتے ہیں کہ ہم ان کو اپنا خالق یا حقیقی مالک سمجھ کر نہیں پوجتے۔ خالق ومالک تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے ہیں مگر انھیں خالق تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھ کر رب کا قرب حاصل کرنے کیلئے پوجتے ہیں یہ اُن کا شرک ہے اب یہاں پر ان لوگوں کا آیت کو اولیاء اللہ پر چسپاں کرکے مسلمانوں کو

کافرو مشرک بنانا کہاں کی درستی ہے جبکہ اس آیت کے معنی و مفہوم سے اولیاء اللہ کا کوئی تعلق نہیں۔

خیال رہے کہ کسی کو رب کے قرب کا وسیلہ سمجھنا شرک نہیں۔ اس کا تو حکم ہے۔ وَابتَغو آاِلیہ الوسیلہ (المائدہ، پ6، آیت نمبر 35) بلکہ بتوں کو خُدا رسی کا وسیلہ جاننا شرک ہے اور وسیلہ کو معبود جاننا اور اس کی پوجا کرنا شرک۔ جیسے کعبہ کی طرف سجدہ کرنا عین ایمان ہے۔ آب زمزم کو وسیلہ قرب الٰہی سمجھ کر پینا ثواب ہے مگر بت کی طرف سجدہ کرنا، گنگا کا پانی احتراماً پینا شرک ہے۔ یہ آیت کفار کے لئے ہے اسے مسلمانوں انبیاء و اولیاء پر نہ چپکاؤ۔ (نورالعرفان)

دیوبندی مکتبہ فکر کے شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثانی اپنی تفسیر میں اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

”عموماً مشرک لوگ یہی کہا کرتے ہیں کہ ان چھوٹے خداؤں اور دیوتاؤں کی پرستش کر کے ہم بڑے خُدا سے نزدیک ہو جائیں گے“۔

پتہ چلا کہ اس آیت میں پوجنے سے مراد دیوی دیوتاؤں کا پوجنا ہے لہذا اس آیت کو جو لوگ انبیاء اولیاء پر چسپاں کرتے ہیں اپنے انجام سے ڈریں۔

مذکورہ بالا عنوان کے تحت کتابچہ کا مؤلف دوسری یہ آیات لکھتا ہے۔

اَفَحَسِبَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا عِبَادِیۡ مِنۡ دُوۡنِیۡۤ اَوۡلِیَآءَ ؕ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا جَہَنَّمَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾ قُلۡ ہَلۡ نُنَبِّئُکُمۡ بِالۡاَخۡسَرِیۡنَ اَعۡمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِیۡنَ ضَلَّ سَعۡیُہُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ ہُمۡ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّہُمۡ یُحۡسِنُوۡنَ صُنۡعًا ﴿۱۰۴﴾

(الکھف، پ16، آیت نمبر 102،103،104)

ترجمہ اہلحدیث

کیا کافر خیال کرتے ہیں کہ میرے علاوہ وہ میرے بندوں کو اپنا کارساز بنا لیں گے یقیناً ہم نے (ایسے) کافروں کے لئے جہنم اقامت کی جگہ مقرر کر رکھی ہے کہہ دیجئے! ہم تمہیں بتائیں کہ کون لوگ اعمال کی رو سے بہت زیادہ گھاٹے میں رہیں گے وہ لوگ جن کی کوششیں دنیا میں رائیگاں گئیں اور یہی سمجھتے رہے کہ کہ وہ بھلے کا کام کر رہے ہیں۔

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 4-5)

ترجمہ کنزالایمان

تو کیا کافر یہ سمجھتے ہیں کہ میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی بنا لیں گے بیشک ہم نے کافروں کی مہمانی کو جہنم تیار کر رکھی ہے۔ تم فرماؤ کیا ہم تمہیں بتا دیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کن کے ہیں ان کے جن کی ساری کوششیں دنیا کی زندگی میں گم ہو گئ اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔

دیکھئے یہاں پر مخاطب یہود و نصاریٰ یا تمام کفار ہیں اور حضرت عیسٰی و عزیر علیہم السّلام کو یا بتوں کو اللہ کے سوا حمایتی بنانے کا ذکر ہے۔ خیال رہے کہ دُون کے لغوی معنی ہیں قصر۔ (مفردات راغب) یعنی علیحدگی اور کٹ جانا۔ لہذا من دُونِ اللہ وہ ہے جو خُدا سے علیحدہ ہو، کٹا ہوا ہو یعنی بے تعلق ۔ پھر من دُون اللہ دو قسم کے ہیں واقعی اور کفار کے عقیدے میں واقعی من دُون اللہ تو بت وغیرہ ہیں۔ دوسرے من دُون اللہ وہ نبی ولی جن میں کفار نے خُدائی مان کر رب سے بے تعلق مان لیا جیسے عیسٰی علیہ السّلام عیسائیوں کے عقیدے میں۔ لہذا یہ انبیاء انکے عقیدے میں تو من دُون اللہ ہیں مگر واقعہ میں اولیاء اللہ۔ اسی لئے رب نے انبیاء کے اختیار کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا بِاِذنی یا بِاِذن اللہ۔ نبی کو رب کا

بندہ اور اس سے متعلق مانو تو وہ سب کچھ کر سکتے ہیں ادھر سے بے تعلق ہو کر کچھ نہیں سکتے۔ بجلی کا تار پاور ہاؤس سے متعلق ہو کر سب کچھ کر سکتا ہے اس سے کٹ کر کچھ نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم میں اکثر مِن دُون اللہ مردودانِ بارگاہِ الٰہی پر بولا جاتا ہے۔ اولیاء مِن دُون اللہ وہ بت اور دشمنانِ خُدا ہیں جنہیں مشرکین معبود بنا کر رکھا تھا۔ اولیاء اللہ اور انبیائے کرام کو اس آیت سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ (نورالعرفان)

مزید تفصیل مِن دُونِ اللہ کی وضاحت میں دیکھئے لہذا ان جیسی آیات کو اولیاء اللہ اور انبیائے کرام پر چسپاں کرنا کُھلی گمراہی ہے۔

کتاب کے مؤلف نے بعنوان ''اللہ کے سوا کسی کو پکارنا گمراہی ہے'' کے تحت یہ آیت لکھتا ہے۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾

(الرعد، پ 13 آیت نمبر 14)

ترجمہ اہلحدیث

اللہ کو پکارنا ہی سچا پکارنا ہے اور جن لوگوں کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کا کچھ کام نہیں نکال سکتے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے تاکہ پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے حالانکہ پانی اس کے منہ تک آنے والا نہیں اور منکروں کا (غیر اللہ) کو پکارنا بالکل گمراہی ہے۔

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 5)

ترجمہ کنزالایمان

اسی کا پکارنا سچا ہے اور اس کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ بھی نہیں سُنتے مگر اس کی طرح جو پانی کے سامنے اپنی ہتھیلیاں پھیلائے بیٹھا ہے کہ اسکے منہ میں پہنچ جائے اور وہ ہرگز نہ پہنچے گا اور کافروں کی ہر دُعا بھٹکتی پھرتی ہے۔

اس آیت میں ماسوا اللہ کو پکارنا مُراد نہیں۔ اس کا تو رب نے حکم دیا ہے۔ ہم نماز میں پڑھتے ہیں السّلام علیک ایھا النبی۔ بت بے شعور ہیں وہ کسی کی فریاد نہیں سُن سکتے بلکہ کافر کا تو رب بھی نہیں سُنتا کہ وہ بغیر وسیلہ رب کو پکارتا ہے وہ اس کی سُنتا ہے جو اولیاء کے وسیلہ سے اس تک پہنچنے کی کوشش کرے۔

اللہ کے سوا کسی کو پوجنے کی نیت سے پکارنا حرام ہے ورنہ بغیر عبادت یا پوجنا پکارنا حرام نہیں۔ ہم دن رات ماں باپ، بھائی بیٹے کو پکارتے ہیں گھر میں چوری ہو جائے تو پولیس کو پکارتے ہیں وغیرہ وغیرہ یہ گمراہی نہیں۔ صرف عبادت کی نیت سے کسی کو پکارنا حرام ہے۔ اگر صرف پکارنا ہی گمراہی ہے جس کو کتابچہ کا مؤلف سمجھتا ہے تو سنیئے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

اُدۡعُوۡهُمۡ لِاٰبَآئِهِمۡ هُوَ اَقۡسَطُ عِنۡدَ اللّٰهِ۔

(الاحزاب، پ21 آیت نمبر5 سورۃ نمبر33)

(ترجمہ) انھیں ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو یہ اللہ کے نزدیک عدل ہے۔

وَّالرَّسُوۡلُ یَدۡعُوۡکُمۡ فِیۡۤ اُخۡرٰىکُمۡ۔

(ال عمران، پ4 آیت نمبر153 سورۃ نمبر3)

(ترجمہ) اور پیغمبر تم کو تمہارے پیچھے پکارتے ہیں۔

لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا ؕ

(النور، پ18 آیت نمبر63 سورۃ نمبر24)

(ترجمہ) رسول کے پکارنے کو بعض کے بعض کو پکارنے کی طرح نہ بناؤ۔

اب معلوم ہو گیا کہ صرف پکارنا گمراہی نہیں بلکہ عبادت کی نیت سے پکارنا حرام ہے۔ ثابت ہوا کہ کتابچہ کے مؤلف کی جہالت و گمراہی ہے۔ اسی مذکورہ بالا عنوان کے تحت مؤلف کتابچہ یہ آیات لکھتا ہے۔

وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۳﴾ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۴﴾

(الملک، پ29، آیات نمبر 13-14)

ترجمہ اہلحدیث

اور تم اپنی بات کو چھپاؤ یا ظاہر کرو (اسکے لئے برابر ہے کیونکہ) وہ تمہارے سینوں کے اندر چھپی ہوئی باتوں کو بھی جانتا ہے جس نے پیدا کیا۔ کیا اسے معلوم نہیں؟ وہ تو از حد باریک بین اور بڑا باخبر ہے۔

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 6)

ترجمہ کنزالایمان

اور تم اپنی بات آہستہ کہو کیا آواز سے وہ تو دلوں کی جانتا ہے کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا۔ اور وہی ہے ہر باریکی جانتا خبر دار۔

بات یہ ہے کہ مشرکین مکّہ آپس میں بکواس کرتے وقت کہتے تھے کہ آہستہ بولو، محمد (ﷺ) کا رب نہ سُن لے۔ اس آیت میں ان کی تردید کی گئی کہ تمہارا کوئی کُھلا کام ہم سے پوشیدہ نہیں۔ رب کی شان تو بہت بلند و بالا ہے اس کے محبوب بندے حضرت سیلمان علیہ السّلام تین میل سے چیونٹی کی آواز سُن لیتے تھے۔ یہ ہے اللہ والوں کی شان۔ (نورالعرفان)

مؤلفِ کتابچہ بعنوان ” اللہ کو چھوڑ کر کہاں بھٹک رہے ہو“ کے تحت یہ آیت لکھتا ہے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾

(المومن پ،24 آیت نمبر 62)

ترجمہ اہلحدیث

یہی تمہارا پالنے والا ہے جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کدھر بہکے جارہے ہو۔

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 6)

ترجمہ کنزالایمان

وہ ہے اللہ تمہارا رب ہر چیز کا بنانے والا اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو کہاں اوندھے جاتے ہو۔

اس آیت میں کہا جارہا ہے کہ اے بتوں کی پوجا کرنے والو! رب کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتے ہو۔ سیدھا راستہ تو پیغمبر کا ہے جو ہم تک پہنچاتا ہے اور باقی راستے اوندھے ہیں۔ لہذا اس آیت کو انبیاء و اولیاء اللہ پر چسپاں کرنا جہالت ہے۔)نورالعرفان(

اسی مذکورہ بالا عنوان کے تحت کتابچہ کا مؤلف یہ آیات لکھتا ہے۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾

(یونس، پ11، آیات نمبر 31-32)

ترجمہ اہلحدیث

پوچھئے کہ آسمان اور زمین سے کون تمہیں روزی پہنچاتا ہے یا کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے؟ اور کون زندہ کو مردے سے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے اور کون (دُنیا کے) کاموں کا انتظام کرتا ہے۔ فوراً کہہ دیں گے کہ "اللہ" تو پوچھئے کہ (پھر) تم (اسکی نافرمانی) سے ڈرتے نہیں۔ سو یہی اللہ حقیقی پروردگار ہے پس حق کے بعد سوائے گمراہی کے اور کیا؟ سو تم کدھر کو پھرے چلے جا رہے ہو۔

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 6)

ترجمہ کنزالایمان

تم فرماؤ تمہیں کون روزی دیتا ہے آسمان اور زمین سے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مُردے سے اور نکالتا ہے مُردہ کو زندہ سے اور کون تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے تو اب کہیں گے کہ اللہ۔ تم فرماؤ تو کیوں نہیں ڈرتے۔ تو یہ اللہ تمہارا سچا رب پھر حق کے بعد کیا ہے مگر مراہی۔ پھر کہاں پھرے جاتے ہو۔

اس آیت میں کافروں سے پوچھنے کو کہا جا رہا ہے بطور سرزنش اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ پوچھنا پوچھنے والے کی بے علمی کی بنا پر نہیں ہوتا یہ سوال اقرار کرانے کے لئے ہے۔

کفار رب تعالیٰ کو مالک خالق مدبر امر جانتے ہیں پھر اپنے بتوں کو رب کی مِثل مانتے ہیں کہ رب کو ان کا حاجت مند مانتے ہیں لہذا وہ مشرک ہیں رب فرماتا ہے کفار بتوں سے کہیں گے۔ اِذۡ نُسَوِّیۡکُمۡ بِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ (الشعرہ، پ19، آیت نمبر 98) یعنی جب کہ تمہیں رب العالمین کے برابر ٹھہراتے تھے۔ اور بعض کفار تو اپنے بتوں کو مستقل خالق وغیرہ مانتے تھے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ وہ حضور (ﷺ) کا انکار کر کے رب کی ان تمام صفات کے اقراری تھے لہذا مشرک ہی رہے۔ سچا مؤحد وہ ہے جو حضور ﷺ کے

توسط سے رب کو مانے۔ خیال رہے حقیقی مدّبر امر رب تعالیٰ ہے مگر اسکے بنائے اس کے بعض بندے بھی مدّبر امر ہیں رب تعالیٰ فرشتوں کے متعلق فرماتا ہے۔فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمراً۔(ترجمہ) پھر کام کی تدبیر کریں(نازعات،پ30، آیت نمبر5)ایسے ہی بعض تکوینی اولیاء عالم کی تدبیر اور انتظام کرنے پر مامور ہیں جنہیں غوث و قطب کہا جاتا ہے۔ (نورالعرفان)

مؤلفِ کتابچہ بعنوان" ہوشیار ہو کر غور کیجئے" کے تحت (الرعد، پ13 آیت نمبر 14) لکھی ہے جس پر ہم پچھلے صفحات پر روشنی ڈال چکے ہیں دوبارہ دہرانے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اِسی آیت کے بعد دوسری آیات لکھتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

یٰاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْــٴًـا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۷۴﴾

(الحج،پ17 آیات نمبر73-74)

ترجمہ اہلحدیث

اے لوگو! تمھیں ایک مثال سُنائی جاتی ہے تم اس کو کان سنو اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی نہیں بناسکتے۔ اگرچہ وہ سب کے سب جمع ہو کر بنانا چاہیں۔ بنانا تو درکنار مکھی اگر ان سے کوئی چیز چھین کرلے جائے تو وہ ان

ترجمہ کنزالایمان

اے لوگو ایک کہاوت فرمائی جاتی ہے اسے کان لگاکر لگاکر سُنو وہ جنہیں اللہ کے سوا تم پوجتے ہو ایک مکھی نہ بناسکیں گے اگرچہ سب اس پر اکھٹے ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین کرلے جائے تو اس سے چھڑا نہ سکیں۔

سے واپس نہیں لے سکتے طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی جیسی قدر چاہیے نہیں کرتے اس میں کوئی شک نہیں اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والا اور سب پر غالب ہے۔

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 7-8)

کتنا کمزور چاہنے والا اور وہ جس کو چاہا۔ اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی بے شک اللہ قوت والا غالب ہے۔

مضمون سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ یہ آیت مشرکین کے متعلق نازل ہوئی اور یہاں دُعا سے مراد پوجنا ہے نہ کہ پکارنا کیونکہ اللہ کے ماسوا کو پکارنا درست ہے جس کا ذکر ہم پچھلے صفحات میں کر آئے ہیں۔ لہٰذا اس آیت کریمہ کو اولیاء یا انبیائے کرام پر چسپاں کرنا بے دینی ہے۔ خیال رہے کہ قرآن کریم، خانہ کعبہ، سنگِ اسود، بزرگوں کے مزارات کی کوئی پوجا نہیں کرتا۔ تعظیم کرتے ہیں کیونکہ ان کی تعظیم اس لئے کی جاتی ہے کہ یہ چیزیں شعائر اللہ ہیں۔ (ماخوذ نور العرفان)

مذکورہ زیر بحث عنوان کے تحت مؤلفِ کتابچہ یہ آیت لکھتا ہے۔

قُلۡ اَفَاتَّخَذۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِيَآءَ لَا يَمۡلِكُوۡنَ لِاَنۡفُسِهِمۡ نَفۡعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ

(الرعد، پ13 آیت نمبر 16)

ترجمہ اہلحدیث

اے نبی (ﷺ) کہہ دو کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو اپنا حمایتی (مددگار بنا لیا ہے) وہ تو اپنے ذاتی نفع و نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔

مشکل کشا کون؟، صفحہ 8

ترجمہ کنزالایمان

تم فرماؤ تو کیا اسکے سوا تم نے وہ حمایتی بنا لئے ہیں جو اپنا بھلا بُرا نہیں کر سکتے۔

ولی اللہ اور ولی من دُون اللہ میں بڑا فرق ہے اللہ کے دوست ولی اللہ ہیں انھیں ماننا ایمان کی نشانی ہے اور ولی من دُون اللہ، اللہ کے وہ دُشمن ہیں جنھیں کفار اپنا مددگار جانتے تھے (اس پر بحث من دون اللہ کے باب میں کر چکے ہیں) اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے۔ وَالَّذِینَ کَفَرُوآ اَولِیٓءُ ھُمُ الطّاغُوت۔ (البقرہ، پ2، آیت نمبر 257) یعنی اور کافروں کے لئے حمائتی شیطان ہیں۔ انھیں ماننا کفر ہے۔ قرآن میں جہاں ولی من دُون اللہ کی بُرائی ہوئی وہاں یہی مراد ہے۔ (نورالعرفان)

یہاں پر کتابچہ کا مؤلف اپنے الفاظ میں دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے لکھتا ہے۔

اللہ عزوجل نے بعض کام تعظیم کے لئے اپنے لئے خاص کئے ہیں، جیسے رکوع کرنا، سجدہ کرنا، ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا، اُس کے نام پر مال خرچ کرنا، اس کے نام کا روزہ رکھنا، اس کے گھر کی طرف نزدیک یا دور سے چل کر جانا، اس کے گھر کا طواف کرنا اس کی طرف قربانی کا لے جانا، وہاں منّتیں ماننا، اس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دُعائیں مانگنا، اس کا مجاور بننا، اُس کے گھر کی خدمت مشغول رہنا اور فرش فروش، روشنی، صفائی پانی وغیرہ کا سامان اس کے لوگوں کے لئے درست کرنا، اس کے کنوئیں کے پانی کو تبرک سمجھنا، یہ سب کام معبود برحق نے اپنی عبادت کے لئے خاص کئے ہیں۔

پھر شقاست قلبی کا یوں اظہار کیا، لکھتا ہے۔

اگر کوئی یہ سمجھے کہ نبی، ولی، پیر، شہید، غوث، قطب ان کے مزارات بھی اسی طرح تعظیم کرنے کے لائق یا اُن بزرگوں کی بھی ایسی ہی تعظیم کرنے سے لوگوں کی مشکلیں دور ہوتی ہیں وہ شخص مشرک ہے "یہ شرک فی العبادت" ہے۔ خُدا کے سوا اوروں کی نذر و نیاز منت وغیرہ حرام ہے خواہ وہ نبی ہو یا ولی، امام ہو یا شہید، جن ہو یا فرشتہ، قطب ہو یا غوث"۔

پھر سورۂ بقرہ، پ2، آیت نمبر 172 لکھتے ہوئے کہتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کلام مقدس میں صاف فرما دیا۔ وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللہ یعنی جو چیز اللہ کے سوا غیر کے نام پکاری جائے وہ قطعی حرام ہے۔

اس کے بعد بخاری و مسلم کے حوالے سے کتابچہ کا مؤلف لکھتا ہے۔

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے اور ہر مسلمان ہر نماز میں پڑھتا ہے التحیات للہ والصلوٰت والطیّبات یعنی تمام بدنی اور مالی عبادتوں کے لائق ایک اکیلے اللہ کی ذات ہے"۔

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 8-9)

یہاں پر مکمل عبارت پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ عبارات میں کتر بیونت سے کام لیا گیا ہے حالانکہ کتر بیونت کرنا انھیں لوگوں کا کام ہے۔ مذکورہ بالا عبارات میں کتابچہ کے مؤلف نے وہی راہ و طریقہ اختیار کیا ہے جو محمد بن عبد الوہاب نجدی نے "التوحید" میں اور محمد اسماعیل دہلوی (بالاکوٹ) نے "تقویۃ الایمان" میں اختیار کیا ہے۔ خیر یہ تو پسند اپنی اپنی ہے۔

کتابچہ کے مؤلف کی خیانت دیکھئے کہ کیسے توڑ مروڑ کر اپنی بات منوانے کی کوشش کررہا ہے حالانکہ بزرگوں کے مقامات کا ادب اور اُن کی تعظیم شرک نہیں۔ جب یہ حضرات ولی اللہ ہیں جبھی تو ان کی تعظیم کی جاتی ہے کوئی مسلمان انکی عبادت نہیں کرتا۔ ادب و تعظیم کرنا کچھ اور ہے اور عبادت کرنا کچھ اور۔ لہٰذا مسلمانوں کو کافر و مشرک کہنا بیدینی نہیں تو اور کیا ہے۔ حالانکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذیل میں دی ہوئی احادیث مبارکہ میں ارشاد مبارک موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

عن عقبۃ بن عامر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وانی واللہ لانظر الی حوضی الان وانی اعطیت مفاتیح خزائن الارض وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکنی اخاف علیکم ان تنافسوا فیھا۔

"حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے (جس میں یہ ہے) کہ رسول

کریم علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا کی قسم میں اس وقت حوضِ کوثر کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں ہیں اور خدا کی قسم مجھے تم پر یہ خوف نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک (جلی) میں مبتلا ہو جاؤ گے خوف تو اس کا کہ تم دنیاوی ساز و سامان کی طرف رغبت کرو۔ (بخاری شریف)

ایک اور حدیث میں یوں ارشاد فرمایا۔

عن محمود بن لبید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اخوف ما اخاف علیکم الشرک الاصغر قالوا یارسول اللہ وما الشرک الاصغر قال الریاء۔

"حضرت محمود بن لبید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خوب یاد رکھو۔ مجھے تمہارے متعلق سب سے زیادہ ڈر ہے تو شرک اصغر کا ہے لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! شرک اصغر کیا چیز ہے فرمایا! ریاٰ اور نمائش"۔ (مسند امام احمد)

اس تیسری روایت نے صاف صاف بتا دیا جس کو عام سا شخص بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے اور حقیقت کو پا سکتا ہے۔ بات بات پر شرک شرک کی رٹ لگانے والے ذرا کھلی آنکھوں سے اس حدیث مبارکہ کو ملاحظہ فرمائیں اور اپنا قبلہ درست کریں۔ ملاحظہ کیجئے۔

عن شداد قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الخوف علی امتی الشرک والشھوۃ الخفیۃ قال قلت یا رسول اللہ اتشرک امتک من بعدک قال اما انھم لا تبعدون شمسا ولاقمرا ولاحجرا ولا وثنا ولکن یراؤن باعمالھم والشھوۃ الخفیۃ ان یصبح احدھم صائما فتعرض لہ شھوۃ من شھواتہ فیترک صومہ۔

"حضرت شداد کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ مجھے اپنی

امت کے متعلق شرک خفی اور شہوت خفی کا خوف ہے میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ! کیا آپ کے بعد آپ کی اُمت بھی شرک میں مبتلا ہو جائے گی۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا۔ سن لو نہ تو وہ آفتاب و مہتاب کی عبادت کرے گی اور نہ کسی پتھر اور بت کی لیکن اپنے اعمال میں ریاکاری کا شکار ہو جائے گی (یہ شرک خفی ہے) اور شہوت خفیہ یہ ہے کہ کوئی شخص تم میں سے صبح کے وقت روزہ دار ہو پھر اس کے سامنے کوئی ایسی چیز آجائے جو اس کی مرغوب خاطر ہو اور صرف اتنی سی بات پر اپنا روزہ توڑ ڈالے"۔ (رواہ احمد، البیہقی فی شعب الایمان)

آپ نے غور فرمایا کہ حضور ﷺ کس قدر اطمینان سے فرمائیں کہ میری اُمت شرک کا ارتکاب نہیں کرے گی سوائے ریا و نمائش کے۔ جبکہ یہ لوگ اہلسنت کے معمولات پر شرک و کفر کا فتویٰ لگاتے نہیں ڈرتے۔ حالانکہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ حدیث ملاحظہ کیجئے۔

عن ابی ذر انه سمع النبی صلی الله علیه وسلم یقول لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیه بالکفر الا ارتدت علیه ان لم یکن صاحبه کذالك۔

"حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے بھائی کو فاسق و کافر نہ کہے کیونکہ اگر وہ فاسق و کافر نہ ہوگا تو یہ تہمت خود تہمت لگانے والے پر لوٹ آئے گی"۔

(صحیح بخاری، ج3 حدیث نمبر982 صفحہ نمبر388)

دوسری حدیث میں ہے۔

عن ابی سلمة عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: اذا قال الرجل لاخیه یا کافر فقد باء به احدهما۔

ابو سلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی سے کہے، اے کار! تو ایک ان میں سے کافر ہوتا ہے۔

(صحیح بخاری، ج3 حدیث نمبر1036 صفحہ نمبر407)

اس سے اُن لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو بات بات پر سچے اور راسخ العقیدہ مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتے ہوئے نہیں تھکتے۔ اگر اُن مہربانوں کے زاویۂ نظر کو درست مان لیا تو اس کی رُو سے تو چودہ صدیوں کے کسی ایک فرد کو بھی مسلمان نہیں کیا کہا جا سکے گا۔ خدا نے تو اپنے محبوب کی اُمت کو اُمتِ مرحومہ اور سب امتوں کی سردار بنایا ہے لیکن یہ حضرات اسے امّتِ ملعونہ باور کرانے پر تلے ہوئے ہیں۔ خدائے ذوالمنن اپنے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے جملہ مدعیان اسلام کو صراط مستقیم پر چلائے جو انعام یافتہ بندوں کا راستہ یعنی حضرات اولیاء اللہ کا دین و مذہب ہے۔ آمین

(حاشیہ بخاری، ج3 ص408)

ہر شخص جانتا ہے کہ سجدہ کرنا، رکوع کرنا، خانہ کعبہ کا طواف کرنا، روزہ رکھنا یہ صرف اللہ عزوجل کے لئے ہے۔ اور جہاں تک ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کا تعلق ہے اگر کسی غیر کی عبادت کے لئے ہے تو حرام ہے اور ادب و تعظیم کے لئے ہے تو جائز۔ مثلاً اُستاد کے سامنے شاگرد باادب ہو کر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو اور دوسرا پیر پھیلا کر اور اکڑ کر کھڑے ہونے والے کو کوئی اچھا نہیں کہے گا کیونکہ جس کے دل میں اُستاد کا ادب و احترام ہی نہ ہو وہ شاگرد کہلانے کے لائق نہیں ہوتا۔ جب اُستاد کی یہ شان ہے تو اللہ تعالیٰ (عزوجل) کے

ولیوں کی تو بہت بڑی شان ہے۔ ان کے سامنے ادب و احترام سے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا شرک و حرام نہیں۔ اللہ عزوجل کے ولی کی شان حدیث سے ملاحظہ کیجئے۔

عن ابی هريرة عن النبی صلی الله عليه وسلم قال اذا احب الله عبدا نادی جبريل ان الله يحب فلانا فاحبه فيحبه جبريل فينادی جبريل فی اهل السماء ان الله يحب فلانا فاحبوه فيحبه اهل السماء ثم يوضع له القبول فی اهل الارض۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ اللہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو تو حضرت جبرئیل بھی اسی سے محبت کرتے ہیں اور حضرت جبرئیل آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین والوں کے دلوں میں بھی اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

(صحیح بخاری، ج3 حدیث نمبر977 صفحہ نمبر386)

یہ بات عام آدمی بھی جانتا ہے کہ جس جگہ کوئی اللہ کا ولی رہتا ہے تو لوگوں کی زبان پر چرچا جاری رہتا ہے اور ساتھ اُس ولی اللہ کے ارد گرد عام و خواص کا اژدھام لگا رہتا ہے۔ بعد انتقال اُن کے مزارات پر یہی سلسلہ جاری رہتا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ جل جلالہ کسی بندے سے محبت رکھتا ہے تو اُس کا چرچا تا قیامت جاری رہتا ہے۔ پتہ چلا کہ ولی اللہ کے آستانے رحمت الٰہی کے اسٹیشن ہیں۔

اور دیکھئے آپ حج کو جاتے ہیں کوئی حج کا ارکان ایسا نہیں جو کسی اللہ کے ولی سے

منسوب نہ ہو۔ جب وہ کسی اللہ کے ولی کے قدموں سے منسوب ہے جبھی تو تعظیم کی جاتی ہے اور قرآن اس کی شہادت دیتا ہے کہ صفا و مروہ شعائر اللہ ہیں کیوں؟ اس لئے کہ بی بی ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُس پر دوڑیں۔

پتہ چلا کہ جہاں ولی اللہ ہوں یا وہ جگہ ولی اللہ سے منسوب ہو تو وہاں اللہ رب العزت کی رحمت اور انوار و تجلیات کی بارش ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان آستانوں پر دعائیں جلد قبول ہوتی ہیں اور باقی چیزیں بھی اسی زمرے میں آتی ہیں۔ صرف سمجھنے کی بات ہے۔

کتابچہ کے مؤلف نے شرک و کفر کی مشین چلانے کے بعد جو سورہ بقرہ کی آیت اور بخاری و مسلم سے جو روایت پیش کی ہے اب ہم البقرہ کی آیت کو ذرا شروع سے پیش کرتے ہیں جو کہ آیت نمبر 173 کا حصہ ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةَ وَالدَّمَ وَلَحۡمَ الۡخِنۡزِيۡرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيۡرِ اللّٰهِ۔ ”اس نے یہی تم پر حرام کئے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا“۔

مؤلف کتابچہ مشکل کشا کون؟ کی خیانت دیکھئے کہ کہاں کی آیت کہاں چسپاں کی جارہی ہے اس سلسلہ میں ہم پچھلے صفحات بعنوان ”غیر خُدا کے نام پر پکارے ہوئے جانور کے حلال حرام ہونے کی صورتیں اور ان کی پہچان“ کے تحت کر آئے ہیں۔ مختصراً یہاں بھی بتا دیتے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ جس جانور پر ذبح کے وقت غیر خُدا کا نام لیا جائے وہ حرام ہے اور جس پر زندگی میں غیر خُدا کا نام پکارا گیا وہ حلال ہے۔ جیسے بحیرہ اور سائبہ جانور یا جیسے زید کی گائے اور عمرو کا بکرا۔ جب گنگا کا پانی حرام نہیں اور خود

گائے جو مشرکین کی معبود ہے حرام نہ ہوئی تو صرف انکی طرف نسبت سے کیسے حرام ہو گی۔

جہاں تک بخاری و مسلم کے حوالے سے بات ہے تو یہ بھی ظاہر ہے کہ جتنی مالی، بدنی عبادات ہوتی ہیں وہ سب کی سب اللہ عزوجل کے لئے ہوتی ہیں کسی غیر اللہ کے لئے نہیں۔ کیونکہ عبادات تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔ لیکن ہاں۔ اگر کوئی چیز کسی کی طرف بغیر عبادت کی نیت سے نسبت کر دی جائے تو وہ حرام نہیں ہو جاتی۔ بلکہ ہم روزمرہ یہ کہتے نہیں تھکتے کہ یہ بکرا قربانی کا ہے، عقیقہ کا دنبہ ہے، فلاں مکان فلاں صاحب کا ہے، فلاں بیٹا فلاں کا ہے۔ یہ نسبتیں شرک نہیں۔

اور جہاں تک منت کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں بھی ملاحظہ کیجیئے کہ اگر کسی مسلمان نے یہ منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میرا کام پورا فرمادیا یا بیمار کو شفاء عطا فرما دی (جسے نذر فقہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص یعنی غیر اللہ کیلئے جائز نہیں) تو میں اتنے روزے رکھوں گا یا اتنی خیرات کروں گا تو جب شرط پائی جائے اسے پورا کرنا واجب ہے۔

بزرگانِ دین کی جو منت مانی جاتی ہے (وہ نذر فقہی نہیں ہے) اس کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ بندہ یہ کہے کہ اگر اللہ کے فضل سے میرا یہ کام ہو گیا تو فلاں بزرگ کی روح کو یصال کروں گا یا کسی بزرگ کے مزار پر یہ عرض کرنا کہ آپ دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ میرا یہ کام پورا فرمادے تو میں آپ کی روح کو ایصال ثواب کے لئے کھانا پکا کر یا جو بھی میسر ہو گا۔ غریبوں، یتیموں یا عام مسلمانوں میں تقسیم کروں گا یہ جائز ہے کیونکہ یہ ایصالِ ثواب

کے ضمن میں آتی ہے اسے پورا کرنا اخلاقی فرض تو ہے لیکن فرض و واجب نہیں اور ایصالِ ثواب کے طور پر جو چیز تقسیم کی جائے وہ صدقہ واجبہ نہیں ہے صدقہ نافلہ ہے جو امیر و غریب سب کو کھلایا یا دیا جا سکتا ہے۔

امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی لکھتا ہے۔

”اولیائے کرام و محبوبان خُدا کی منت ماننا بھی جائز ہے اور نذر کا مال و طعام مالداروں کو دینا کھلانا بھی جائز ہے اگرچہ منت ماننے محتاج نادار ہو اور ناذر کو اختیار ہے کہ مسکین و مالدار جس کو چاہے شئ منذور دیدے سب جائز ہے اسی خصوصیت کا پورا پورا حق ناذر کو حاصل ہے اور سید صاحب ثروت کو وہ شئ منذور لینا جائز و حلال ہے“۔

(زبدۃ النصائح فی مسائل الذبح مطبوعہ محمدی صفحہ نمبر 103)

نیز اور لکھا ہے۔

”کوئی شخص بکرا پالے تاکہ اس کا گوشت خوب ہو اسے ذبح فاتحہ غوث اعظم کے نام پر پڑھ کر کھلائے جائز ہے یہ زندہ بزرگ کے کھلانے کے مشابہ ہے۔

(زبدۃ النصائح فی مسائل الذبح مطبوعہ محمدی صفحہ نمبر 105)

پتہ چلا کہ حضرت سید غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کا جانور پالنا جائز ہے اسے ذبح کرکے پکوا کے نیاز فاتحہ کرانا جائز ہے اور لوگوں کو کھلانا جائز ہے اس میں کوئی خلل نہیں ہے اور یہ منت ایسی ہے جیسے کسی زندہ بزرگ کو نذر کی جائے۔ امام الوہابیہ محمد اسماعیل دہلوی نے وہی کہا جو ہم کہتے ہیں سب سے بڑھ کر یہ کہ حضرت غوث

الا عظم لکھ دیا اور غوث الا عظم کا ترجمہ ہے " بہت بڑا فریاد رس " تو غوث الا عظم لکھ کر اسماعیل دہلوی خود اپنی تقویۃ الایمان کے فتوے سے ابو جہل کے برابر مشرک ہوا اور اس کو جو پیشوا مانتے ہیں وہ بھی سب مشرک و مرتد ہوئے۔

یہاں پر اور بھی بہت سے حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں سمجھ دار کیلئے صرف ایک دو حوالے ہی کافی ہوتے ہیں اور ضدی ہٹ دھرم کئے لئے دفتر بھی بے کار۔

کتابچہ کا مؤلف بعنوان "شرک کی برائی" کے تحت یہ آیت لکھتا ہے۔

اِنَّهٗ مَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ الۡجَنَّةَ وَمَاۡوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۷۲﴾ (المائدہ، پ 6 آیت نمبر 72) تحقیق جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے اللہ تعالیٰ جنت کو اس پر حرام کر چکا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں (مشرکوں) کا کوئی بھی مدد گار نہیں ہو گا۔ (ترجمہ اہلحدیث)

یہ لکھ کر پھر گوہر افشانی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:۔

"شرک اللہ وحدہٗ لا شریک کے ساتھ سخت سرکشی، نافرمانی، بغاوت اور مخالفت ہے اُس کا گناہ کفر کے گناہ سے کچھ کم نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ حکم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی تجھے آگ میں جلائے تو تو جلنا قبول کر، مگر خُدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنا قبول نہ کر۔ دوسری حدیث میں حضور کا ارشاد ہے کہ جس نے شرک کیا ہو گا اس کی بخشش کا میں ذمہ دار نہیں۔ شرک کرنے والا اگر بغیر توبہ کے مر جائے تو وہ ہر گز نہیں بخشا جائے گا۔ مشرک ہمیشہ دوزخ کی آگ میں جلے گا۔ قرآن شریف کا تو کوئی پارہ بلکہ رکوع تک۔ اس تعلیم سے خالی نہیں کہ مخلوق کو مخلوق کے پکارنے سے روکا جائے۔ کیونکہ کسی حالت اور کسی صورت بھی کسی مخلوق کو یہ قدرت نہیں ہے کہ ہمارے کام سنوار دے، بگڑے کو بنا دے۔۔۔ ہم نے نبیوں اور ولیوں کے اختیارات اور مراتب کی من گھڑت روایات کو سینے سے لگا کر قرآن کی کھلی کھلی آیات کو جھٹلا دی۔

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 9)

سب سے پہلے پوری آیات ملاحظہ کیجئے۔

لَقَدۡ كَفَرَ الَّذِيۡنَ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡمَسِيۡحُ ابۡنُ مَرۡيَمَ ؕ وَقَالَ الۡمَسِيۡحُ يٰبَنِىۡۤ

اِسۡرَآءِیۡلَ اعۡبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیۡ وَ رَبَّکُمۡ ؕ اِنَّہٗ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ الۡجَنَّۃَ وَمَاۡوٰىہُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۷۲﴾

اب ایمان افروز ترجمہ "کنزالایمان" پیش کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ کیجیے۔

”بیشک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے اور مسیح نے تو یہ کہا تھا اے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور تمہارارب، بیشک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کردی اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔“

غور کیجیے کہ اس آیت مبارکہ میں بنی اسرائیل کی تردید کی جارہی ہے کہ عیسائیوں میں یعقوبیہ اور ملکانیہ فرقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خُدا کہتا ہے یہ لوگ حُلول الوہیت کے قائل تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام میں الوہیت ایسی سرایت کی ہوئی ہے جیسے پھول میں رنگ و بُو۔ جبکہ ان عیسائیوں کی بکواس خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف ہے کہ وہ تو اپنے کو رب کا بندہ کہتے تھے اور یہ انھیں رب کہنے لگے۔

دوسری بات اس آیۃ کریمہ سے یہ معلوم ہوئی کہ رب نے مسلمانوں کے مددگار مقرر فرمادیئے ہیں کیونکہ مددگار نہ ہونا کفار کا عذاب ہے جس سے مسلمان محفوظ ہیں جبھی تو کہا جارہا ہے کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

انبیاء و اولیاء کی بڑی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے بندوں کے مددگار ہیں اور مشکل کُشا ہیں۔ انبیاء واولیا کے علاوہ اور بھی افراد ہیں جو مشکل کشائی کرتے نظر آتے ہیں۔ یہاں پر ہم ایک حدیث بیان کرتے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے۔

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان السقط لیراغم ربہ اذا ادخل ابویہ النار فقال ایہا السقط المراغم ربہ ادخل ابویك الجنۃ

فیجرھما بسررہ حتی یدخلھا الجنۃ قال ابو علی یراغم ربہ یغاضب۔

حضرت علی کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن جب ساقط الحمل کے بچے کے ماں باپ کو دوزخ میں داخل کی جائے گا تو وہ اپنے رب سے لڑے گا حکم ہوگا اے لڑنے والے جا اپنے ماں باپ کو جنت میں لے جا۔ تو وہ انہیں ہنسی خوشی جنت میں لے جائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، ج1 حدیث نمبر 1671 صفحہ نمبر 455)

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادنیٰ اُمتی کچا بچہ اپنے والدین کی شفاعت کر کے ان کی حاجت روائی کرے گا اور عظیم بلا دافع کر کے ان کا مشکل کُشا بنے گا۔ تو جو اُمتی ہو کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاجت روا، دافع بلا اور مشکل کُشا نہ مانے وہ بد نصیب ہے۔

لہذا یہ آیت مسلمانوں پر چسپاں کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ ایسا کونسا مسلمان ہے جو کسی نبی، ولی، بزرگ کو خُدا مانتا ہو۔ جب ان حضرات کو رب کا بندہ سمجھ لیا تو پھر شرک کیسا۔

جہاں تک سوال مخلوق کو مخلوق کو پکارنے کا تعلق تو ہم پچھلے صفحات میں بتا آئے ہیں کہ عبادت کی نیت سے مخلوق کو پکارنا حرام ہے۔ ویسے کسی کو پکارنا حرام نہیں۔ بہت سے کام ایسے ہیں جو بندوں کے سبب سے ہوتے ہیں۔ حقیقی مددگار تو اللہ پاک ہی ہے مگر کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہے۔ انسان کی پیدائش دیکھ لیجئے۔ ماں باپ کے توسط سے اولاد ہوتی ہے ایک دوسرے کی پریشانی اور مصیبت میں لوگ قرض لے کر ایک دوسرے کو پکارتے اور مدد کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ کام شرک نہیں۔ بات وہی ہے کہ حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ ہے لیکن بندوں کے لئے مقرر کر دیا کہ ہاتھ ہلاؤ تمہارا رزق فلاں جگہ ہے۔

لگتا ہے کہ کتابچہ کے مؤلف کو نبیوں اور ولیوں کے اختیارات سے بغض و دلی عناد ہے اگر یہاں بھی بتا دیا جاتا کہ وہ کونسی من گھڑت روایات ہیں تو شاید ہمیں بھی معلوم ہو جاتا۔ اگر صاحب مؤلف کوئی روایات پیش کر دیتے تو ہم کچھ عرض کر دیتے۔ لہذا اب یہاں پر ہمارا کچھ اور عرض کرنا بے فائدہ ہے۔

کتابچہ کے مؤلف نے " آسمانی فیصلہ " کا عنوان دے کر یہ سرخی دی ہے کہ " کارخانہ الٰہی میں کسی کو کچھ دخل نہیں، غیر اللہ کو مدد کیلئے پکارنا شرک ہے۔" اس کے تحت یہ آیات لکھتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ (الجن، پ 29 آیت نمبر 21-22)"(اے نبی) آپ لوگوں سے کہہ دیں کہ میں تمہارے لئے نفع یا یقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ آپ یہ بھی کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا مجھے بھی کوئی نہیں بچا سکتا اور میں بھی اس کے سوا کہیں اپنی پناہ نہیں پاؤں گا"۔(ترجمہ اہلحدیث)

پھر اس آیت کے تحت لکھتا ہے۔

اس خُدائی فیصلہ کے مطابق جبکہ خود سید الانبیاء ﷺ کو نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت نہ تو خود بخود ہے اور نہ قرآن کی بخشی ہوئی۔ تو پھر کسی اور نبی، ولی، پیر، شہید، غوث و قطب کو کیا اختیار جو کسی کی کوئی مشکل کشائی، حاجت روائی کر سکیں۔ ایمان دار کو سر تسلیم خم کرنے کے لئے تو یہ اٹل فیصلہ ہے اوپر کی آیت ہمیں یہ تعلیم دیتی ہے کہ سوائے قادر قیوم کے کسی اور کو کوئی قدرت نفع و نقصان کی نہیں ہے۔ ذیل کی آیات یہ حکم دیتی ہیں کہ جو چیزیں نفع و نقصان پر قادر نہیں ہیں ان کو کسی مقصد کسی کام کے لئے ہر گز مت پکارو۔ یہ شرک ہے"۔

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 10-11)

دوسری آیات ہم آگے لکھیں گے پہلے مذکورہ بالا آیت کے سلسلے میں عرض کر دیتے ہیں۔ آیت کا ایمان افروز ترجمہ کنزالایمان ملاحظہ کیجئے۔

”تم فرماؤ میں تمہارے کسی بُرے بھلے کا مالک نہیں۔ تم فرماؤ ہر گز مجھے اللہ سے کوئی نہ بچائے گا اور ہر گز اس کے سوا کوئی پناہ نہ پاؤں گا“۔

یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ اس میں خطاب مشرکین سے ہے یعنی تم چونکہ مشرک ہو اس لئے میں تمہارے نفع و نقصان کا مالک نہیں۔ ورنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو خود ہم جیسے کروڑوں کی پناہ ہیں۔ اس سلسلے میں ہم پچھلے صفحات پر کافی لکھ آئے ہیں دوبارہ ملاحظہ کر لیجئے۔

لیکن تھوڑا بہت اور بتا دینا ضروری سمجھتے ہوئے آپ کے دل و دماغ پر دستک دیتے ہیں کہ قیامت کے ہولناک منظر کو ذہن نشین کیجئے جہاں نفسی نفسی کا عالم ہو گا۔ وہاں ہمارے اور کائنات کے آقا و مولا ﷺ ہماری حاجت روائی اور مشکل کشائی کریں گے۔ اس کے علاوہ یقیناً مومن کے مدد گار نبی، فرشتے، صالح مومن سب ہی ہیں۔ کافر کا کوئی مدد گار نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے مدد گار اور نبی کے خدمت گار بہت مقرر فرمائے ہیں۔ رب فرماتا ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَ جِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَآئكة بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِير ۔

(التحریم، پ28 آیت نمبر4 سورۃ نمبر66)

(ترجمہ) تو بے شک اللہ ان کا مدد گار اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ اگر سفر میں سواری کا جانور چھوٹ کر بھاگ جائے تو بلند آواز سے کہے۔

اَعینوا یا عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰه ۔

اس کا ترجمہ دیوبندی عالم محمد ادریس کاندھلوی نے یہ کیا ہے۔

”مدد کرو اے اللہ کے بندوں، اللہ تم پر رحمت فرمائے

اور اگر کسی مددگار کو بلانا ہو تو بلند آواز سے کہے۔

یاعِبَادَاللهِ آعینونی، یاعبادالله اعینونی، یاعبادالله اعینونی۔

”ف“ کا لفظ لکھ کر دیوبندی عالم لکھتے ہیں کہ مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

”یہ عمل آزمودہ ہے“

(حصن حصین صفحہ نمبر 175 – 174)

یہاں پر کچھ لکھنے سے بہتر ہے کہ فیصلہ آپ کے ضمیر پر چھوڑ دوں۔

کتابچہ کے مؤلف نے مذکورہ بالا عنوان کے تحت آگے چل کر جو آیات پیش کی ہیں وہ ملاحظہ کیجئے۔

وَلَا تَدۡعُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنۡفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنۡ فَعَلۡتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيۡنَ ۔(پ 11 سورہ یونس، آیت نمبر 106) ”مت پکارو تم اللہ کے سوا کسی کو جو تم کو نفع دے اور نہ نقصان پہنچا سکے ایسا کرو گے (یعنی غیر اللہ کو پکارو گے) تو تم مشرک بن جاؤ گے۔(ترجمہ اہلحدیث)

اس آیت کے تحت لکھتا ہے۔

”ایمان دار کو سر تسلیم خم کرنے کے لئے اٹل فیصلہ ہے کہ اللہ کے سوا اور کسی کو مدد کے لئے نہ پکارا جائے“۔

دوسری آیت یہ لکھی ہے۔

وَمَنۡ يَّعۡصِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيۡنًا ۔(الاحزاب، پ22، آیت نمبر 36) ”اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کا کہنا نہ مانے وہ کھلا گمراہ ہو چکا“۔)ترجمہ اہلحدیث)

پھر یوں لن ترانی کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

مقام غور ہے کہ ایسے کھلے احکام ہوتے ہوئے مزارات بزرگان پر جاکر مرادیں مانگنی کیا خلاف حکم خُدا اور رسول نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی اور سے خواہ وہ نبی ہوں یا ولی، امام ہو یا شہید، غوث ہو یا قطب، حاجتیں مانگنا، سجدے کرنا، نذرو نیاز چڑھانا، حاضر و ناظر جان کر نزدیک یا دور سے پکارنا یہ سب کام شرک میں داخل ہیں شرک کی مذمت میں قرآن مجید بھرا ہوا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ ہم قرآن مجید میں غور نہیں کرتے"۔

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر11)

واقعی کتابچہ کے مؤلف قرآن مجید میں تھوڑا بہت غور و فکر کر لیتے تو یوں اُلٹی گنگا نہ بہاتے اور گمراہیت پھیلانے سے پرہیز کرتے۔ دونوں آیت کا ترجمہ کنزالایمان پیش کرتے ہیں۔

1۔ "اور اللہ کے سوا اس کی بندگی نہ کر جو نہ تیرا بھلا کر سکے نہ بُرا پھر اگر ایسا کرے تو اس وقت تو ظالموں سے ہو گا"۔

2۔ "اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی میں بہکا"۔

غور و فکر کر کے دیکھئے تو یہ دوسری آیت آقائے کائنات ﷺ کے اختیارات کو بیان کر رہی ہے کہ حضور (ﷺ) کا حکم خُدا کا حکم ہے کہ اس میں تردد کرنا گمراہی ہے۔ دیکھو عورت کو اپنے نفس کا اختیار ہوتا ہے کہ کسی سے اپنا نکاح کرے یا نہ کرے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر اسے اپنے نفس کا بھی اختیار نہیں۔

اب آیئے پہلی آیت کی طرف، اس میں پوجنے کی ممانعت ہے نہ کہ پکارنے کی یا مدد لینے سے کیونکہ دوسری آیات میں پکارنے کا بھی حکم ہے۔ رب فرماتا ہے۔

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ۔

(الاحزاب، پ21، آیت نمبر5 سورۃ نمبر33)

(ترجمہ)" انھیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو"۔

اور حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا۔

مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ۔

(الصف، پ28،، آیت نمبر14 سورۃ نمبر61)

(ترجمہ)" کون ہیں جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کریں"۔

اگرچہ پتھروں لکڑیوں میں نفع نقصان ہیں مگر وہ نفع و نقصان جو الوہیت کا مدار ہے کسی مخلوق میں نہیں یعنی بالذات مشکلیں حل کرنا، فریاد سننا وغیرہ۔ لہذا بیماروں کا طبیبوں کے پاس جانا، مظلوموں کا حاکموں کے پاس جانا اس خیال سے نہیں کہ یہ اللہ کی بھیجی ہوئی مصیبتوں کو ٹال دیں گے بلکہ اس خیال سے ہوتا ہے کہ انکے سبب و ذریعہ سے اللہ مصیبت ٹال دے گا جیسا کہ پیاسے کا کنویں پر جانا، بھوکے کا مالداروں کے پاس جانا۔ اسی طرح گنہگار کا، نبی، ولی کے دروازے پر حاضری دینا ہے کہ مغفرت کا ذریعہ ہے نہ شرک ہے نہ کفر۔

کتابچہ کے مؤلف نے شرک کی جو تفصیل گنوائی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ ان کہ نزدیک یہ خُدائی صفات ہیں جبھی تو کسی کو شریک کرنے سے شرک ہو گا۔

یہاں پر سوچنے اور حیرانی میں مبتلا ہونے کی بات یہ ہے کہ کیا یہ لوگ (معاذ اللہ) خُدا کو قبر میں دکھانا چاہتے ہیں یا انکے خُدا کی کوئی قبر ہے جس پر نذرونیاز چڑھانے سے شرک ہو جاتا ہے جبکہ ہمارا خُدا تو حی ہے قیوم ہے وہ زمین و زمانیت سے پاک ہے۔

رہا مسئلہ حاضر و ناظر کا تو اس سلسلے میں بھی کچھ عرض ہے۔ آپ لوگ بھی جانتے ہیں کہ تمام حضرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "حضور" اور "آنحضرت" کہتے بھی ہیں ا

ور اپنی اپنی کتب میں لکھتے بھی ہیں۔ جو مخاطب کا صیغہ کا ہے اور بالکل سامنے والے کے لئے بولا جاتا ہے اور ستم ظریفی یہ کہ حضور کہہ کر اپنے قریب بھی نہ جانیں اور نہ مانیں۔ جبکہ ’’حضور‘‘ کے معنیٰ ہی سامنے ، قریب والے، حضوری، حاضری، قرب، نزدیکی کے ہیں (فیروز للغات)۔ یہی وجہ ہے کہ حاکم مجرم کیلئے حکم دیتا ہے کہ مجرم کو میرے حضور پیش کرو۔

دوسری بات یہ ہے کہ کوئی اہلحدیث یا کوئی اور قرآن و حدیث سے لفظ ’’حاضر وناظر‘‘ کی صفت اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت نہیں کر سکتا اور کوئی قیامت تک اللہ رب العزت جلِ جلالہ کے صفاتی ناموں سے ’’حاضر وناظر‘‘ نہیں دکھا سکتا۔

رہی بات پکارنے کی تو اس سلسلے میں پہلے بھی کافی لکھا جاچکا ہے مختصراً کچھ بیان کیا جاتا ہے۔ آپ لوگ کہتے ہو کہ غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے تو دریافت طلب یہ ہے کہ پکارا تو نام لیکر ہی جائے گا۔ آپ نام کیوں رکھتے ہیں؟ کیا بچہ بمعہ نام کے پیدا ہوتا ہے؟ صانع پہلی مرتبہ جب کسی شئے کو تخلیق کرتا ہے تو کیا ساتھ ہی نام بھی تخلیق کرتا؟ اگر آپ لوگ یہ کہو کہ نام شناخت اور پکارنے کی غرض سے پیدائش یا تخلیق کے بعد رکھا جاتا ہے۔ تو جب نام پکارنے کیلئے ہی رکھا جاتا ہے پھر تم غیر اللہ کو پکارنا شرک کیوں کہتے ہو؟ یا پکارنے کی غرض سے نام رکھتے ہی کیوں ہو؟ ایسا بھی کوئی شخص یا چیز ہے جس کا کوئی نام نہ ہو؟ کیا نام رکھنے والے اور جن کے بھی نام ہیں تمہارے نزدیک سب مشرک؟ معاذاللہ! اور یہ بھی حیرت کی بات ہے کہتے ہیں دور والے کو پکارنا شرک ہے تو عرض ہے جناب پکارا ہی دور والے

کو جاتا ہے۔ قریب والے سے تو بات کی جاتی ہے۔ ہم نے اس مسئلے کو بھی آسان طریقے سے سمجھا دیا۔ اب جس کی عقل میں نہ آئے تو یہ اُس کی عقل کا قصور ہے۔

کتابچہ کا مؤلف بعنوان " ہوشیار ہو کر غور سے سنئے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان " کے تحت یہ آیت لکھتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ ط(الانعام، پ7، آیت نمبر50)"(اے نبی) آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور (یہ بھی کہہ دیجئے کہ) میں غیب نہیں جانتا اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو اسی پر چلتا ہوں جو مجھ کو حکم ہوا ہے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے)"۔ (ترجمہ اہلحدیث)

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر11-12)

ایمان افروز ترجمہ کنزالایمان پیش خدمت ہے۔

"تم فرمادو میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی کی جاتی ہے"۔

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ کفار عرب حضور (ﷺ) سے عرض کرتے تھے کہ اگر آپ سچے نبی ہیں تو ہم کو مال و دولت دیجئے۔ پہاڑوں کو سونا بنا دیجئے۔ آئندہ چیزوں کے بھاؤ بتا دیجئے اُنکے جواب میں یہ آیات آئیں جن میں فرمایا گیا کہ میں نے دعویٰ نبوت کیا ہے نہ کہ ان چیزوں کا دعویٰ۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ اگر آپ نبی ہیں تو نکاح کیوں کرتے ہیں جواب میں ارشاد ہوا کہ نکاح نہ کرنا فرشتوں کیلئے ضروری ہے نہ کہ نبی کیلئے۔ پتہ چلا کہ اس میں دعویٰ کی نفی ہے خزانہ پاس ہونے کی نفی نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں ہیں (بخاری) رب تعالیٰ فرماتا ہے۔اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ۔ (ترجمہ) اے محبوب بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔(پ30، کوثر، آیت نمبر1)

اسی طرح علم غیب کے دعویٰ کی نفی ہے نہ کہ علم غیب یعنی میں تم کو وہی دوں گا اور وہی بتاؤں گا جس کی مجھے رب کی طرف سے اجازت ہو گی چنانچہ حضور (ﷺ) نے باذن الٰہی قیامت تک کے سارے حالات صحابہ کرام کو ایک مجلس میں بتا دیئے اور لوگوں کو غنی کر دیا۔ رب فرماتا ہے۔اَغۡنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ مِنۡ فَضۡلِه۔ (ترجمہ)" اللہ و رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا"۔ (پ10، التوبہ، آیت نمبر74)

اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت اور علم عطائی کا ثبوت ہوا۔ حضرت ربیعہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو جنت عطا فرمائی دیکھو مسلم شریف۔

کتابچہ کا مؤلف مذکورۃ بالا عنوان کے تحت پھر یہ آیت لکھتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

وَعِنۡدَهٗ مَفَاتِحُ الۡغَيۡبِ لَا يَعۡلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ (الانعام پ 7، آیت نمبر 59) "اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اسکے سوا کوئی نہیں جانتا اور اسکو جنگلوں اور دریاؤں کی ہر چیز کا علم ہے اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اسکو جانتا ہے"۔(ترجمہ اہلحدیث)

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر5 اور صفحہ نمبر12)

پہلے مکمل آیت پیش خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

وَعِنۡدَهٗ مَفَاتِحُ الۡغَيۡبِ لَا يَعۡلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعۡلَمُ مَا فِى الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ ؕ وَمَا تَسۡقُطُ مِنۡ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعۡلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِىۡ ظُلُمٰتِ الۡاَرۡضِ وَلَا رَطۡبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۵۹﴾

(الانعام پ7، آیت نمبر59)

آیت کا ایمان افروز ترجمہ کنز الایمان ملاحظہ کیجئے۔

”اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انھیں وہی جانتا ہے۔ اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتا گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا ہوا ہے“۔

معلوم ہوا کہ اس آیت میں اعلام یعنی بتانے کی نفی نہیں اور اس سے نبی کے علم غیب کی نفی پکڑنا غلط ہے تھوڑا سا غور و فکر کیجئے اور جانئے کہ اس میں بتایا جا رہا ہے ہر ادنیٰ اعلیٰ چیز لوحِ محفوظ میں لکھی ہے اور یہ لکھنا اس لئے نہیں کہ رب تعالیٰ (عزوجل) کو اپنے بھول جانے کا اندیشہ تھا۔ لہذا لکھ لیا۔ بلکہ اپنے خاص مقرب بندوں کو بتانے کے لئے ہے جن کی نظر لوح، محفوظ پر ہے۔

اس آیت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ علم غیب حساب سے، عقل سے حاصل نہیں ہوتا۔ یہ تو رب کی خاص مِلک ہے اس کے پاس ہے، جِسے چاہے وہ دے اسے ملے۔ اور غیب کی کنجیاں سے مراد وہ پانچ علوم ہیں جو سورہ لقمان کے آخر میں مذکور ہیں۔ چونکہ یہ پانچ چیزیں لاکھوں غیبوں کے کھل جانے کا ذریعہ ہیں۔ اس لئے انھیں غیب کی کنجیاں فرمایا گیا ہے۔ لوحِ محفوظ کو کتاب مبین یعنی ظاہر کر دینے والی کتاب اسی لئے فرمایا گیا کہ لوح محفوظ علوم غیبیہ ان حضرات پر ظاہر کر دیتی ہے جن کی نظر اس پر ہے۔ جیسے بعض فرشتے اور انبیاء و اولیاء کرام۔ اگر اس پر کسی کی نظر نہ ہو تو وہ کتاب مبین نہ ہو گی۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

لوحِ محفوظ است پیش اولیاء

از چہ محفوظ اند محفوظ از خطاء

کتابچہ کا مؤلف آگے یہ آیت لکھتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۔ (الاعراف، پ9 آیت نمبر 188) ”(اے نبی آپ لوگوں سے کہہ دیجئے) اگر میں غیب جانتا تو اپنے لئے ہر قسم کی بھلائی جمع کر لیتا اور مجھے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچتی“۔ (ترجمہ اہلحدیث)

پھر آگے دو آیتوں کے بعد اسی آیت کا شروع کا یہ حصہ لکھا ہے۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ ”(اے نبی) آپ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ مجھے اپنی جان کے لئے بھی نفع و نقصان کا اختیار نہیں مگر جو اللہ چاہے“۔ (ترجمہ اہلحدیث)

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 12)

پیش کی گئی آیت کا دونوں حصوں کا مکمل ایک ساتھ پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۔

(الاعراف، پ9 آیت نمبر 188)

اب اسی آیت کا ایمان افروز مکمل ترجمہ کنز الایمان ملاحظہ کیجئے۔

”تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے بُرے کا خود مختار نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کر لی اور مجھے کوئی بُرائی نہ پہنچی“۔

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ غزوہ مصطلق سے واپسی کے وقت راستہ میں تیز ہوا چلی جس سے غازیوں کے اونٹ گھوڑے بھاگ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مدنیہ میں رفاعہ کا انتقال ہو گیا اور پھر فرمایا کہ دیکھو ہمارا ناقہ کہاں ہے۔ عبد اللہ بن ابی منافق بولا کہ حضور کا عجیب حال ہے کہ مدنیہ میں مرنے والوں کی خبر دے رہے ہیں اور اپنے ناقہ کی خبر نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس کی یہ بکواس چھپی نہ رہی اور فرمایا کہ بعض

منافق ہمارے علم پر یہ اعتراض کرتے ہیں۔ اچھا ہماری اونٹنی اس گھاٹی میں ہے اس کی نکیل ایک درخت میں اُلجھ گئی۔ دیکھا گیا تو ایسا ہی تھا اس پر یہ آیت اُتری (تفسیر کبیر)۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے علم میں طعن کرنا منافق کا کام ہے مومن کا نہیں۔

جہاں تک نفع نقصان کا تعلق ہے تو فرمایا میں اللہ کے چاہنے سے نفع و نقصان کا مالک ہوں نہ کہ اس کے بغیر چاہے۔ چنانچہ ہمارے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام خدائی کے رب کی عطا سے مالک ہیں رب فرماتا ہے۔اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ۔ نیز خود فرماتے ہیں مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں بخش دی گئیں اور فرماتے ہیں اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں۔ اور غیب کے بارے میں فرمایا جارہے کہ اگر میں ذاتی طور پر غیب جان لیا کرتا جس کیلئے قدرت لازم ہے تو ہر چیز جمع کر لیتا۔ یہاں خیر (بھلائی) سے مراد دنیا کی راحتیں، خوشیاں، ظاہری طور پر دشمنوں پر فتح مندی وغیرہ ہے ورنہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خیر کثیر عطا فرمائی۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَنۡ يُّؤۡتَ الۡحِكۡمَةَ فَقَدۡ اُوۡتِىَ خَيۡرًا كَثِيۡرًا ۔ جسے حکمت دی گئی اس خیر کثیر دی گئی۔ (پ3، البقرہ آیت نمبر269) اور حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کو حکمت کا بانٹنے والا بنایا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ مجھے ذاتی طور پر علم غیب ایک چیز کا بھی نہیں۔ اگر اس سے علم غیب کی عطا کا انکار کیا جائے تو لازم آئے گا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایک چیز کا بھی علم نہیں اور یہ قطعی نصوص کے خلاف ہے۔

کتابچہ کا مؤلف یہ آیت لکھتا ہے۔

وَمَآ اَدۡرِىۡ مَا يُفۡعَلُ بِىۡ وَلَا بِكُمۡ ؕ (الاحقاف، پ26 آیت نمبر9)

”(اے نبی آپ لوگوں سے کہہ دیجئے) مجھے نہیں معلوم کہ آئندہ مجھ کو کیا کیا امور پیش آنے والے ہیں اور تم کو کیا کیا پیش آنے والے ہیں“۔(ترجمہ اہلحدیث)

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 12)

مکمل آیت ملاحظہ فرمائیے۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۹﴾

(الاحقاف، پ26 آیت نمبر 9)

اب اسی آیت کا ایمان افروز ترجمہ کنزالایمان ملاحظہ کیجئے۔

”تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا۔ میں تو اس کا تابع ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے اور میں نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا“۔

دیکھئے ہر علم کو درایت نہیں کہا جاتا۔ درایت وہ علم ہے جو اٹکل، قیاس، گمان وغیرہ سے حاصل ہو اس لئے رب تعالیٰ (عزوجل) کے علم کو درایت نہیں کہا جاتا۔ حضور علیہ السلام کی وحی بھی درایت سے وراء ہے۔ اس آیت کا منشاء یہ ہے کہ آئندہ کی جو باتیں مجھے معلوم ہیں وہ وحی سے معلوم ہیں نہ کہ درایت اور قیاس سے۔ کیونکہ درایت کا علم ظنی ہوتا ہے یقینی نہیں ہوتا۔ عقلِ انسان غیب سے عاجز ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ مجھے خبر ہی نہیں کہ تم سے اور مجھ سے کیا معاملہ ہو گا۔ رب تعالیٰ (عزوجل) فرماتا ہے۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا۔ اور صحابہ کے لئے فرماتا ہے۔ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

سارے انسانوں کے انجام کی خبر ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت میں سب کے گواہ ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۔ اس آیت میں حضور علیہ السلام کی معذوری و مجبوری کا ذکر نہیں بلکہ حضور علیہ السلام کے مستغن ہونے کا ذکر ہے کہ مخلوق کے کفر سے حضور علیہ السلام کا کچھ نہیں بگڑتا۔

پھر کتابچہ کا مؤلف یہ آیت لکھتا ہے۔

قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۔ (الجن، پ29، آیت نمبر 21)" (اے نبی) آپ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میں تمہارے نفع نقصان کا ہر گز اختیار نہیں رکھتا"۔(ترجمہ اہلحدیث)

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 12)

اب ایمان افروز ترجمہ کنز الایمان ملاحظہ کیجئے۔

"تم فرماؤ میں تمہارے کسی بُرے بھلے کا مالک نہیں"۔

اس آیت میں مشرکین سے خطاب ہے (روح) یعنی تم چونکہ مشرک ہو اس لئے میں تمہارے نفع و نقصان کا مالک نہیں۔ ہاں اگر تم مجھ پر ایمان لے آؤ تو میں اللہ کی عطا سے تمہارے لئے دنیا و آخرت میں مددگار ہوں گا۔

مزید کتابچہ کا مؤلف یہ آیت لکھتا ہے۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۔ (النمل، پ20، آیت نمبر 65) "(اے نبی) آپ کہہ دیجئے کہ جتنے لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں کسی کو بھی غیب کا علم نہیں ہے سوائے خُدا کے، اور ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ وہ کب جی کر قبروں سے اُٹھیں گے۔(ترجمہ اہلحدیث)

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 12)

ایمان افروز ترجمہ کنز الایمان ملاحظہ کیجئے۔

”تم فرماؤ خود غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمان اور زمین میں ہیں مگر اللہ۔ اور انھیں خبر نہیں کہ کب اُٹھائے جائیں گے“۔

یہ ساری آیت مشرکین کے اس سوال کے جواب میں نازل ہوئی کہ بتایئے قیامت کب ہو گی کیونکہ یہ علم عوام کو دینے کا نہیں ہے یعنی حقیقی طور پر غیب صرف رب تعالیٰ (عزوجل) ہی جانتا ہے پھر جسے وہ بتادے اس کے بتانے سے وہ بھی جانتا ہے جیسے رب فرماتا ہے۔ ان الحکم الاللہ یعنی حقیقی حاکم صرف رب تعالیٰ (عزوجل) ہے تمام غیب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں اور وہ کتاب مبین ہے۔ یعنی محبوبوں پر وہ سارے غیوب ظاہر کرنے والی، اسی سے انبیاء اولیاء کا علم ثابت ہے۔

کتنی حیرت کی بات ہے کہ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ان آیات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی نفی ہے اور چھانٹ چھانٹ کر اپنے مذموم مقاصد کیلئے پیش کر دیتے ہیں کیا یہ مومن ہونے کی دلیل ہے؟ کیا یہی توحید ہے؟ توحید نہیں بلکہ توحید کی آڑ میں نبی سے عدوات ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

مولفِ کتابچہ مزید یہ آیات لکھتا ہے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۔ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۔

(فاطر، پ22، آیت نمبر 13-14) ”اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہے، تمام دنیا کی حکومت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے اور جن جن لوگوں سے تم لوگ دعائیں مانگتے ہو اور حاجتیں طلب کرتے ہو وہ تو ایک کھجور کے چھلکے جتنا بھی اختیار نہیں رکھتے۔ اگر تم لوگ ان سے دعا مانگو تو وہ تمہاری دعاء کو سن نہیں سکتے اور اگر (فرضاً) سُن بھی پائیں تو اس کو پورا نہیں کرسکتے اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک سے انکار کریں گے۔ اور اللہ پاک جیسی خبریں تم کو کوئی بھی نہیں دے سکتا“۔ (ترجمہ اہلحدیث)

ساتھ ہی مؤلف کتابچہ دوسری یہ آیت لکھتا ہے۔

وَهُمۡ عَنۡ دُعَآئِهِمۡ غٰفِلُوۡنَ۔ (الاحقاف، پ26، آیت نمبر5) "وہ لوگ ان کی پکار سے بے خبر ہیں"۔(ترجمہ اہلحدیث)

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر13)

آیات کا ایمان افروز ترجمہ کنز الایمان ملاحظہ کیجئے۔

"یہ ہے اللہ تمہارا رب اُس کی بادشاہی ہے اور اس کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو دانہ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں تم انھیں پکارو تو تمہاری پکار نہ سنیں اور بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت روانہ کر سکیں اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک سے منکر ہوں گے اور تجھے کوئی نہ بتائے گا اس بتانے والے کی طرح"۔

دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے۔

"اور انھیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں"

یہاں پر ملاحظہ کیجئے کہ وہابی اہلحدیث ترجمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جن نبیوں، ولیوں کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری نہیں سنتے اور کوئی نبی ولی کسی چیز کا مالک نہیں، نہ حاجت روا۔ اور قیامت میں یہ نبی ولی تمہاری اس پکار سے منکر ہو جائیں گے یعنی کفار کی آیت مسلمانوں پر اور بتوں کی آیت انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرتے ہیں مگر ان بیوقوفوں سے پوچھو کہ اس آیت کے نزول کے وقت حضور ﷺ کا زمانہ تھا۔ بتاؤ کون صحابی نبیوں، ولیوں کو مصیبت میں پکارتے تھے اور مشرک تھے۔ کیونکہ تدعون حال ہے۔ تمہاری تفسیر پر تمام صحابہ مشرک ہوئے۔

نیز تمہارا یہ ترجمہ قرآنی آیات و احادیث کے خلاف ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّا

اَعۡطَیۡنٰكَ الۡکَوۡثَرَ ہم نے تمہیں بہت ہی خیر بخشی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں رب فرماتا ہے۔ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَاَنۡعَمۡتَ عليهِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں میں گنہگاروں کی شفاعت کروں گا۔ اب بتاؤ کیا حضور چھلکے کے مالک نہیں اور کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے کام نہ آئیں گے (نعوذ باللہ)۔

معلوم ہوا کہ دراصل ان پکارنے والوں سے مراد پتھر، درخت، پانی، چاند سورج ہیں کیونکہ وہ بے جان جمادات ہیں اور جہاں تک شرک سے منکر والی بات ہے یہ بتوں کے متعلق فرمایا گیا۔ انبیاء واولیاء بعد وفات سنتے بھی ہیں جواب بھی دیتے ہیں اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام کیا جاتا ہے۔

دوسری آیت میں بھی معبودوں سے مراد بت ہیں کیونکہ جن انبیاء کی پوجا ہوتی ہے وہ حضرات تو ان کی پوجا سے خبردار بھی ہیں اور بیزار بھی۔ اللہ والوں کو واقعات عالم کی خبر رہتی ہے اسی لئے انبیائے کرام اپنی امتوں کے خلاف قیامت میں گواہی دیں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام نبیوں کے حق میں گواہ ہوں گے۔ گواہی بے خبر نہیں دیا کرتا۔ خبردار ہی دیتا ہے۔

مؤلف کتابچہ بعنوان " مردوں کو نبی بھی نہیں سُنا سکتے " کے تحت یہ آیت لکھتا ہے۔(شقاوت قلبی دیکھئے نبی ﷺ کا نام مبارک کس انداز میں لیا گیا ہے اسی سے ان لوگوں کے ذہین و قلبی عداوت خباثت دیکھ سکتے ہیں، ہمدانی)

وَمَآ اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ مَّنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ۔ (فاطر، پ22 آیت نمبر22) "(اے نبی) آپ قبر میں پڑے ہوؤں (یعنی مردوں کو سُنا نہیں سکتے"۔(ترجمہ اہلحدیث)

مولف کتابچہ دوسری آیت یہ لکھتا ہے۔

فَاِنَّكَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰى ۔(الروم،پ21آیت نمبر52) ”(اے نبی) آپ مردوں کو نہیں سُنا سکتے“۔(ترجمہ اہلحدیث)

یہ دونوں آیات لکھ کر کتاب کا مؤلف یوں تبصرہ کرتا ہے۔

ان آیات اور ان جیسی اور بہت سے آیتوں سے ثابت ہے کہ مردے نہیں سنتے۔ چنانچہ اس کی تائید میں ایک قابل غور واقعہ درج ہے۔

”فیصلہ امام والا مقام کا اہل قبور ہماری دعاؤں کو نہ سن سکتے ہیں اور نہ انہیں کوئی تصرفات حاصل ہیں“۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اولیاء کی قبروں پر آیا کرتا ہے۔ سلام کرکے مخاطب ہو کر اولیاء اللہ سے عرض کرتا ہے کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں کئے مہینوں سے آرہا ہوں تم کو پکارتا رہتا ہوں، میں تم سے یہی چاہتا ہوں کہ تم میرے لئے اللہ سے نیک دعا کرو۔ امام ابو حنیفہ نے اُس سے پوچھا کہ اولیاء اللہ نے تجھے کوئی جواب دیا؟ اس نے کہا اے حضرت نہیں دیا۔ امام صاحب نہایت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ ”تجھ کو دوری ہو تیرے ہاتھ خاک میں مل جاویں تو ان کو پکارتا ہے اور حاجتیں طلب کرتا ہے جو نہ جواب دے سکیں نہ انہیں کسی چیز پر اختیار ہے بلکہ وہ تو سُن بھی نہیں سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ وَمَآ اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ مَّنۡ فِي الۡقُبُوۡرِ ۔(اے نبی) آپ قبر میں پڑے ہوئے (یعنی مردوں) کو نہیں سُنا سکتے (فتاویٰ عالمگیر)۔ حضرات! حنفی مذہب کی معتبر کتاب فتاویٰ برازیہ میں ہے جو کوئی یہ اعتقاد رکھے کہ بزرگوں کی روحیں ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں وہ کافر ہیں۔ مجالس ابرار و دیگر کتب حنفیہ میں ہے کہ مردوں سے مدد مانگنا حرام ہے“۔

(مشکل کشا کون؟صفحہ نمبر13-14)

پہلی آیت کا کچھ حصہ شروع کا ملاحظہ فرمائیے۔

وَمَا يَسۡتَوِى الۡاَحۡيَآءُ وَلَا الۡاَمۡوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسۡمِعُ مَنۡ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ مَّنۡ فِى الۡقُبُوۡرِ ﴿۲۲﴾

(فاطر،پ22آیت نمبر22)

آیات کا ایمان افروز ترجمہ کنزالایمان ملاحظہ کیجئے۔

”بے شک اللہ سُناتا ہے جسے چاہے اور تم نہیں سُنانے والے انہیں جو قبروں میں پڑے ہیں“۔

دوسری آیت کو اس سے پہلی آیت کے ساتھ ملاحظہ فرمائیے۔

وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِیْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ یَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿۵۲﴾

(الروم، پ21 آیت نمبر 51-52)

آیات کا ایمان افروز ترجمہ کنزالایمان ملاحظہ کیجئے۔

”اور اگر ہم کوئی ہوا بھیجیں جس سے وہ کھیتی کو زرد دیکھیں تو ضرور اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں اس لئے کہ تم مردوں کو نہیں سُناتے اور نہ بہروں کو پکارنا سُناؤ جب وہ پیٹھ دے کر پھریں“۔

دیکھئے پہلی آیت ہے بے شک اللہ سناتا ہے جسے چاہے۔ تو اگر رب چاہے تو اپنے محبوبوں کو دور سے باریک آواز سُنا دے جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کو تین میل سے چیونٹی کی آواز سُنادی اور اگر چاہے تو قریب سے توپ کی آواز نہ سُنائے کہ کسی کو بالکل بہرا کر دے۔ چاہے تو مردوں کو سُننے والا بنا دے اور چاہے تو بعض زندوں کو بہرا کر دے۔ یہاں من فی القبور سے مراد کفار ہیں۔ ورنہ مردے سنتے ہیں۔ اسی لئے قبرستان میں جا کر سلام کرنا سنت ہے۔ ہر نماز میں حضور صلی تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کیا جاتا ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ اور دور و نزدیک کے حالات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ حضرت صالح و

شعیب علیہم السلام نے ہلاک شدہ قوم سے خطاب کیا (پچھلے صفحات پر ملاحظہ کیجئے) اسلیئے دوسری جگہ اس کے بعد فرمایا گیا۔ اِن تسمعُ الاّمَن یُّؤمِنُ بآیٰتنا فھُم مّسلمون۔

دوسری آیت میں فرمایا جارہا ہے کہ کفار نعمت ملنے پر شاکر تکلیف پر بے صبر ہو جاتے ہیں اور جو زندگی کا مقصد پورا نہ کرے وہ مردہ ہے اگرچہ جان رکھتا ہو اور جو زندگی کا مقصد پورا کرے وہ زندہ ہے اگرچہ بظاہر بے جان ہو۔ لہذا زندہ کافر مردے اور وفات یافتہ شہید زندہ ہیں یعنی جیسے مردہ کو کوئی دوا مفید نہیں۔ ایسے ہی ان کافروں کو کوئی نصیحت کارگر نہیں۔ لہذا اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مردے سنتے نہیں۔ کیونکہ مردوں سے مراد کافر ہیں اور نہ سننے سے فائدہ حاصل نہ کرنا مراد ہے۔ مثلاً اُردو میں کہا جاتا ہے کہ فلاں کا دل بیٹھ گیا تو اس کا یہ مطلب کوئی جاہل سے جاہل بھی نہیں لے سکتا کہ وہ شخص مردہ ہوگیا بلکہ یہی کہا جاتا ہے کہ یہاں مردہ سے مراد اُس کی بے حسی ہے۔ لہذا اس آیت سے یہ عقیدہ بنانا کہ مردہ کو نبی بھی نہیں سُنا سکتا محض باطل ہے۔

یہاں پر یہ شبہ کیا جاتا ہے کہ دیکھئے جو آیت شہداء کے بارے میں ہے وہ تو صحیح ہے مگر اس سے مراد وہ شہید ہیں جو کہ تلوار سے راہِ خُدا میں مارے جائیں مگر یہ بلاوجہ کی زیادتی ہے اس لئے کہ آیت میں لوہے کی تلوار کا ذکر نہیں۔ جو حضرات عشقِ الٰہی کی تلوار سے مقتول ہوئے وہ بھی اس میں داخل ہیں (روح البیان) اسی لئے حدیث پاک میں آیا کہ جو ڈوب کر مرے، جل جائے، طاعون میں مرے، عورت زچگی کی حالت میں مرے، طالب علم مسافر وغیرہ وغیرہ سب شہید ہیں۔ نیز اگر صرف تلوار سے مقتول تو زندہ ہوں باقی سب مردے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاذ

اللہ مردہ ماننا لازم آئے گا۔ حالانکہ سب کا متفقہ عقیدہ ہے یہ حضرات بحیات کامل زندہ ہیں۔

جہاں تک فتاویٰ عالمگیری کے حوالے سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں لکھا ہے۔ اور اُن کو امام تسلیم کر لیا ہے ورنہ تو یہ لوگ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی ادب و احترام سے نہیں لیتے ہیں۔ خیر آگے بات بڑھاتے ہیں۔ اس وقت فتاویٰ عالمگیری ہمارے پیشِ نظر نہیں اس لئے ہم یہاں پر کوئی تبصرہ نہیں کریں گے لیکن یہ ضرور عرض کریں گے کہ جیسے اس کتابچہ کے مؤلف نے کتابچہ میں اپنے زعم باطل میں آیتوں سے غلط استدلال کیا ہے ایسا تو نہیں کہ یہاں پر بھی وہی کیا ہو۔ واللہ ورسول اعلم۔

بہر کیف یہاں پر ہم امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ پیش کر دیتے ہیں جس سے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کیا سچ ہے کیا جھوٹ۔ آپ اپنے شہرۂ آفاق قصیدۂ نعمان میں فرماتے ہیں۔

يَا سيدِ السَّاداتِ جِئتُكَ قَاصِداً
اَرْجُوْا رِضَاكَ واحتَمِيْ بِحِمَاكَا

اے سیدوں کے سید! میں دلی قصد سے آپ کے حضور آیا ہوں آپکی مہربانی اور خوشنودی کی اُمید رکھتا ہوں اور اپنے آپکو سب برائیوں سے آپکی پناہ میں دیتا ہوں۔

وَاللهِ يَا خَيْرِ الْخَلَاءِقِ اِنَّ لِيْ قَلْبًا
مَشُوْقًا لَا يَرُوْم سِوَاكَا

اللہ کی قسم! اے بہترین مخلوقات، تحقیق میرا دل آپکی زیارت کا بہت ہی شوق رکھتا ہے۔ سوائے آپکے اور کسی کو نہیں چاہتا۔

اَنْتَ الَّذِی لَو لَا كَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ
كَلاَّ وَ لَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْ لَا كَا

آپ وہ ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا۔ بلکہ آپ نہ ہوتے تو تمام مخلوق پیدا ہی نہ ہوتی۔

اور دیکھئے امام شافعی علیہ الرحمۃ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کیا فرماتے ہوئے اپنے عقیدے کا اظہار کرتے ہیں۔

"میں ابو حنیفہ کی قبر سے برکت حاصل کرتا ہوں پھر ان کی قبر پر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں تو فی الفور میری حاجت پوری ہو جاتی ہے"۔(مناقب کردری / الخیرات الحسان)

اہلحدیث حضرات کے بہت ہی بڑے عالم علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں۔

"سمر قند میں ایک مرتبہ بارش کا قحط ہوا لوگوں نے پانی کے لئے کئی بار دعا کی پر پانی نہ پڑا آخر ایک نیک شخص آئے قاضی سمر قند کے پاس اور اُن سے کہا میں تم کو ایک اچھی صلاح دیا چاہتا ہوں انہوں نے کہا بیان کر وہ شخص بولے تم سب لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر امام بخاری کی قبر پر جاؤ اور وہاں جا کر اللہ سے دعا کرو شاید اللہ جل جلالہ ہم کو پانی عطا فرمائے یہ سُن کر قاضی نے کہا تمہاری رائے بہت خوب ہے اور قاضی سب لوگوں کو ساتھ لے کر امام بخاری کی قبر پر گیا اور لوگ وہاں روئے اور صاحبِ قبر کے وسیلہ سے پانی مانگا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی

وقت شدت کا پانی برسانا شروع کیا۔ یہاں تک کہ شدتِ بارش سے
سات روز تک لوگ خر تنگ سے نہ نکل سے۔

(تیسر الباری، جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 22)

مذکورہ بالا حوالہ کسی اہلسنت کے علماء کی کتاب کا نہیں بلکہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ اہلحدیث جماعت کے بہت بڑے علامہ کا ہے۔ اس حوالہ سے پتہ چلتا ہے کہ سمر قند کے لوگ جب تک اللہ تعالیٰ سے براہِ راست دعا کرتے رہے پانی نہ برسا مگر جیسے ہی ایک اللہ کے ولی کی قبر پر جا کر اُن کے وسیلہ سے دعا کی پانے برسا اور خوب برسا۔ اس سے مذہب اہلسنت کی تائید ہوتی ہے اب جس کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہ آئے اُس کا کیا علاج؟ بس اب فیصلہ آپ کے کے ضمیر پر چھوڑ تا ہوں۔ بتا دینا ہمارا کام ہے اور ماننا اور نہ ماننا آپ کا کام۔

مؤلف کتابچہ بعنوان " اللہ کے حضور میں سفارشی" کے تحت یہ آیت لکھتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

پہلی آیت۔

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (یونس، پ 11 آیت نمبر 18)

" اور اللہ کے سوا ایسوں کو پوجا کرتے ہو جو نہ نقصان پہنچا سکیں نہ نفع اور یہ (امر شرک کے عذر میں) کہتے ہیں اللہ کے پاس یہ ہمارے سفارشی ہوں گے تو (اے نبی) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ آسمان اور زمین میں ایسی کون سی بات ہے جس کا اللہ کو علم نہیں تو کیا (ان کے سفارشی) اللہ کو ایسی کوئی بات بتائیں گے حقیقت حال تو یہ ہے کہ جن کو یہ شریک گردانتے ہیں اللہ تعالیٰ پاک و برتر ہے ان کے گردانںے سے "۔ (ترجمہ اہلحدیث)

اس کے بعد مولفِ کتابچہ " اولیاء اللہ کون ہیں؟" کے تحت یہ دوسری آیات لکھتا ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔(یونس، پ 11 آیت نمبر 62-63) ''سنو جو اللہ کے اولیاء ہیں ان کے لئے کسی خوف و رنج کا موقع نہیں اولیاء وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایمان اختیار کیا اور اللہ سے ڈرنے والے تھے''۔(ترجمہ اہلحدیث)

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 14-15)

پہلے دونوں آیات کا ایمان افروز ترجمہ کنز الایمان ملاحظہ کیجئے۔

''اور اللہ کے سوا ایسی چیز پوجتے ہیں جو ان کا کچھ بھلا نہ کرے اور نہ بُرا اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کہ ہاں ہمارے سفارشی ہیں تم فرماؤ کہ اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جو اس کے علم میں نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں۔ اسے پاکی اور برتری ہے ان کے شرک سے''۔

دوسری آیات کا ترجمہ یہ ہے۔

''سُن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں''۔

پہلی آیت سے معلوم ہوا کہ کفار و مشرکین کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ان (بتوں) کی سفارش سے ہمارے دنیاوی کام چلا رہا ہے کیونکہ وہ لوگ قیامت اور جنت و دوزخ کے قائل نہ تھے۔ نیز وہ بتوں کے متعلق دھونس کی شفاعت کے قائل تھے کیونکہ وہ بتوں کو الٰہ مان کر شفیع مانتے تھے۔ اِذْ نُسَوِّیْکُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ نیز وہ غیر شفیع کو شفیع مانتے تھے۔ اسلامی شفاعت سے تین طرح فرق کرتے تھے۔ لہٰذا مشرک تھے۔ ان بتوں کی شفاعت نہ دنیا میں ہے نہ آخرت میں۔

خیال رہے کہ ان مشرکین کا ان بتوں کو شفیع مان کر پوجنا شرک تھا یہ دھونس و برابری کی شفاعت ماننا شرک تھا اسلئے یہاں یشرکون فرمایا گیا۔ انبیاء و اولیاء کی شفاعت بر

حق ہے وہ شفاعت وجاہت کی، محبت کی، اِذن کی ہو گی۔ اسے شرک سمجھنا حماقت ہے۔ لہذا یہ آیت دلیل نہیں بن سکتی۔

دوسری آیت سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ کے جو ولی ہیں نہ اُن کو خوف ہوتا ہے اور نہ غم۔ کیونکہ غم گزرے ہوئے واقعہ کا ہوتا ہے اور خوف کا تعلق مستقبل سے ہے۔ یہ اللہ رب العزت (جل جلالہ) کا اپنے ولیوں پر کرم ہے۔ اور ساتھ ساتھ بے انتہا اپنا فضل فرماتا ہے۔ حدیث قدسی میں آیا ہے۔ ارشاد خُداوندی ہے۔ حدیث قدسی ملاحظہ کیجئے۔

عن ابی هیریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ان الله قال من عادی لی ولیا فقد اذنته بالحرب وما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضت علیه وما یزال عندی یتقرب الی بالنوافل حتی احبه فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها ورجله التی یمشی بها وان سالنی لاعطینه ولئن استعاذنی لاعیذنه وما ترددت عن شیء انا فاعله ترددی عن نفس المومن یکره الموت وانا اکره مساءته۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ ایسی کسی چیز کے ذریعے قرب حاصل نہیں کرتا جو مجھے پسند ہیں اور میں نے اُس پر فرض کی ہیں بلکہ میرا بندہ برابر نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ اور جب میں اُس سے

محبت کرتا ہوں تو اُس کی سماعت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اُس کی بصارت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اُسے عطا فرماتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ پکڑے تو ضرور میں اُسے پناہ دیتا ہوں اور کسی کام میں مجھے تردد نہیں ہوتا جس کو میں کرتا ہوں مگر مومن کی موت کو بُرا سمجھنے میں کیونکہ میں اُس کے اس بُرا سمجھنے کو بُرا سمجھتا ہوں۔

(صحیح بخاری، ج 3 حدیث نمبر 1422 صفحہ نمبر 553)

یہ اللہ کے ولیوں کی شان ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی پرواز عقل سے وراء ہے کیونکہ پھر اُن کا ہر فعل جب اطاعتِ خُداوندی سے لبریز ہوتا تو پھر اُن کا دیکھنا اللہ کا دیکھنا اُن کا چلنا اللہ کا چلنا اُن کا پکڑنا اللہ کا پکڑنا۔ یہ انعامِ خُداوندی ہے۔ اور اہلسنت اس بات پر بجا طور پر فخر کرتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت وہ واحد گروہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ عزوجل کے ولیوں کا شمار ہی نہیں اور جتنے اولیاء اللہ گزرے ہیں اُن کا شمار اہلسنت وجماعت سے ہی ہے۔ اور یہ بھی پتہ چلا کہ جس گروہ میں اولیاء اللہ ہوں وہ ہی راہ ہدایت پر ہے اور باقی گروہ شیطانی۔ اللہ عزوجل ہم سب کو اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے گروہ میں رکھے۔ آمین

آگے مؤلفِ کتابچہ بعنوان "اولیاء اللہ کے دشمن کون ہیں؟" کے تحت لکھتا ہے۔

"اولیاء اللہ کے دشمن وہ نہیں جو ان کی صحیح پیروی کرتے ہیں۔ ان کے نقشِ قدم کو نگاہ میں رکھتے ہوئے چلتے ہیں اُن کو ان کا اصل مقام دیتے ہیں بلکہ ان کے دشمن وہ ہیں جو ان کی قبروں کو پختہ کرتے ہیں اُن پر قبے بنا کر عرس، میلے، بھجن اور قوالیاں شروع کر دیتے ہیں مشکل میں ان کو پکارتے ہیں اور ان کی نذر و نیاز کر کے ان کو خُدائی میں

شریک ٹھہراتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کھول کھول کر اولیاء اللہ کے ان دشمنوں کا پتہ بتلایا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآىٕهِمْ غٰفِلُوْنَ۔ وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِیْنَ۔ (الاحقاف، پ26، آیت نمبر 5-6) "اور اسے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا ایسوں کو پکارے جو قیامت تک اس کے پکارنے کا جواب نہ دیں اور وہ ان کی پکار سنتے تک نہیں اور جب لوگ (قیامت کے دن) اکٹھے کئے جائیں گے تو وہ اُن کے دشمن بن جائیں گے اور اپنے پوجے جانے سے انکار کریں گے"۔(ترجمہ اہلحدیث)

آگے مؤلفِ کتابچہ یوں لکھتا ہے۔

"معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کے اصل دشمن دراصل وہ لوگ ہیں جو انکو خُدائی میں شریک ٹھہرا کر اُن کے گھروں (قبروں) کو اللہ کے گھر (خانہ کعبہ) کی طرح مقدس بنالیتے ہیں، اور ان کے ساتھ بالکل وہی معاملہ کرتے ہیں جو صرف اللہ کے گھر کے ساتھ کیا جانا چاہیے۔ ہر سال حج کی طرح عرس کا دن مقرر کیا جاتا ہے، احرام کی جگہ ننگے سر ننگے پیر چلنے کی قید لگائی جاتی ہے۔ لبيكَ اللهمّ لبيك۔۔۔۔۔ کے مقابلے میں باہو، حق باہو، بیشک باہو کا نعرہ لگتا ہے۔ غلاف کعبہ کی طرح قبر کی چادر کا انتظام ہوتا ہے۔ حجر اسود کے بوسہ کی جگہ قبر کے سرہانے یا پائینتی کے پتھر کو چوما جاتا ہے۔ طواف کعبہ کے بدلے قبر کے پھیرے لگتے ہیں سجدے اور رکوع ہوتے ہیں، دعائیں اور مناجاتیں کی جاتیں ملتزم کی طرح ڈیوڑھی اور دروازے سے چمٹا جاتا ہے۔ بابا کی بیٹھک سے لیکر ان کی قبر تک دوڑ لگا کر سعی صفاء و مروہ کا حق ادا کیا جاتا ہے گلاب کے عرق سے قبروں کو غسل دیا جاتا ہے۔ زمزم کی جگہ قبر کے دھوون کے پانی کو جمع کرکے تبرک بنایا جاتا ہے، ہدی کی بجائے حضرت کا بکرا اور اونٹ ساتھ آتا ہے۔ غرض آج ہر طرف اور ہر جگہ اِن نقلی کعبوں کی دھوم مچی ہوئی ہے اور خلقت ہے کہ ٹوٹی پڑتی ہے۔

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 15-16)

مؤلف کتابچہ نے کس دیدہ لیری اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا ہے یہ تو آپکو معلوم ہوگیا۔ مگر دریافت طلب امر یہ ہے کہ اولیاء اللہ کا اصل مقام اہلحدیث حضرات کے نزدیک کیا ہے؟ جس کی کوئی نشاندہی نہیں کی گئی اور نہ کوئی پیمانہ مقرر کیا۔

اہلسنت کے نزدیک انبیاء اولیاء کا مقام بہت بلند ہے اور وہ آیت شاہد ہے جو کتابچہ کے مؤلف نے بھی سورہ یونس سے پیش کی ہے۔ جبکہ ہم پچھلے صفحات میں بھی بتا آئے ہیں کہ جب یہ اولیاء اللہ قرب خُداوندی حاصل کر لیتے ہیں تو اُن کا بولنا رب کا بولنا، اُن کا دیکھنا رب کا دیکھنا، اُن کی طاقت رب کی طاقت، اُن کی امداد رب کی امداد ہوتی ہے کیونکہ وہ اللہ کے نور کا مظہر ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خلقِ خُدا کی زبان پر اُن کا چرچا ہوتا ہے اور یہی منشاء خُداوندی ہے کہ اُس کے پیاروں کا زمین و آسمان میں چرچا ہو۔

اب آیئے ہم بتاتے ہیں کہ وہابی (اہلحدیث) کے نزدیک انبیاء و اولیاء کا کیا مقام ہے؟ امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی لکھتا ہے۔

"ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے"۔

(تقویۃ الایمان صفحہ نمبر 20)

دیکھئے اہلحدیث کے امام نے انبیاء و اولیاء کی شان میں کتنی بھیانک گستاخی کی ہے۔ یہ نظریہ وعقیدہ ہے اہلحدیث حضرات کا۔ کیا ان کے نزدیک اللہ کے ہاں جتنی چمار وقعت رکھتا ہے۔ انبیاء اولیاء نہیں (معاذاللہ)۔ یہ بات یاد رہے کہ بڑے اور چھوٹے سے مراد مولوی اسماعیل دہلوی کے نزدیک انبیاء واولیاء ہیں۔ کیا ان حضرات کے نزدیک یہی انبیاء و اولیاء کا مقام ہے استغفر اللہ۔

دوسری جگہ یہی مولوی اسماعیل دہلوی لکھتا ہے۔

"انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اُس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔

(تقویۃ الایمان صفحہ نمبر 95)

ایمان سے سوچئے اور جواب اپنے ضمیر سے لیجئے کہ ایک طرف آپ کا بڑا بھائی ہو اور دوسری طرف آپ کے والد ہوں تو کیا آپ اپنے والد محترم کو بھائی بڑے کے ساتھ ایک جیسی تعظیم و توقیر اور عزت دیں گے۔ جبکہ آپ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ بھائی کے مقام کی ایک جگہ متعین ہے اور والد کی الگ۔ کیونکہ باپ آخر باپ ہے اور بھائی آخر بھائی۔ حالانکہ حضور ﷺ مسلمانوں کے روحانی باپ ہیں۔ کیا اس طرح سب کو ایک ہی کٹہرے میں کھڑا کرنا اہلحدیث حضرات کی توحید ہے؟

معلوم ہوا کہ ان کی نظر میں انبیاء کرام و اولیاء عظام کی قدر و منزلت اپنے باپ سے بھی کم ہے جبھی تو بھائی کے مقام پر لا کر کھڑا کر رہے ہیں۔ کیا ایسے لوگ کل قیامت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی اُمید رکھ سکتے ہیں؟۔

آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے اگر قیامت میں مان گیا

اور بھی ان کی کتب سے گستاخانہ حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں مگر سمجھنے والے کے لئے ایک دو حوالے ہی کافی ہوتے ہیں اور ضدی اور ہٹ دھرم کے لئے دفتر بھی بیکار۔

جہاں تک شرک کی قسمیں گنوانے کے بعد فتویٰ شرک لگایا ہے تو اپنے ثبوت میں کوئی ٹھوس دلیل دینی چاہیے تھی کہ کس آیت سے قبے بنا کر عرس کرنے سے، نذر و نیاز کرنے سے، مشکل میں پکارنے سے منع کیا گیا ہے۔ جس پر کتابچہ کا مؤلف تہمت لگاتا ہے کہ یہ لوگ (اہلسنت) انبیاء و اولیاء اللہ کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ جبکہ عام مسلمان کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہوتا۔ جب مسلمان اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اختیارات مانتے ہیں تو پھر شرکت

کہاں رہی۔ تو یہ مؤلفِ کتابچہ کا بہتانِ عظیم ہے۔ رہی بات قوالیوں کی تو یہ بھی اہلسنت پر بہتان ہے۔ کیونکہ علماء اہلسنت کا اس پر فتویٰ ہے کہ مزامیر کے ساتھ قوالیاں سننا حرام ہے۔ اگر کوئی دنیادار اپنی دکان چمکانے کے لئے اس طرح کی حرکت کرتا ہے تو اس سے اہلسنت کے عقائد پر کوئی فرق نہیں آتا۔ لہذا اس طرح کی خرافات اہلسنت کے سر مونڈھنا سراسر ظلم عظیم ہے۔ بات کو سمیٹ کر آگے بڑھتے ہیں پہلے کتاب کے مؤلف نے جو آیت پیش کی ہے اس کا ایمان افروز ترجمہ کنزالایمان پیش کرتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

"اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کے سوا ایسوں کو پوجے جو قیامت تک اس کی نہ سُنیں اور انھیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں اور جب لوگوں کا حشر ہوگا وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان کے منکر ہو جائیں گے"۔

دیکھئے یہاں بتایا جارہا ہے کہ مشرکوں سے بڑھ کر ناسمجھ کون ہے کہ یہ تو پتھروں، درختوں، چاند سورج وغیرہ کو پوج رہے ہیں مگر یہ چیزیں نہ ان کی پکار سُنیں نہ ان کی فریاد کو پہنچیں۔ یہاں سننے سے مراد ان کی فریاد سُننا اور ان کی امداد کرنا ہے اسی کی یہاں نفی ہے ورنہ تمام چیزیں کفار کے کفر و شرک سے خبردار اور بیزار ہیں قیامت میں ان کے شرک کی گواہی دیں گے۔

اس آیت میں معبودوں سے مراد بُت ہیں کیونکہ جن انبیاء کی پوجا ہوتی ہے وہ حضرات تو ان کی پوجا سے خبردار بھی ہیں اور بیزار بھی۔ اللہ والوں کو واقعات عالم کی خبر رہتی ہے اس لئے وہ انبیائے کرام اپنی اُمتوں کے خلاف قیامت میں گواہی دیں گے اور حضور (ﷺ) تمام نبیوں کے حق میں گواہ ہوں گے۔ گواہی بے خبر نہیں دیا کرتا خبردار ہی دیتا ہے۔

اور دیکھئے کہ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت میں پتھروں، لکڑیوں میں احساس و شعور ہو گا جس سے وہ کفار کے خلاف گواہی دیں گے۔ دوزخ میں انھیں عذاب دیں گے جیسے مؤذن کے ایمان کی گواہی وہاں تک کہ پتھر لکڑی گواہی دیں گے جہاں تک اس کی آواز پہنچتی ہے۔ بُت یہ نہ کہیں گے کہ یہ لوگ ہماری پوجا نہ کرتے تھے ورنہ پھر ان کے دشمن کیوں ہوتے۔ بلکہ عرض کریں گے کہ ہم نے انھیں اپنی پوجا کا حکم نہ دیا تھا۔ لہذا یہ آیات انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرنا نِری جہالت ہے،

بہر کیف کتابچہ کے مؤلف نے مذکورہ بالا آیات لکھ کر جو دروغ گوئی اور الزام تراشیاں کیں ہیں وہ عبارات ہم من و عن لکھ چکے ہیں جس سے حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ مزید کچھ روشنی اور ڈالتے ہیں۔

کتابچہ کے مؤلف کا حج کو عرس سے تشبیہ دینا کہاں کا انصاف ہے اگر عرس وغیرہ کرنا ناجائز ہے تو اس کے لئے دلیل شرعی چاہیے نہ کہ اٹکل پچو سے اس کام کو حرام و ناجائز بتا کر شرک کے زمرے میں لاکر ہرزہ سرائی کی جائے اور جتنی کتابچہ کے مؤلف نے تشبہات پیش کیں ہیں وہ سب بے فضول ہیں۔ ورنہ درج ذیل مسئلوں میں دلیل شرعی پیش کی جائے۔

1۔ ننگے پیر اور ننگے پاؤں چلنا کس آیت و حدیث سے ناجائز و حرام ہے؟

2۔ کیا نعرہ لگانا ناجائز و حرام ہے؟

3۔ کیا غیر اللہ کو چومنا حرام ہے؟

4۔ صاحب قبر کے پاس دُعائیں و مناجات کرنا کس آیت و حدیث سے حرام ہے؟

5۔ صاحب قبر کے مزار پر چادر چڑھانا کس آیت و حدیث سے حرام ہے وغیرہ وغیرہ۔

یہاں پر تفصیل کا موقع نہیں ورنہ ان عنوانات پر تفصیل سے لکھا جاسکتا ہے جو کہ ہم انہیں لوگوں کے افعال و کردار سے ثابت کرسکتے ہیں۔ زیادہ نہیں صرف ایک عنوان پر روشنی ڈال کر آگے بڑھیں گے۔

دیکھئے مسجدِ حرام (خانہ کعبہ) پر غلاف کیوں چڑھایا جاتا ہے۔ کیا خانہ کعبہ کو غلاف کی ضرورت ہے؟ آپ یہی کہیں گے کہ مسجد حرام (خانہ کعبہ) کو غلاف کی ضرورت نہیں مگر اس کی عظمت و شان کے لئے غلاف چڑھایا جاتا ہے کیونکہ مسجد حرام کو دوسری مساجد کے ساتھ رہنا ہے اس وجہ سے اس میں امتیاز پیدا ہوا اور لوگ سمجھ لیں کہ جس مسجد میں غلاف چڑھایا گیا ہے یہ کوئی عام مسجد نہیں بلکہ بیت اللہ شریف ہے۔ اس لئے ادبی ہونے نہ پائے۔

اور دیکھئے قرآن کریم پر بھی غلاف چڑھایا جاتا ہے تو کیا قرآن کو غلاف کی ضرورت ہے؟ قرآن کریم کو غلاف کی ضرورت نہیں۔ جب ضرورت نہیں تو پھر کیوں چڑھایا جاتا ہے۔ ایک مثال سے واضح کرتے ہیں۔

ایک جدید تعلیم یافتہ شخص جس نے دینی تعلیم تک حاصل نہیں کی، کلمہ پڑھتا ہے اور ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہے اور شامتِ اعمال سے گناہ گار ہے۔ وہ باپ کی لائبریری میں جاتا ہے تاکہ جس کتاب کی اُس کو ضرورت ہے اُس کو حاصل کرکے اپنا مسئلہ حل کرے۔ جب لائبریری میں پہنچتا ہے تو لائبریری میں سینکڑوں کی تعداد میں کتابیں

ہیں۔ تلاش شروع کرتا ہے۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک کتاب نکالتا ہے جیسے ہی کھولتا ہے ہاتھ کانپنے لگ جاتے ہیں یہ کیا؟ یہ تو قرآن کریم ہے جھٹ الماری میں رکھ دیتا ہے اور لرزتا کانپتا اپنے باپ کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ ابّا جان آپ نے قرآن کریم پر غلاف چڑھا کر کیوں نہیں رکھا۔ باپ بیٹے کا سوال سُن کر کہتا ہے کہ کیا قرآن کو غلاف کی ضرورت ہے؟ بیٹا جواب دیتا ہے کہ قرآن کریم کو غلاف کی ضرورت نہیں لیکن ہم جیسوں کیلئے ضروری ہے۔ باپ پوچھتا ہے وہ کیسے؟ بیٹا عرض کرتا ہے کہ مجھے آپ کی لائبریری سے ایک کتاب کی ضرورت تھی۔ میں کتاب تلاش کرنے لگا تو کتاب ڈھونڈتے ڈھونڈتے میرے ہاتھ میں ایک کتاب آئی کھولا تو وہ قرآن کریم تھا میں کانپ گیا کیونکہ میں ناپاک تھا اگر اس پر غلاف ہوتا تو میں سمجھ جاتا کہ یہ قرآان کریم ہے تو مجھ سے یہ بے ادبی نہ ہوتی۔

تو پتہ چلا کہ قرآن کریم پر غلاف کیوں چڑھایا جاتا ہے اس لئے کہ قرآن کریم کو دُنیا کی کتابوں کے ساتھ رہنا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ بے ادبی ہو جائی اور قہر خُداوندی نازل ہو۔ لہذا جس پر غلاف چڑھا ہو گا گناہ گار سے گناہ گار مسلمان بھی سمجھ جائے گا کہ یہ قرآن کریم ہے تو ناپاکی کی حالت میں چھونے کا سوچ بھی نہیں سکے گا۔

ایسے ہی یوں سمجھ لو کہ اولیاء اللہ کے مزارات پر جو چادریں چڑھائی جاتیں ہیں یہ وجہ نہیں کہ چادروں کی اُن کو ضرورت ہے بلکہ اُن کی عظمت ذیشان ظاہر ہو۔ کیونکہ اُن کو بھی عام مسلمانوں کی طرح دُنیا سے پردہ فرمانے کے بعد رہنا ہے کہیں عام قبر سمجھ کر اللہ کے ولی کی قبر کی بے ادبی و توہین نہ ہو سکے کیونکہ اللہ رب العزت اپنے پیاروں کی بے ادبی و توہین کرنے والوں پر اپنا قہر نازل کر دیتا ہے۔ اس لئے اولیاء اللہ کے مزارات پر چادریں

چڑھائی جاتی ہیں تا کہ لوگوں کی نظروں میں اولیاء اللہ کی عظمت و شان ظاہر ہو۔
لہٰذا کتابچہ کے مؤلف کی مختلف امور کی مختلف امور سے اپنے اٹکل پچو سے تشبیہ دینا کور باطنی ہے۔ کسی چیز کو شرک و حرام ثابت کرنے لئے دلیل شرعی چاہیے نہ کہ بتوں کے خلاف آیتیں انبیاء و اولیاء پر چسپاں کی جائیں۔

مؤلفِ کتابچہ بعنوان "پھر غور کریں قرآن حکیم کی کھلی کھلی بات" کے تحت یہ آیات لکھتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ. اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ. (النحل، پ14، آیت نمبر20-21) "یعنی جو لوگ اللہ کے سوا جن لوگوں کو پکارتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے اور خود مخلوق ہیں اور مرے ہوئے بے جان ہیں اور ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ کب جی کر قبروں سے اُٹھیں گے"۔ (ترجمہ اہلحدیث)

اس آیت کے تحت مؤلفِ کتابچہ یوں لکھتا ہے۔

بہر حال آج کسی میں یہ قوت نہیں کہ اُمت مسلمہ کو بزور اس بُرائی سے روک دے مگر اہل علم پر ذمہ داری ضرور ہے کہ وہ پوری بات واشگاف کہہ دیں کہ لوگو! اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا اقرار کرنے کے بعد بھی تم نے وہی مشرکانہ اعتقادات باقی رکھے جو قوم نوح سے لے کر آج تک ہر مشرک قوم میں پائے جاتے رہے ہیں تو تم بھی بد انجامی سے نہ بچ سکو گے ان قوموں نے اپنے انبیاء اور بزرگوں کو مرنے کے بعد بھی مرنے نہ دیا اور آج تم بھی اپنی نبی اور دوسرے اللہ کے بندوں کے ساتھ مختلف بہانوں اور جھوٹی روایتوں کے ذریعہ یہی کام کر رہے ہو۔

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر17)

پہلے ایمان افروز ترجمہ کنز الایمان مذکورہ بالا آیات کا ملاحظہ کیجئے۔

"اور اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں مردے ہیں زندہ نہیں اور انھیں خبر نہیں لوگ کب اُٹھائے جائیں گے"۔

دیکھئے کتابچہ کے مؤلف نے یہاں لوگوں سے مراد انبیاء و اولیاء لئے ہیں جبکہ اس سے مشرکین عرب کے بُت ہیں یعنی درخت، پتھر وغیرہ۔ جیسے حضرت عیٰسی و عزیر علیہما السلام کو اس آیت سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کے مرتبہ عالی کا دوسری آیات میں ذکر ہے بلکہ فرشتے بھی اس آیت سے خارج ہیں۔ رب تعالیٰ شہداء کے بارے میں فرماتا ہے۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُونَ لہذا اس آیات میں نبیوں (اور اولیاء) کو داخل ماننا غلط ہے۔

پتہ چلا کہ ان مشرکوں کو کہا جارہا ہے کہ اے مشرکو! ان بے جان بتوں کو نہ تمہاری موجودہ عبادت کی خبر ہے نہ انھیں تمہارے اگلے حالات کا علم ہے کہ تم قبروں سے کب اُٹھوگے ایسی بے شعور چیز کی عبادت کرنا بالکل حماقت ہے۔

اس تشریح کے بعد کتابچہ کے مؤلف کی ہرزہ سرائی سراسر لغو و باطل ہے کوئی مسلمان انبیاء و اولیاء کی عبادت نہیں کرتا۔ لہذا یہ کتابچہ کے مؤلف کا مسلمانوں پر کھلا بہتانِ عظیم ہے۔ اور جہاں تک جھوٹی روایتوں کا تعلق ہے تو مؤلفِ کتابچہ کو پیش کرنی چاہیے تھی جبکہ ایسا نہیں کیا گیا۔ صرف عوام الناس کو مغالطہ دینے کے لئے یہ ہرزہ سرائی کی گئی ہے۔

آگے چل کر مؤلف کتابچہ لکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ سے خطاب فرمارہا ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُونَ. كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ ۔(الانبیاء پ 17 آیت نمبر 34-35) ”ہمیشگی تو ہم نے تم سے پہلے بھی کسی انسان کے لئے نہیں رکھی ہے اگر تم مرگئے تو کیا یہ لوگ ہمیشہ جیتے رہیں گے؟ ہر جاندار کو موت کا مزا چکھنا ہے“۔ (ترجمہ اہلحدیث)

دوسری آیت یہ لکھتا ہے۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ط۔(پ20 سورہ القصص آیت نمبر88) ”ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اللہ کی ذات کے“۔(ترجمہ اہلحدیث)

اب ان آیات کے تحت مؤلفِ کتابچہ یوں ہرزہ سرائی کرتا ہے۔

””تمہارے نبی کا ارشاد ہے کہ دوسرے انبیاء کی طرح مجھے بھی موت آئے گی“۔

(مشکل کشا کون؟صفحہ نمبر17)

پہلے دونوں آیات کا ایمان افروز ترجمہ کنزالایمان ملاحظہ کیجئے۔

”اور ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کے لئے دُنیا میں ہمیشگی نہ بنائی تو کیا تم انتقال فرماؤ تو یہ ہمیشہ رہیں گے ہر جان کو موت کا مزا چکھنا ہے“۔

دوسری آیت کا ترجمہ۔

”ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے“۔

حضور ﷺ کے دشمن حضور (ﷺ) کی وفات کا انتظار کرتے تھے اور خوش ہو کر کہتے تھے کہ ایک وقت وہ بھی آئے گا جب آپکی وفات ہو جائے گی اس پر یہ آیت کریمہ اُتری جس میں فرمایا گیا کہ کوئی موت سے دور نہیں ۔جسے بالکل موت نہ آئے۔ انبیاء علیہم السلام اور عام انسانوں کو موت میں زمین و آسمان جتنا فرق ہے۔انبیاء علیہم السلام کی موت وعدہ الٰہی ہے مگر پھر حیات ہی حیات ہے اور اپنے زعم باطل میں انبیاء کرام کو مردہ سمجھنا سراسر جہالت و گمراہی ہے۔

حضرت علامہ جمال الدین محمود بن جملۃ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

”ہمارے نبی ﷺ کو وفات کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے زندہ فرمادیا ہے اور آپ (ﷺ) کی یہ حیات مکمل اور ہمیشہ اب تک

قائم ہے اور قیامت تک قائم رہے گی اور یہ صرف آپ ﷺ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ دیگر تمام انبیاء کرام علیہما لصلوٰۃ والسلام اس میں آپ کے ساتھ شریک ہیں"۔

(سبل الھدی والرشاد 12:260)

بلکہ حیات انبیاء کے مسئلہ پر اُمت کا اجماع ہے اور جو اجماع کے خلاف چلے وہ راہِ حق سے بھٹکا ہوا ہے۔

حضرت علامہ امام داؤد بن سیلمان بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"حاصل کلام یہ کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات پر اجماع اُمت ہے"۔

(المنحۃ الوھبیۃ صفحہ نمبر 6)

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"اور یاد رہے کہ جو شخص انبیاء کرام علیہم السلام کو مردہ جانے اس پر ایمان سلب ہو جانے کا خوف ہے"۔

(عین الفقر صفحہ نمبر 82)

آپ مزید فرماتے ہیں۔

"جو شخص حیاتِ نبوی کو حیات نہیں مانتا بلکہ ممات کہتا ہے وہ شخص دین میں سست اور جھوٹا ہے کیونکہ جو حیات نبی کا قائل نہیں وہ بے دین اور بے یقین ہے۔ جو بے یقین ہے وہ منافق ہے اور شیطان لعین کا تابع ہے"۔

(مفتاح العارفین صفحہ نمبر 29)

امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میری چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

مولفِ کتابچہ بعنوان "رسول اللہ ﷺ کی دعوت الی اللہ" کے تحت یہ آیت لکھتا ہے۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (یوسف، پ 13، آیت نمبر 108) "کہہ (اے پیغمبر) یہ ہے راہ میری (توحید کی) پکارتا ہوں میں (اس راہ سے تم کو) طرف اللہ کی اوپر بینائی کے ہوں میں اور جس نے تابعداری کی میری اور پاکی بیان کرتا ہوں میں واسطے اللہ کے (شرک سے) اور نہیں ہوں میں شریک لانے والوں سے"۔ (ترجمہ اہلحدیث)

مؤلف کتابچہ اس آیت کے تحت لکھتا ہے۔

"اس آیت میں صاف طور پر خدا نے حکم دیا ہے کہ اے میرے پیغمبر! لوگوں کو کہہ دیجئے! هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ۔ کہ یہ ہے میری سبیل، میری راہ! اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ: پکارتا ہوں طرف اللہ کی۔۔۔ یعنی جس راہ پر میں چل رہا ہوں اسی راہ پر چلنے کے لئے تم کو بلاتا ہوں۔ یہی میری دعوت ہے کہ میری راہ پر چلو۔ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا۔۔۔ اور بصیرت کے ہوں میں یعنی میرا راہ پر چلنا اور اس راہ پر چلنے کی تمھیں دعوت دینا علیٰ وجہ البصیرت ہے۔ اندھیرے میں تیر نہیں مار رہا ہوں۔ اٹکل پچو باتیں نہیں کر رہا ہوں بلکہ میرا راہ پر چلنا اور تمھیں چلانا بینائی، دانائی اور بصیرت پر ہے۔۔۔۔ وحی الٰہی کی روشنی میں ہے۔ وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ: اور جس نے تابعداری کی میری۔۔۔۔ یعنی جس نے میری متابعت کی جو میری راہ پر چلا، وہ بھی بصیرت پر ہے، نورِ ہدایت پر ہے، میرے قدم پر قدم رکھنے والے کی دل کی آنکھیں روشن ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضورؐ کے صحابہؓ کے سینے آپ کی پیروی کے سبب روشن تھے۔۔ ہدایت کے نور سے معمور تھے۔ اور اسی طرح حضورؐ کے سچے متبع کو دینی بصیرت اور قرآنی نور ملتا ہے۔ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ ۔۔۔ پاکی بیان کرتا ہوں میں واسطے اللہ کے، یعنی حضورؐ نے تمام زندگی شرک کو مٹانے

اور توحید کو پھیلانے میں صرف کی۔ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ اور نہیں ہوں میں شریک لانے والوں میں سے۔۔۔۔۔ یعنی آپؐ نے اپنی قوم، برادری اور سارے جہان کو کہہ دیا کہ میں خُدا تعالیٰ کی قولی، بدنی، مالی، عبادت میں کسی غیر اللہ کو شریک نہیں بناتا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرمارہا ہے۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (الانعام، پ8، آیت نمبر162-163) ''کہہ (اے پیغمبر!) تحقیق نماز میری اور (ہر قسم کی) عبادتیں میری اور زندگی میری اور موت واسطے اللہ رب العالمین کے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو ایسا (عقیدہ رکھنے کا) ہی حکم دیا گیا ہے اور مسلمانوں میں پہلا مسلمان ہوں''۔ (ترجمہ اہلحدیث)

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر18-19)

ایمان افروز ترجمہ کنز الایمان ملاحظہ کیجئے۔

''تم فرماؤ یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں اور اللہ کو پاکی ہے اور میں شریک کرنے والا نہیں''۔

اس آیت میں کہا جارہا ہے کہ اے پیارے (محبوب) ان کو سمجھاؤ فرماؤ کہ یہ اسلام، قرآن حدیث ایمان عرفان رضاءِ رحمان میرا راستہ ہے۔ میں تم سب کو چلانے والا ہادی و مرشد ہوں یہی اللہ کا راستہ ہے کیونکہ میں اسی کی طرف تم کو بلا رہا ہوں۔ میری اتباع شریعت کی مکمل پیروی کرنے والے صحابہ کرام تابعین، تبع تابعین، زاہدین صالحین، عابدین، عاشقین، اولیاء، علماء تا قیامت سچے مومنین کے پاس ہے۔ مومنوں، نیکوں کا بھی یہی راستہ ہے کہ وہ اس پر چلتے ہیں۔ اسلام ہی اللہ کا راستہ ہے۔ اسلام ہی نبی پاک (ﷺ) کا راستہ ہے۔ اللہ (عزوجل) کی ذات وصفات وہی ہیں جو محمد مصطفےٰ ﷺ نے بتائیں۔ منزلِ قربِ الٰہی وہی ہے جس پر آقاءِ کائنات بلا رہے ہیں۔ خالص بصیرت وہی جو دروازۂ مصطفےٰ (ﷺ) سے ملتی ہے۔ شانِ الٰہی وہی ہے جو زبانِ احمدِ مجتبیٰ (ﷺ) سے بیان ہو۔ تسبیح و

تہلیل وہی ہے جو آقاءِ دو عالم فرمائیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ اے حبیب فرما دیجئے اللہ ہی کو پاکیزگی رفعت، کبریائی ہے تمام مشرکین کی باتیں عقیدے جھوٹے غلط اور بناوٹی ہیں۔ ہم مشرکین میں سے نہیں میر اراستہ کفر کی گندگی شرک کے کانٹوں سے بالکل صاف ہے۔

دین حق کی پہچان یہ ہے کہ وہ اللہ کے انبیاء اور اولیاء اللہ کا دین ہو جو اُنکے خلاف ہو وہ دینِ حق نہیں۔ آج اہلسنت کے سوا تمام دین اولیاء کا دین نہیں لہذا باطل ادیان ہیں۔ ہر شخص کو لازم ہے کہ صحابہ کرام اور اولیاء عظام کی اتباع کرے۔ رب فرماتا ہے۔ وَّاتَّبِعۡ سَبِيۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَىَّ۔

انشاء اللہ تعالیٰ آگے چل کر ہم صحابہ کرام، اولیاءِ عظام، علماءِ امت کا عقیدہ مختصراً عرض کریں گے تاکہ حق و باطل میں امتیاز ہو سکے اور ساتھ ساتھ اہلحدیث اکابر کا بھی حوالہ دیں گے۔

اب دوسری آیات کا ایمان افروز ترجمہ کنزالایمان ملاحظہ کیجئے۔

”تم فرماؤ بیشک میری نماز اور قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب سارے جہان کا۔ اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں“۔

معلوم ہوا ساری مخلوق میں سب سے پہلے مومن حضور ﷺ ہیں۔ حضرت جبریل و میکائیل (علیہم السلام) سے پہلے بھی آپ (ﷺ) عابد بلکہ نبی تھے۔ اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ کے جواب میں سب سے پہلے حضور ﷺ نے بَلٰی فرمایا تھا پھر اور انبیاء نے پھر دوسرے لوگوں نے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو علم تھا کہ ہماری آئندہ زندگی

اور ہماری وفات حق پر ہو گی یہ علوم خمسہ غیبیہ میں سے ہے۔ حضور ﷺ کی عبادات میں خُدا کا کوئی شریک نہیں اور رب کے ہاں قرب و مراتب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی شریک نہیں۔ رب الوہیت میں وحدہٗ لا شریک ہے حضور انور ﷺ محبوبیت میں وحدہٗ لا شریک ہیں۔

اعتراض:۔ کسی نیکی میں رسول کو راضی کرنے کی نیت شرک ہے کہ یہاں ارشاد ہوا کہ نماز، قربانی، زندگی و موت صرف اللہ کی رضا کے لئے ہے جو اللہ رسول کی رضا کے لئے عمل کرے وہ مشرک ہے۔

جواب:۔ رسول کی رضا مندی کا ذریعہ ہے شرک نہیں۔ جس عمل سے حضور ﷺ راضی نہ ہوں اس سے خُدا تعالیٰ راضی کبھی نہیں ہوتا۔ رب فرماتا ہے۔ **واللہ و رسولہٗ احق ان یرضوہ**۔ اور فرماتا ہے۔ **مهاجراً الی اللہ و رسولہ**۔ دیکھو ہجرت عبادت ہے مگر اس میں رسول کی رضا کو شامل کیا گیا۔

مؤلف کتابچہ بعنوان "سیدھی راہ" کے تحت یہ احمد، نسائی، درامی کی حدیث لکھتا ہے۔

"عبد اللہ بن مسعود روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے (سمجھانے کے) لئے ایک سیدھا خط کھینچا۔ پھر فرمایا یہ راہ اللہ کی ہے (یعنی اللہ کے پاس پہنچانے والی ہے) پھر آپ نے اس (سیدھے) خط کے دائیں اور بائیں چند (ترچھے) خط کھینچے، اور فرمایا یہ راہیں ہیں۔ ان میں سے ہر راہ پر شیطان ہے پکارتا ہے اس راہ کی طرف۔ پھر آپ نے قرآن کی یہ آیت پڑھی۔ وَاَنَّ ھذا صراطی مستقیماً فاتبعُوہ۔ اور تحقیق یہ ہے راہ میری سیدھی، پس پیروی کر اس کی"۔

اس کے بعد کتابچہ کا مؤلف لکھتا ہے۔

"یعنی حضور نے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور اس کے داہنے اور بائیں کئی ترچھی لکیریں کھینچیں پھر درمیانی لکیر پر دستِ مُبارک رکھ کر فرمایا یہ راہ اللہ کی ہے اور ترچھی راہوں کو شیطانوں کی راہیں فرما کر یہ آیت پڑھی:۔وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔(الانعام،پ8،آیت نمبر153)" اور (خُدا نے فرمایا) کہ یہی (پیغمبر کی تابعداری) ہے، راہ سیدھی میری، پس چلو اسی پر، اور مت چلو اور راہوں پر، کہ (یہ راہیں) تم کو خُدا کی راہ بھٹکا کر) تتر بتر کر دیں گی یہ (نصیحت) کی ہے کہ حکم دیتا ہے خُدا تم کو ساتھ اسی کے تا کہ تم (جہنم سے) بچ جاؤ۔(ترجمہ اہلحدیث)

حضور نے درمیانی لکیر کو سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ کہا یعنی وہ اللہ کے پاس پہنچانے والی ہے یہی نجات پانے والوں، نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیکو کاروں کی راہ ہے"۔

(مشکل کشا کون؟صفحہ نمبر21-22)

کتابچہ کے مؤلف نے مذکورہ بالا حدیث کو اپنی دلیل میں پیش کیا ہے۔ حالانکہ یہ حدیث خود اِنھیں حضرات کا کچا چٹا کھول رہی ہے۔ جبکہ کتابچہ کا مؤلف خود اقرار کرتا ہے کہ سیدھا راستہ نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کا ہے اس حوالے سے ہم ابتداء مس لکھ آئے ہیں لیکن چور کو جیل تک پہنچانے کے لئے مزید بیان کرتے ہیں۔ دیکھئے دین حق کو قرآن شریف میں صراطِ مستقیم فرمایا گیا یعنی سیدھا راستہ جو نہایت آسانی سے رب تک پہنچادے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خط کھینچ کر اس کی مثال دکھا دی۔ یہاں سبیل اللہ سے مراد سچے اعتقاد اور نیک اعمال ہیں۔ خیال رہے کہ شریعت و طریقت کے چاروں سلسلے حنفی، شافعی یا قادری، چشتی وغیرہ ایک ہی طریقہ ہیں جنہیں اہل سنت کہا جاتا ہے کیونکہ عقائد یکساں ہیں۔ اعمال میں فروعی اختلاف۔ جیسا صحابہ کا آپس میں اختلاف ہوا کرتا تھا یہ کعبہ ایمان کے چار راستے ہیں یا سمندرِ نبوت تک پہنچنے والے چار دریا۔ ان کے علاوہ دیگر

مذاہب ٹیڑے راستہ ہیں کہ وہ عقائد میں مختلف ہیں۔ کتابچہ کا مؤلف جن حضرات کی راہوں کو اللہ کی راہ قرار دیتا ہے واقعی میں وہ حضرات اللہ تعالیٰ عزوجل کی راہیں ہیں۔ ذرا اُن کے عقائد ملاحظہ کر لیجئے۔ تاکہ دولتِ ایمان کی پونجی سرِ بازار نہ لٹ جائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرضِ وفات میں اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری پیاری بیٹی! آج تک میرے پاس جو میرا مال تھا وہ آج وارثوں کا مال ہو چکا ہے اور میری اولاد میں تمہارے دونوں بھائی عبد الرحمن و محمد اور تمہاری دونوں بہنیں ہیں۔ لہذا تم لوگ میرے مال کو قرآن مجید کے حکم کے مطابق تقسیم کر کے اپنا اپنا حصہ لے لینا۔ یہ سُن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ ابّا جان! میری تو ایک ہی بہن "بی بی اسماء" ہیں، یہ میری دوسری بہن کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری بیوی "بنت خارجہ" جو حاملہ ہے اس کے شکم میں لڑکی ہے وہ تمہاری دوسری بہن ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ لڑکی پیدا ہوئی جن کا نام "ام کلثوم" رکھا گیا۔

(تاریخ الخلفاء)

اس حدیث کے بارے میں حضرت علامہ تاج الدین سبکی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا کہ اس حدیث سے امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کرامتیں ثابت ہوتی ہیں۔

اوّل:۔ یہ کہ آپ کو قبل وفات یہ علم ہو گیا تھا کہ میں اسی مرض میں دُنیا سے رحلت کروں گا اس لئے بوقت وصیت آپ نے یہ فرمایا کہ میرا مال آج میرے وارثوں کا ہو چکا ہے۔

دوم:۔ یہ کہ حاملہ کے شکم میں لڑکا ہے یا لڑکی اور ظاہر ہے کہ ان دونوں باتوں کا علم یقیناً غیب کا علم ہے جو بلاشبہ و بالیقین پیغمبر کے جانشین حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دو عظیم کرامتیں ہیں۔

(ازالۃالخفاء مقصد ج2 صفحہ نمبر 21 / حجۃ اللہ، ج2 صفحہ نمبر 860)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر نہاوند کی سر زمین میں جہاد کے لئے روانہ فرمادیا۔ آپ جہاد میں مصروف تھے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی کے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے ناگہاں یہ ارشاد فرمایا کہ یاساریۃُ الجبل (یعنی اے ساریہ! پہاڑ کی طرف اپنی پیٹھ کر لو) حاضرینِ مسجد حیران رہ گئے کہ حضرت ساریہ تو سر زمین نہاوند میں مصروف جہاد ہیں اور مدنیہ منورہ سے سیکڑوں میل دوری پر ہیں۔ آج امیر المومنین نے انھیں کیونکر اور کیسے پکارا؟ لیکن نہاوند سے جب حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاصد آیا تو اس نے خبر دی کہ میدانِ جہاد میں جب کفار سے مقابلہ ہوا تو ہم کو شکست ہونے لگی۔ اتنے میں ناگہاں ایک چیخنے والے کی آواز آئی جو چلا چلا کر یہ کہہ رہا تھا کہ اے ساریہ! تم پہاڑ کی طرف اپنی پیٹھ کر لو۔ حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز ہے۔ یہ کہا اور فوراً ہی انھوں نے اپنے لشکر کو پہاڑ کر

طرف پشت کر کے صف بندی کا حکم دیا اور اس کے بعد جو ہمارے لشکر کی کفار سے ٹکر ہوئی تو ایک دم اچانک جنگ کا پانسہ ہی پلٹ گیا اور دمِ زدن میں اسلامی لشکر نے کفار کی فوجوں کو روند ڈالا اور عساکرِ اسلامیہ کے قاہرانہ حملوں کی تاب نہ لاکر کفار کا لشکر جنگ چھوڑ کر بھاگ نکلا اور افواجِ اسلام نے فتح مبین کا پرچم لہرادیا۔

(مشکوٰۃ باب الکرامات / حجۃ اللہ، ج2 صفحہ نمبر 860، تاریخ الخلفاء)

اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

1۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ سے سینکڑوں میل دوری پر آواز کو پہنچادیا۔

2۔ حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینکڑوں میل دور سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز کا سُن لینا۔

3۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینکڑوں میل کی مسافت سے لشکرِ اسلامیہ کو دیکھ کر ہدایت دینا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

علامہ تاج الدین سبکی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "طبقات" میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک شخص نے راستہ چلتے ہوئے ایک اجنبی عورت کو گھور گھور کر غلط نگاہوں سے دیکھا اس کے بعد یہ شخص امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس شخص کو دیکھ کر امیر المومنین نے نہایت ہی پُر جلال لہجہ میں فرمایا کہ تم لوگ ایسی حالت میں میرے سامنے آتے ہو کہ تمہاری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہوتے ہیں۔ شخص مذکور نے (جل بھن کر) کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ پر وحی اُترنے

لگی ہے؟ آپ کو کیسے معلوم ہو گیا کہ میری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہیں۔ امیر المومنین نے ارشاد فرمایا کہ میرے اُوپر وحی تو نازل نہیں ہوتی ہے۔ لیکن میں نے جو کچھ کہا ہے یہ بالکل ہی قولِ حق اور سچی بات ہے اور خُداوند قدوس نے مجھے ایک ایسی فراست (نورانی بصیرت) عطا فرمائی ہے جس سے میں لوگوں کے دلوں کے حالات و خیالات کو معلوم کر لیا کرتا ہوں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین، ج2 صفحہ نمبر862 / ازالۃ الخفاء مقصد نمبر2 صفحہ نمبر227)

یہ واقعات اہلحدیث حضرات پر قیامت ہیں کیونکہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واقعات سے معلوم ہوا کہ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ ہم دور و نزدیک ہمارے سامنے بے معنی ہے کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنی وفات کی اور لڑکی کی پیدائش کی اطلاع دینا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر اسلامیہ کے سپہ سالا کو ہدایت دینا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک شخص کی نگاہوں کو گناہ آلودہ دیکھنا یہ سب کیا ہے؟ اہلحدیث حضرات کے نزدیک تو یہ شرک ہو گیا استغفر اللہ۔ تو پتہ چلا کہ اہلسنت کے بھی وہی عقائد ہیں جو صحابہ کرام، اور اولیاء عظام کے عقائد ہیں۔ یہاں پر اور بھی حوالے دیئے جاسکتے تھے مگر اسی پر اکتفا کرتا ہوں انشاء اللہ اس کتاب کے آخر میں بھی مختصراً بزرگوں کے عقائد بیان کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ایک روایت پیش کرتے ہیں اس سے بھی آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ کسی سے مدد مانگنا شرک نہیں جب تک کہ جس سے مدد مانگی جائے اُس کو الوہیت میں شامل نہ کیا جائے کیونکہ الوہیت میں کسی کو شریک جاننا یہ شرک ہے۔

"جناب حضرت قابوس بن مخارق راوی ہیں کہ آپ نے اپنے والد سے سُنا کہ حضور سرورِ کونین ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ اگر کوئی شخص میرا مال لوٹنے کے لئے آئے تو میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اسے تم اللہ سے ڈراؤ۔ اس نے عرض کیا کہ اگر وہ شخص نہ ڈرے تو؟ حضور سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا تو تُو پڑوسی مسلمانوں سے امداد حاصل کر۔ اس نے عرض کیا اگر میرے نزدیک کوئی مسلمان نہ ہو تو۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ تو تُو حاکم سے کہو۔ اس نے عرض کیا کہ اگر حاکم بھی دور ہو تو؟ حضور پُر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا تو پھر اپنے مال کی حفاظت کے لئے جہاد کرو کیونکہ اگر تم مارے گئے تو شہید ہو گئے ورنہ اپنا مال بچا لو گے!

(سنن نسائی، ج3 حدیث نمبر 4087 صفحہ نمبر 113)

کتابچہ کے مؤلف کے نزدیک غیر اللہ سے مدد لینا شرک ہے جبکہ اس حدیث مبارکہ میں کائنات کے آقا ﷺ غیر اللہ سے مدد لینے کا اپنے صحابی کو حکم دے رہے ہیں۔ کیا یہ شرک کی تعلیم ہے۔ بلکہ کتابچہ کے مؤلف نے اصل میں اس امر کو سمجھا ہی نہیں۔ اگر سمجھ لیتا تو اس طرح کفر و شرک کی مشین نہ چلاتا۔

مؤلف کتابچہ مذکورۃ بالا عنوان کے تحت یہ آیات لکھتا ہے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ؕ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ۔ (الاحقاف، پ26، آیت نمبر 4-5) "کہہ دیجئے بھلا دیکھو تو جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں سے کونسی چیز پیدا کی ہے یا آسمانوں میں اُن کا کوئی حصہ ہے میرے پاس اس سے پہلے کی کتاب یا کوئی علم جو چلا آتا ہو لاؤ اگر تم سچے ہو۔ اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہو سکتا ہے جو اللہ کو چھوڑ کر اُس کو پکارے جو قیامت تک اُس کی پکار نہ سُن سکے اور وہ اُن کے

پکارنے کی خبر نہیں رکھتے۔"

(مشکل کشا کون؟۔ صفحہ نمبر21)

اب ایمان افروز ترجمہ کنزالایمان ملاحظہ کیجئے۔ پانچویں آیت کا ترجمہ پہلے بیان ہو چکا ہے چوتھی آیت کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔

"تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاؤ انھوں نے زمین کا کونسا ذرہ بنایا یا آسمان میں ان کو کوئی حصہ ہے میرے پاس لاؤ اس سے پہلی کوئی کتاب یا کچھ بچا کُھچا علم اگر تم سچے ہو"۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ معبود وہ جو خالق ہو۔ مشرکین عرب ان بتوں کو خالق نہیں مانتے تھے مگر پھر بھی اُنھیں خُدا کی مثل مان کر ان کی پوجا کرتے تھے۔ اس لئے ان سے یہ سوا فرمانا درست ہوا۔ یعنی قرآن شریف اور پچھلی تمام آسمانی کتابوں میں توحید کا ثبوت اور شرک کی تردید ہے اگر تم سچے ہو تو کوئی ایسی آسمانی کتاب دکھاؤ جس میں شرک کا ثبوت اور توحید کی تردید ہو۔

گذشتہ انبیاء کرام کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ اے مشرکوں شرک پر تمہارے پاس نہ عقلی دلیل ہے نہ نقلی یعنی کتاب آسمانی کا فیصلہ یا انبیاء کرام کے ارشادات، لہذا تم جھوٹے ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کے فرمان کتاب اللہ کی طرح واجب العمل ہیں اگر صرف کتاب اللہ قابلِ اتباع ہوتی تو اس کے بعد دوسرے علم کا ان سے مطالبہ نہ ہوتا۔

اس آیت سے صاف صاف پتہ چل رہا ہے کہ یہ آیت کفارو مشرکین کے رد میں نازل ہوئی۔ لہذا کتابچہ کے مؤلف کا اس آیت مبارکہ کو انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرنا نِری جہالت اور کم عقلی کا ثبوت ہے۔ واقعی جب خُدا دین لیتا ہے تو عقل بھی چھین لیتا ہے۔

پھر مؤلف کتابچہ آگے بعنوان ” نجات کی صرف ایک ہی راہ ہے “ کے تحت نصیحانہ انداز میں شرک کی بُرائی بیان کرتے ہوئے اپنے دل کی بھڑاس اس طرح نکالی ہے کہ پہلے مسلمانوں کو مشرکوں کے کہٹرے میں کھڑا کر کے شرک کا بیان کیا ہے جب کہ مشرکوں اور مسلمانوں (جن کو کتابچہ کا مؤلف مشرک بتاتا ہے) کے عقائد اور اعمال میں زمین و آسمان کا فرق ہے مگر یہ اندھے بہرے لکیر کے فقیر ایک ہی راگ الاپ رہے ہیں کہ نہیں جی اس قسم کی تمام آیات تو مسلمانوں پر ہی چسپاں ہوتی ہیں۔ لہٰذا مؤلفِ کتابچہ لکھتا ہے۔

”پروردگار عالم کو سب سے زیادہ نفرت اس بات سے ہے کہ اس کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرایا جائے یا اس کو چھوڑ کر کسی اور کو حاجت روا اور مشکل کشا مان لیا جائے اس بات کو وہ ظلم عظیم کا نام دیتا ہے“۔

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 22)

یہ حقیقت کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہر مسلمان جانتا ہے کہ شرک بہت عظیم ظلم ہے۔ مسلمان ہوتے ہوئے ایسا کون سا مسلمان ہے جو شرک کرے۔ مؤلف کتابچہ کا حاجت روا اور مشکل کشائی کی آڑ لے کر مسلمانوں کو مشرک کہنا بہتانِ عظیم ہے۔ حاجت روائی اور مشکل کشائی کے حوالے سے پہلے کافی لکھ چکے ہیں اور ابھی ہم نسائی شریف سے بھی ایک حدیث پیش کر چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ

(الانفال، پ9، آیت نمبر 33 سورۃ نمبر 8)

”اور اللہ تعالیٰ کے لئے لائق نہیں کہ کفار و منافقین کو عذاب کرے اور آپ بھی ان میں موجود ہوں“۔

اب بتاؤ کہ رب العزت فرما دے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی موجودگی میں کفار و منافقین کو عذاب نہیں کرتا اب تم اپنے عقیدے کو قرآن کریم کی اس مذکورہ آیت کے سامنے کر کے پرکھو کہ کیا وہابیوں (اہلحدیثوں) کا عقیدہ قرآن کریم کے موافق ہے؟ یاد رکھو جب تک قرآن کریم کے موافق مصطفےٰ ﷺ کے نفع و نقصان کے قائل بن کر اپنا عقیدہ صحیح نہ کرو گے تم اسلام میں کبھی داخل نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ عذاب ایک مشکل ہے، مصیبت ہے جب اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے اے محبوب جب تک تم ان میں موجود ہو ان کو عذاب نہ دوں گا تو یقیناً حضور علیہ السلام دافع البلاء اور مشکل کشا ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾

(المائدۃ، پ6، آیت نمبر 55 سورۃ نمبر 5)

”اے مسلمانو! تمہارے مددگار نہیں مگر اللہ تعالےٰ اور اس کا رسول مقبول (ﷺ) اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکوۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والے ہیں“۔

اس جگہ پر اللہ تعالیٰ (عزوجل) اور رسول پاک (ﷺ)۔ اور نیک بندوں میں مدد کو منحصر فرما دیا کہ بس یہی مددگار ہیں تو ضرور یہ مدد خاص ہے جس پر نیک بندوں کے سوا اور لوگ قادر نہیں۔ ورنہ عام مددگاری کا علاقہ تو ہم ہر مسلمان کو ہر مسلمان کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ

(التوبہ، پ10، آیت نمبر 71 سورۃ نمبر 9)

”یعنی مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مدد گار ہیں“۔

خود ہی دوسری جگہ فرماتا ہے۔

وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿١٠٧﴾

(البقرہ،پ 1، آیت نمبر 107 سورۃ نمبر 2)

”اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کا کوئی مدد گار نہیں “

مگر بحمد اللہ اہلِ سُنّت دونوں ہی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ذاتی و عطائی کا فرق سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بالذات مدد گار ہے یہ صف دوسرے کی نہیں اور رسول و اولیاء اللہ کے قدرت دینے سے مدد گار ہیں۔ الحمدللہ رب العالمین۔

لہذا ہم مؤلف کتابچہ اور اس کے حواریوں کو اُنھیں کے الفاظ میں نصیحت کرتے ہیں کہ:۔

”عقیدہ کے اندر معمولی سے معمولی خرابی بھی ناقابلِ معافی جرم ہے اسکے علاوہ اعمال کی ساری خرابیاں ان شاء اللہ معاف ہو جائیں گی“۔

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 22)

مسلمانوں پر شرک کے جواز پر مؤلف کتابچہ یہ آیت پیش کرتا ہے۔

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ۔ (یوسف، پ 13 سورۂ یوسف 106) ”اور بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود شرک کرتے ہیں“۔(ترجمہ اہلحدیث)

اس آیت کہ تحت مؤلف کتابچہ یوں گویا ہوتے ہیں۔

اس خدا کے فرمان سے معلوم ہوا کہ مؤمن مشرک بھی ہوتے ہیں اور ان کی اکثریت ہے پھر سب مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو اپنی حالت پر غور کرنا چاہئے۔ اپنے عقائد و اعمال کا قرآن و حدیث کی روشنی میں جائزہ لینا۔ اپنے اعمال و اسلام کو اسلامی توحید کی کسوٹی پر جانچنا، اور جانچنے پرکھنے میں خوب بال کی کھال اتارنی

چاہئے تاکہ شرک کی پوری پوری پہچان اور توحید کی اچھی طرح شناخت ہو جائے۔ دوئی کی تاریک رات اور وحدت کے روزِ روشن میں شبہ نہ رہے، اشراک باللہ کا آتش بار دوزخ اور توحیدِ الٰہی کی بہار آفریں جنت، دونوں آنکھوں کے سامنے آجائیں، اور ناظرین کلمہ کی لاج رکھتے علیٰ وجہ البصیرت توحید، قرآنی توحید کو اپنائیں، شرک کے آتشِ زار سے بچیں، اپنے معتقدات وعبادات کو مخلصین لہ الدین کے تقاضوں سے پورا کریں۔

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 23-24)

ایمان افروز ترجمہ کنزالایمان ملاحظہ فرمایئے۔

”اور ان میں اکثر وہ ہیں کہ اللہ پر یقین نہیں لاتے مگر شرک کرتے ہیں“۔

شانِ نزول:۔ یہ آیت کفار مکہ کے متعلق نازل ہوئی جو اللہ تعالیٰ کو خالق رازق مان کر بتوں کو پوجتے تھے اور تلبیہ میں کہتے تھے تیرا کوئی شریک نہیں سوائے ایک شریک کے۔ یعنی لاالٰہ بھی کہتے تھے اور شرک بھی کرتے تھے اور اللہ کو ایک مان کر اس کے بیٹے بیٹیاں مانتے تھے۔ دیکھئے آیت تو نازل ہوئی کفار مکہ کیلئے کہ اس میں اُن کا رد کیا اور چسپاں کر رہے ہیں مسلمانوں پر۔ یہ حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ جو آیت مشرکوں کے رد میں آئی اُس آیت کو مومنوں پر چسپاں کر رہے ہیں جیسا کہ شان نزول سے معلوم ہوا کیونکہ کفار اللہ تعالیٰ کو ایک بھی مانتے تھے اور ساتھ ساتھ اپنے بتوں میں الوہیت بھی مانتے تھے جس کی وجہ سے مشرک ہوئے۔ اب مؤلف کتابچہ کی یہ دوروغ گوئی نہیں تو اور کیا ہے کہ مومن مشرک بھی ہوتا ہے۔ استغفر اللہ۔ کیا یہ سچے مسلمانوں پر بہتان عظیم نہیں؟ ایسا کیوں نہ ہو کہ مسلمانوں پر کفر و شرک داغنے کی جو ریت ان کے بڑوں سے چلی آرہی ہے چھوٹے تو اس کی پیروی کر رہے ہیں۔ توحید تو وہی صحیح ہے جو مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دامن سے ملے اور

جو توحید نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بغیر وسیلہ سے ملے وہ شیطانی توحید تو ہو سکتی ہے ہے ایمانی توحید ہر گز نہیں۔

اس کے بعد مؤلف کتابچہ لکھتا ہے۔

"شرک سے اللہ تعالیٰ اس قدر بیزار ہے کہ سورۂ انعام میں اٹھارہ برگزیدہ انبیاء کے فضائل کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اگر ان میں سے کہیں کوئی شرک کر بیٹھتا تو ان کے سارے اعمال غارت ہو جاتے"۔

پھر تین آیات اپنے ثبوت میں پیش کر تا ہے۔ ترتیب وار ملاحظہ کیجئے۔

پہلی آیت:۔

وَلَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔ (الانعام، پ 7، آیت نمبر 88) "لیکن اگر ان لوگوں (انبیاء) نے شرک کیا ہوتا تو ان سب کا کیا کرایا غارت ہو جاتا"۔ (ترجمہ اہلحدیث)

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 24)

مکمل آیت ملاحظہ فرمایئے اور ایمان افروز ترجمہ کنز الایمان۔

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾

(الانعام، پ 7، آیت نمبر 88)

"یہ اللہ کی ہدایت ہے کہ اپنے بندوں میں جسے چاہے دے اور اگر وہ شرک کرتے تو ضرور ان کا کیا اکارت جاتا"۔

اس آیت سے پہلی بات تو یہ معلوم ہوئی کہ ہدایت نبوت خاص کرم ہے جو خاص بندوں کو ملتا ہے کوئی عمر بھر عبادت سے بھی نبی تو کیا صحابی نہیں بن سکتا۔ یہ ہدایت کسبی نہیں محض وہبی ہے اس لئے فرمایا اللہ جسے چاہے دے۔

دوسری بات یہ کہ یہاں شرک سے مراد کفر ہے یعنی اگر نبیوں نے کفر کیا ہوتا تو اُن کے نیک اعمال برباد ہو جاتے کہ نہ اُنکے نام رہتے نہ فیضان۔ لیکن انکے نام فیضان بلکہ کام تا ابد باقی ہیں۔ چنانچہ ابراہیم کا کعبہ، صفامروہ، قربانی سب موجود ہیں۔ لہذا وہ حضرات مومن تھے۔ یونہی اگر صحابہ حضور کے بعد کافر ہو گئے ہوتے تو اُن کا نام، کام، فیضان باقی نہ رہتے۔ مگر حضرت صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی مسجد نبوی، عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی نماز تراویح، فتوحات اسلامیہ، جناب عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا جمع کیا ہوا قرآن سب موجود ہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ سب مومن ہیں۔

دوسری آیت:۔

پھر مؤلفِ کتابچہ دوسری آیت لکھنے سے پیشتر لکھتا ہے کہ:۔

خود نبی کریم ﷺ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم سے پہلے سارے گزرے ہوئے انبیاء کو وحی بھیج کر بتلایا گیا ہے کہ:۔

لَئِنۡ اَشۡرَکۡتَ لَیَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ۔ (الزمر، پ24 آیت نمبر65) ”اگر (بالفرض محال) تم نے شرک کیا تو تمہارا سرمایہء عمل ضائع ہو جائے گا اور تم دیوالیہ ہو جاؤ گے“۔(ترجمہ اہلحدیث)

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر24)

مکمل آیت ملاحظہ فرمایئے۔

وَ لَقَدۡ اُوۡحِیَ اِلَیۡكَ وَ اِلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِكَ ۚ لَئِنۡ اَشۡرَکۡتَ لَیَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۶۵﴾

(الزمر، پ24 آیت نمبر65)

ایمان افروز ترجمہ ملاحظہ فرمایئے۔

”اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف کہ اے سننے والے اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا کیا دھرا اکارت جائے گا اور ضرور تو ہار میں رہیگا“۔

اس میں حضور (ﷺ) سے خطاب ہے اور مراد سُننے والے ہیں اور اگر مراد نبی ہی ہوں تو یہ ممکن کو ناممکن پر موقوف کرنا ہے جیسے قرآن میں ہے کہ اگر رب کے فرزند ہو تو پہلے اُس کی پوجا میں کروں۔

تیسری آیت:۔

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عٰقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ۔ (الروم، پ 21، آیت نمبر 42) ”ان سے کہو کہ زمین پر چلو پھرو اور دیکھو کہ تم سے پہلے کتنی ہی بستیاں تھیں کہ آخر کار تہس نہس کر ڈالی گئیں (ان کا جرم یہی تو تھا) کہ ان کی اکثریت مشرک بن گئی تھی“۔(ترجمہ اہلحدیث)

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 24)

ایمان افروز ترجمہ کنز الایمان ملاحظہ فرمائیے۔

”تم فرماؤ زمین میں چل کر دیکھو کیسا انجام ہوا اگلوں کا ان میں بہت مشرک تھے“۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ زمین سے مراد عذاب والی قوموں کی زمینیں ہیں جو مکہ والوں کے سفر میں آتی تھیں اور دیکھنے سے مراد نظر عبرت سے دیکھنا ہے نہ کہ فقط آنکھوں سے اشارہ کر لینا۔ یہاں اکثر سے مراد سارے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اُجڑے مکانوں کی طرف سفر کر کے جانا تاکہ خوفِ الٰہی پیدا ہو عبادت ہے۔ ایسے بزرگوں کے آستانوں پر سفر کر کے حاضری دینی تاکہ رب سے اُمید اور عبادت کا ذوق پیدا ہو یہ بھی عبادت ہے۔ بلکہ اس آیت سے تو زیارت قبور اور عرسوں کا سفر ثابت ہوتا ہے۔ بس آنکھوں سے تعصب کی پٹی اُترنی چاہیے۔

مؤلفِ کتابچہ بعنوان "توحید شرک ہوگئی اور شرک توحید، اسلام کفر ہوگیا سنت بدعت ہوگئی اور بدعت سنت" کے تحت لکھتا ہے۔

"انقلاب روزگار اور گردشِ ادوار نے اسلام میں اس قدر تغیر عظیم پیدا کر دیا کہ اصل دین جو زمانہ خیر القرون میں تھا آج عنقا ہے اس وقت جو کام باعث ضلالت تھے آج وہ راہِ ہدایت ہیں۔ یہ تغیر کیونکر ہوا اور کس طرح ہوا؟ اس کا جواب ذیل کی آیت دے گی۔ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ (التوبہ، پ 10، آیت نمبر 34) "اے ایمان والو! بہت عالم اور درویش اہل کتاب کے کھاتے ہیں مال لوگوں کے ناحق اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے"۔ (ترجمہ اہلحدیث)

اس کے بعد کہتا ہے۔

مطلب صاف ہے کہ خود غرض اور مطلبی مولوی، ملّا، ڈھونگی مرشد، پیرزادے، نقلی صوفی، درویشوں نے اپنی طمع نفسانی اور دنیا مطلبی کی غرض سے ہمارے ناواقف بے علم بھائیوں کو اپنے مکر کے جال میں پھانس کر توحید و سنت پر خوب پردہ ڈالا اور شرک و ضلالت کو ایسا چمکانے کی ناکام کوشش کی کہ اپنے زعمِ باطل میں توحید کے آفتاب کو مدھم بنا دیا۔ خدائے لایزال کے صفات خاصہء غیر خدا میں منوا دئے، قبر پرستی، پیر پرستی، ارواح پرستی رسوم تعزیہ داری، علم، الاؤ، نعل کی سواری، خواجہ خضر کی ناؤ، بی بی کی صحنک، قبروں پر عرضیاں، عرس ناچ رنگ، غیر اللہ کی نذر و نیاز، بزرگوں کے ناموں کے درود و ظائف، فال گنڈے، ٹوٹکے، بد شگونی، وہم پرستی، اصلی نقلی قبروں کے سجدے، طواف، غلاف، چڑھاوے، نبی، ولی، پیر، شہید کو غیب داں جاننا ان کی ارواح کو ہر جگہ حاضر و ناظر ماننا داخل اسلام ہوگیا۔ لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمان قبروں کے پجاری اور لاکھوں مجاور قبروں کے بیوپاری بن بیٹھے۔

قیصر و کسریٰ کی مملکتوں سے خراج وصول کرنے والے اب بزرگوں کی قبروں کی کمائی پر جینے لگے۔ ہزارہا آیات واحادیث کے باوجود خلافِ شرع کاموں سے ایک انچ پیچھے ہٹنا گوارا نہیں کرتے۔ حضرت رسول کریم شفیع المذنبین رحمۃ العالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے شرک کی منڈیوں کو ویران اور شرک کی بستیوں کو بیاباں بنایا تھا۔ لات و منات کے پجاریوں کو خُدائے عزوجل کے آگے لا جھکایا۔ حضرت مریم و عیسٰی میں خُدائی صفات ماننے

والوں کو توحید کا سبق پڑھایا تھا۔ انبیاؑء و اولیائؒ کی قبروں پر منتیں ماننے اور چادریں چڑھانے والوں کو قادر مطلق کا پرستار اور خُدائے بر تر و توانا سے دُعائیں مانگنے والا بنایا تھا۔ سب کے سب انبیاء و اولیاء، پیر و شہید تو مخلوق کو خالق کی ڈیوڑھی پر لا کھڑا کرنے، رحمانی جاہ و جلال کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بٹھاتے ہوئے خُدا کی طرح نفع و نقصان کا اختیار جو مخلوق خُدا میں سمجھا جاتا تھا۔ اس باطل عقیدے کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہوئے دُنیا سے رخصت ہوئے تھے۔ مگر افسوس ہے کہ آج کلمہء توحید کو پڑھنے والے توحید کے دشمن بنکر شرک و کفر کی ان تاریک غاروں میں گھسکر جنمیں گر کر اگلی قومیں غارت ہو گئی تھیں انھیں برگزیدہ بزرگوں کے ناموں، انہیں کی قبروں کے ساتھ وہی کام کر رہے ہیں۔۔۔ جو بت پرست بتوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ سخت حیرت اور بے حد تعجب کا مقام ہے تم نے شرک کو اسلام اور کفر کو اسلام سمجھ لیا۔ طاق، تعزئے، چلے، چبوترے، تھان نشان پر تمہارے سر جھکنے لگے، مسجدیں بے رونق، مقبرے آباد کر لئے، خُدائی اوصاف مخلوق میں مانے جانے لگے۔

میرے بھائیوں! ذرا تو سوچو اور غور کرو کہ خُدا کی خُدائی سے انکار نہ تو اسلام سے پیشتر کسی کو تھا اور نہ اب بھی کسی کو ہے۔ کوئی ہندو مٹی پتھر سے بنائے بتوں کو خالق نہیں بتاتا، پارسی بھی آگ کو مظہر ایزدی کہتے ہیں نہ تو یہود کو خُدا سے انکار ہے اور نہ نصاری کو، کفارِ عرب بھی خُدا کو خُدا مانتے تھے لیکن سب کے سب اپنے اپنے بزرگانِ دین کے ساتھ وہی افعالِ شرکیہ و کفریہ کرتے تھے جو آج ہم اپنے بزگانِ دین کے ساتھ کر رہے ہیں اور توحید کے دشمن بن کر اسلام کو جڑ پیڑ سے اُکھاڑ رہے ہیں"۔

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 25 تا 27)

مؤلفِ کتابچہ نے توحید و اسلام کی دہائی میں دے کر ایک مرتبہ پھر وہی راگ نئے روپ میں پیش کر کے زہرِ ہلاہل دینے کی کوشش کی ہے جس کے جوابات ہم پچھلے صفحات میں دے آئے ہیں مزید کچھ اور عرض کر دیتے ہیں۔ مگر سب سے پہلے جو مؤلفِ کتابچہ نے آیت پیش کی ہے اُس کا ایمان افروز ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

"اے ایمان والو بہت پادری اور جوگی لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں"۔

دیکھئے احبار علمائے یہود کا اور رہبان ان جوگیوں کا لقب تھا اس آیت میں مسلمانوں کے علماء، پیر داخل نہیں جیسا کہ مؤلف کتابچہ بلکہ وہابیوں (اہلحدیثوں) نے سمجھا۔ کیونکہ یہ آیت صحابہ کے زمانے میں اُتری وہ حضرات کسی کا مال ناجائز طور پر نہ کھاتے تھے اور نہ کسی کو اللہ کی راہ سے روکتے تھے بلکہ بتایا یہ جارہا ہے کہ بہت سے یہود کے پوپ عیسائیوں کے راہب بظاہر مقدس معلوم ہوتے ہیں مگر اُن کا حال یہ ہے کہ اپنے ماتحتوں کے مال حرام ذریعوں سے لیتے ہیں کہ ان سے رشوت لے کر شریعت کے احکام بدلتے یں وہ بھی سارے جوگی وراہب نہیں بلکہ اکثر ہیں۔ رشوت لیتے ہیں۔ مجرم کی غلط وکالت کرکے اُن سے مال وصول کرتے ہیں۔ غلط فتوے، غلط غلط وعظوں کے معاوضے یہ سب حرام ہیں۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ دین اسلام کی آڑ لے کر بہت سے فرقوں نے اپنی مانی توحید کا سہارا لے کر غلط فتوؤں کا رواج جاری کیا اور دینِ اسلام جو ایک صاف ستھرا دین ہے اپنے تعصب کی بھینٹ چڑھا دیا ورنہ آپ ڈیڑھ دو صدی پیچھے دیکھیں تو آپ کو اہلِ سُنّت ہی نظر آئیں گے باقی فرقے بعد کی پیداوار ہیں جنھوں نے شجرِ اسلام میں نقب زنی کی۔ یقین نہ آئے تو اپنے چوٹی کے عالم مولوی ثناء اللہ امرتسری کا بیان پڑھ لیجئے۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ہے۔

> ”امرت سر مسلم آبادی، غیر مسلم آبادی کے مساوی ہے اسی (۸۰) سال پہلے قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی، حنفی خیال کیا جاتا ہے“۔

(شمع توحید صفحہ نمبر 40 مطبوعہ سرگودھا)

اب پتہ چل گیا ہو گا کہ مسلمانوں کے اندر توحید کی آڑ لے کر افتراق و انتشار کا بیج کس نے بویا؟ اہلِ سنت کے وہی عقائد ہیں جو سلف و صالحین کے ہیں اور جو سلف و صالحین کے عقائد ہیں وہی عقائد صحابہ کرام کے ہیں۔ یہ اہل سنت کے ہی علماء ہیں کہ اپنے فتاوں میں اپنے پرائے کی تمیز نہیں کرتے۔ شریعت کے مطابق فیصلہ دیتے ہیں مگر شریعت پر کوئی آنچ نہیں آنے دیتے۔ ورنہ باطل فرقوں نے تو اتنے اُلٹے ٹیڑے فتوے دیئے کہ الامان الحفیظ۔ یہی دیکھ لیں کہ ذرا ذرا سی باتوں پر مسلمانوں کو کافر و مشرک بنایا جارہا ہے۔ ہم یہاں پر غلط فتووں کی بھی نشاندہی کر دیتے مگر طوالت سے بچتے ہوئے صرفِ نظر کرتے ہیں اور ان شاء اللہ وقت نے ساتھ دیا تو کسی اور موقع پر پیش کریں گے۔

مؤلفِ کتابچہ بعنوان " اللہ تعالیٰ نے حضور کا ذکر بلند کر دیا" کے تحت لکھتا ہے۔

وَ رَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ۔(الانشرح، پ30، آیت نمبر 4) "اور بلند کیا ہم نے ذکر تیرا"(ترجمہ اہلحدیث)

اس کے بعد لکھتا ہے کہ:۔

"لوگ اپنے قائدوں، لیڈروں کی یادگاریں قائم کرتے ہیں اُن کے جنم دن مناتے ہیں تاکہ وہ فراموش نہ ہو جائیں۔ زمانہ انہیں بھلا نہ دے اور ان کی یاد تازہ رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدس عید میلادوں، جنم دنوں اور یادگاروں کے تصور سے مستغنی ہے کیونکہ آپ رسول اللہ ہیں"۔

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 28)

مؤلفِ کتابچہ نے ذکرِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آیت کو کس خوبصورت جال میں لا کر پیش کیا ہے تاکہ سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہی میں لے جا کر شانِ رسالت کا گستاخ بنا دے اور اپنی اس مذموم کوشش میں مذکورہ بالا آیت کے تحت میلاد النبی ﷺ کے لئے اپنے خبث باطن سے زہر اُگلا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ گمراہوں کا ہمیشہ سے یہ

طریقہ رہا ہے کہ اچھائی کی آڑ لے کر اپنے مذموم عقائد کا پرچار کرتے ہیں کیونکہ ان لوگوں کا کام ہی یہی ہے کہ بُرائی کو اچھائی کا لبادہ اوڑھا کر پیش کیا جائے۔ اور اگر کبھی کوئی اچھائی کی بات بھی کریں گے تو اُس میں بھی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے۔

جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ جب شیطان مال غنیمت میں سے چوری کرنے آیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکڑ لیا جب بچ نکلنے کی آخر میں کوئی صورت نہ رہی تو آیۃ الکرسی کی فضلیت بتا دی۔ اِسی طرح جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز قضا ہوئی اور قضا نماز ہونے پر بہت روئے اور جب دوسری صبح کا وقت آیا تو شیطان نے پہلے ہی جگا دیا تاکہ نماز ادا فرما لیں۔ جب شیطان سے اس کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ آپکی نماز جب قضا ہو گئی تھی اور آپ بہت زیادہ پشیمانی کے عالم میں گریہ وزاری کی تو اللہ تعالیٰ کو آپ کی یہ ادا بہت پسند آئی اور کئی گنا زیادہ ثواب عطا فرما دیا۔ اگر آج بھی آپکی نماز قضا ہو جاتی تو آپکی گریہ وزاری پر پھر ثواب مل جاتا۔ لہذا یہ سوچ کر جگا دیا کہ نماز ادا ہی فرما لیں تاکہ زیادہ ثواب گریہ وزاری کے باعث نہ مل سکے۔ یہی صورت حال مؤلفِ کتابچہ کی ہے کہ بتوں والی آیتیں انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرنے کے بعد حضور ﷺ کے ذکر کا تذکرہ کر دیا اور پھر اس کی آڑ میں مسلمانوں کے معمولات کو جو وہ انبیاء و اولیاء کے ساتھ کرتے ہیں۔ اُن کو کفر و شرک بتا کر روکا جا رہا ہے۔ شراب کی بوتل میں صندل کے شربت کا لیبل لگا کر پیش کیا جا رہا ہے تاکہ عام مسلمان تمیز نہ کر سکیں۔ اب آیئے پہلے مذکورہ بالا آیت کا ایمان افروز ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔

”اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا“ (کنز الایمان)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر اور آپ صلی تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مداح سرائی اور شان عظمت کے ناپنے کا نہ انسانی دُنیا کے پاس کوئی پیمانہ ہے نہ کسی انسان سے اس کا حق ادا ہو سکتا ہے۔ جو کوئی جتنی بھی تعریف و توصیف بیان کرے گا اپنی عقل کی رسائی کی حد تک کرے گا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف جن و انس اور ملائکہ کی عقل کی رسائی سے بھی وراء ہے۔ کیونکہ جس ذات کی رب تعالیٰ خود توصیف و ثناء بیان کرے پھر کس کی مجال ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کماحقہ تعریف و توصیف، شان و عظمت بیان کر سکے۔ تبراکاً چند حاضر خدمت ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

1۔ انبیاء کرام آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپکی خدمت کرنے کا عہد لیا۔

2۔ سب کے ذکر فقط فرش پر ہی حضور ﷺ کا ذکر عرش و فرش جنت میں۔

3۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ حضور ﷺ کا نام رکھا۔ کلمہ، اذان، خطبہ ہر جگہ انبیاء کرام کو نام کے ساتھ پکارا۔ حضور ﷺ کو اچھے القاب سے۔

4۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کو اپنے ذکر کا تکملہ قرار دیا کہ تمہارے ذکر کو چھوڑ کر میرا (رب کا) ذکر مفید نہیں۔

5۔ ہر وقت ہر جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر جاری رکھا۔

یہ بھی خیال رہے کہ رفعنا ماضی ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہمیشہ سے بلند ہے پھر چونکہ رب نے بلند کر رکھا ہے اس لئے اسے کوئی بند نہیں کر سکتا۔ جیسے کوئی شخص سورج کو نہیں بجھا سکتا کہ یہ اللہ کے روشن کئے ہیں۔ ایسے ہی

تمہیں کوئی نیچا نہیں کر سکتا۔ نیز اوروں کی دولت سلطنت وغیرہ سے بلند ملتی ہے مگر تمہیں بلندی بلاواسطہ رب سے ملی۔ خیال رہے کہ ہم پر تین زمانے آتے ہیں۔

1۔ دُنیا میں آنے سے پہلے کا۔

2۔ دُنیا میں آنے اور یہاں رہنے کا وقت۔

3۔ دُنیا سے جانے کے بعد۔

ہم پہلے اور تیسرے زمانے میں گم نام ہوتے، دوسرے میں کچھ نامور، مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان تینوں زمانوں میں نامور ہیں کیوں نہ ہو کہ نمونہء ذاتِ الٰہی ہیں۔ نمونہ کبھی نہیں چھپایا جاتا۔ رفعنا ہر زمانے کے لئے ہے۔ (نورالعرفان)

بات دراصل یہ ہے کہ در حقیقت ان لوگوں (وہابیوں / اہلحدیثوں) کو عید میلاد منانے سے چڑ ہے ورنہ ذرا اپنی بند آنکھوں کھول کر دیکھیں کہ کیا یہ میلاد نہیں؟ مگر جو نابینا ہو تو اُس کو کیا نظر آئے۔ ذکرِ رسول ﷺ ذکر خُدا ہے۔ مؤلف کتابچہ خود اقرار کرتا ہے کہ اہلِ سنت کے نزدیک یہ صحیح ہے اور اپنے زعم باطل میں خود انکاری ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

"لوگ عید میلاد منانے اور جلوس نکالنے وغیرہ کا ذکر اس لئے لائے ہیں کہ لوگ عید میلاد منانے اور جلوس نکالنے کو بھی آپ کے ذکر کی بلندی میں شامل کرتے ہیں جو بالکل غلط ہے۔"

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 29)

امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ؎

مثلِ فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکرِ آیاتِ ولادت کیجئے

کسی نے یہ بھی کیا خوب کہا ہے۔ ؎

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

بقول مؤلفِ کتابچہ کہ یہ چیزیں ناجائز و حرام ہیں کفر و شرک ہیں تو اس کے لئے دلیل شرعی چاہیے مگر کیسے دیں گے۔ اہلسنت حضرات کے پاس الحمدللہ دلیل ہے یہ کیسے لوگ ہیں کہ جس نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں اُسی نبی کے میلاد کو ناجائز کہتے ہیں اور مسلمانوں پر کفر و شرک کے فتوے لگاتے ہیں۔

مؤلفِ کتابچہ نے بعنوان " آپؐ کی رسالت کا آفتاب اسلام کی ابتداء سے قیامت تک غروب نہیں ہو گا" کے تحت وہی ہرزہ سرائی کی ہے جو پہلے کر چکا ہے جس کو ہم دوبارہ دہرانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

مؤلفِ کتابچہ " مدد کیلئے صرف اللہ کو پکارو" بعنوان " یہ شرکیہ نعرے ہیں اِن سے بچو!" کے تحت لکھتا ہے۔

نعرۂ رسالت ۔ یارسول اللہ ، نعرۂ حیدری ۔ یا علی ، نعرۂ غوثیہ ۔ یا غوث

یہ سارے نعرے مسلمان اور مؤمن کے بہر حال نہیں ہیں۔ مؤمن کا ایک ہی نعرہ " اللہ اکبر" ہے۔ اس ذات کے ساتھ جو صحیح معنوں میں دستگیر، مشکل کشا اور حاجت روا ہے شریک ٹھہرائے جا رہے ہیں۔ اب اگر مالکِ کائنات کا غصہ اِس اُمت پر نہ بھڑکے گا تو اور کیا ہو گا اس لئے ایسی چیزوں سے پرہیز کیجئے ورنہ کوئی بھی نیک عمل قبول نہیں ہو گا۔

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 30)

بات وہی ہے کہ شرک شرک ان کی زبان پر رٹا ہوا ہے بس مسلمانوں پر شرک و بدعت کی مشین گن لئے فائر کئے جا رہے ہیں لیکن دلیل کسی آیت و حدیث یا خیر القرون

سے پیش نہیں کرتے۔ لیکن ہم آپ کو بتاتے ہیں مگر پہلے اپنے گھر کی خبر لیجئے۔ اہلحدیث حضرات کے مولوی وحید الزمان کیا کہتے ہیں۔ پہلے ان کے متعلق خود اہلحدیث کیا کہتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

مسلکِ اہلحدیث کے ترجمان (جس کا نام ہی ہفت روزہ ''اہلحدیث'' لاہور ہے) نے 2 جمادی الاخریٰ 1403ھ کی اشاعت میں مولوی وحید الزمان حیدرآبادی کے تعارف میں لکھا ہے۔

''بہت بڑے مفسر اور محدث۔ تفسیرِ وحیدی کے نام سے قرآن مجید کا حاشیہ لکھا ۔ اور اس کے ساتھ پورے صحاح ستّہ بشمول مؤطا امام مالک کا اردو ترجمہ کیا۔ ان کے علاوہ آپ کی تصانیف کی تعداد تقریباً چالیس (40) کے قریب ہے''۔

الاعتصام:۔ جماعت اہلحدیث کے ترجمان ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور نے 25 شعبان 3 رمضان 1402ھ کی اشاعت میں لکھا ہے۔ کہ

'' مولانا وحید الزمان خان مرحوم نے نواب صدیق حسن خاں کے ارشاد سے کتب صحاح ستہ۔۔۔۔۔۔ کا اردو ترجمہ مع تشریح فوائد کے کیا تھا۔ مرحوم کا یہ کارنامہ ان کے مسلک کی وضاحت کے لئے کافی ہے''۔

''دعا بمعنیٰ نداء۔ غیر اللہ کے لئے مطلق جائز ہے چاہے زندہ ہوں یا انتقال فرما گئے ہوں * حدیثِ اعمیٰ (نابینا صحابی) سے یَا مُحَمَّدُ اِنِّیۡ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیۡ کہنا ثابت ہے ☆ دوسری حدیث میں ہے۔ یَا عِبَادَ اللہِ اَعِیۡنُوۡنِیۡ۔ (کہو اے اللہ کے بندو۔ میری مدد کرو) ☆ صحابی ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں پھسلا۔ تو انہوں نے وَا مُحَمَّداہ کا نعرہ لگایا * جب

روم کے بادشاہ نے مجاہدینِ اسلام کو عیسائیت کی ترغیب دی تو انہوں نے بوقتِ شہادت یَا محمَّداہ کا نعرہ لگایا۔ جیسا کہ ہمارے اصحاب میں سے ابن جوزی نے روایت کیا* اویس قرنی نے حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) کی وفات پر تین بار یاعُمرَاہ کا نعرہ لگایا۔* نواب صدیق حسن نے اپنی بعض تصانیف میں ابن قیم اور قاضی شوکانی کو بدیں الفاظ نداء کی۔ ؎

قبلہ ءدیں مددے کعبہ ءایماں مددے + ابن قیم مددے قاضیءشوکاں مددے۔

ظاہر ہوُا:۔ کہ عوام جو یارسُول اللہ یا علی۔ یاغوث کا نعرہ لگاتے ہیں۔ ہم ان کے اس پکارنے پر شرک کا فتویٰ نہیں دیں گے۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے* جبکہ رسُول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے بدر کے مقتول کفار کو یا فلاں یا فلاں کہہ کر نداء فرمائی* اور صحابی عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی یَامُحَمَّدُ اِنِّیْٓ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ وارد ہے۔ جسے امام بیہقی و علامہ جزری نے صحیح قرار دیا ہے۔ اور امام ترمذی نے حدیث حسن صحیح کہا ہے* اور ایک روایت میں یا محمد کی بجائے یارسول اللہ بھی آیا ہے* اور یَاعِبَادَ اللّٰهِ اَعِیْنُوْنِی بھی حدیث میں آیا ہے* مولانا محمد اسحاق دہلوی نے کہا ہے کہ صلوٰۃ و سلام کی نیت سے نبی کو پکارنے (مثلاً الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰه پڑھنے) کا جواز ظاہر ہے"۔

(ہدیۃ المہدی ص 23-24 مخلصاً۔ بحوالہ اشتہار اہلحدیث کے خلاف مولوی وحید الزمان کا بیان باردوم۔ الجدہ پرنٹرز لاہور)

اے چشم شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

نعرۂ رسالت دراصل ایک طرح سے اظہار محبت کا ذریعہ ہے اور یارسول اللہ کہہ کر عظمتِ مصطفیٰ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کا اقرار کیا جاتا ہے اور اس حقیقت کا اعتراف کیا جاتا ہے کہ

آپ (ﷺ) کی رہبری کے طفیل ہی ہم ظلمت و تاریکی سے نکل کر نور میں آئے ہیں کفر و ضلالت کی عمیق گہرائیوں سے آپ (ﷺ) نے ہی ہمیں نکالا ہے اور شعلہ زن جہنم کی آگ سے آپ (ﷺ) نے ہمیں بچایا ہے۔

اس سلسلے میں ہم سب سے پہلے قرآن مجید کی طرف رجوع کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام کو حرفِ ندا ''یا'' سے مخاطب فرمایا۔ مثلاً یا آدم، یا نوح، یا زکریا، یا یحییٰ، یا ابراہیم، یا موسیٰ، یا عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ جب ہم قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو ان انبیاء و مرسلین کے اسماء گرامی کے ساتھ حرفِ ندا کی بھی تلاوت کرتے ہیں اور اس کا مفہوم و ترجمہ بھی ہمارے ذہن میں ہوتا ہے تو بوقت تلاوت ہم صرف لساناً ہی انبیاء کرام کو نہیں پکارتے بلکہ ذہناً بھی پکارتے ہیں تو کیا نعوذ باللہ ہم تلاوت قرآن کرتے وقت مشرک ہو جاتے ہیں، یا پھر مخالفین و معاندین حرف ندا تلاوت قرآن کرتے وقت حرفِ ندا کی تلاوت نہیں کرتے، اگر کرتے ہیں تو پھر ان کا اپنے متعلق کیا خیال ہو گا۔

اگر یہ کہا جائے کہ یہ خطاب تو زندہ کے لئے تھا اب تو نعوذ باللہ انبیاء کرام مر کر مٹی میں مل چکے ہیں تو میں عرض کروں گا کہ نزول قرآن کے وقت کیا آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام یا جن جن انبیاء و مرسلین کو حرفِ ندا ''یا'' سے خطاب کیا گیا ہے وہ دُنیا میں جلوہ افروز تھے؟ واقعی نہیں تھے، پردہ فرما چکے تھے مگر ہزاروں سال بعد بھی ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام کے نام کے ساتھ حرف ''یا'' موجود ہے۔ نیز ہم قرآن مجید کی تلاوت بطور حکایت کرتے ہیں یا بطور انشاء؟ اگر مخالفین بطور حکایت کرتے ہیں تو بالاجماع خارج از اسلام ہیں اس لئے کہ امم سابقہ قصص و اخبار ہمارے لئے انشاء ہیں ان پر ایمان کے

لیے ہم مکلف ہیں۔ اگر بطور انشاء کے تلاوت کرتے ہیں تو حرف ندا ''یا'' بھی اس میں شامل ہے جس طرح دیگر آیات پر ایمان و عمل لازمی ہے اسی طرح حرفِ ندا ''یا'' پر ایمان و عمل لازم ہے تو یا آدم، یا نوح، یا ابراہیم کی مطاوعت میں یا نبی اللہ، یار سول اللہ، یا محمد ﷺ کہنا عین ایمان ہے۔

ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ دور سے نہ پکارو۔ مگر دور کی حد کا تعین معاندین آج تک نہیں کر سکے کہ کتنے فاصلے کے بعد پکارنا ناجائز ہے۔ جب کہ ہمیں عہد رسالت کے ایسے شواہد ملتے ہیں جس میں دور و نزدیک سے پکارا گیا اور وہ بھی یارسول کہہ کر۔ صرف بخاری شریف کو دیکھ لیجئے اس میں آٹھ سو مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حرفِ ندا ''یا'' کے ساتھ مخاطب کیا گیا ہے اور ندا دی گئی ہے۔

مخالفین نعرۂ رسالت کہتے ہیں کہ ''یا محمد'' نہ کہو اس لئے کہ وہ اب زندہ نہیں رہے ۔'' نقل کفر کفر نباشد'' ہم کہتے ہیں چلو مان لیا یا محمد نہیں کہتے مگر یہ بتایا جائے کہ موصوف کے ساتھ ساتھ اس کی صفتیں بھی ختم ہو گئیں یا نہیں، اگر کہیں کہ صفتیں بھی معدوم ہو گئیں تو یہ حضور علیہ السلام کی ابدی نبوت کا انکار ہو گا اور گر ختم نبوت اور آنحضرت ﷺ کی ابدی نبوت کو وہ تسلیم کرتے ہیں تو یہ بھی ان کا ایمان ہونا چاہیے کہ حضور اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت غیر محدود و ہر مقام پر موجود ہے اور موجود کے لئے حرفِ ندا سے پکارکے تو وہ بھی قائل ہیں۔ لہذا نعرۂ رسالت کے جواب میں یا محمد تو کوئی بھی نہیں کہتا یا رسول اللہ ہی کہا جاتا ہے تو رسالت و نبوت کے زندہ باد کہنے پر معترضین معاندین پتہ نہیں چیں بجیں کیوں ہوتے ہیں۔

امام بخاری کتاب الادب المفرد میں اور امام ابن السنّی و امام ابن بشکوال روایت کرتے ہیں۔

"یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سو گیا کسی نے کہا انھیں یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت نے بآوازِ بلند کہا۔ یا محمد اہ! فوراً پاؤں کھل گیا"۔

(کتاب الادب المفرد صفحہ نمبر 250)

امام نووی شارح صحیح مسلم رحمہ اللہ تعالےٰ نے کتاب الاذکار میں اس کا مثل حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرمایا کہ:۔

"حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس کسی آدمی کا پاؤں سو گیا تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا تو اس شخص کو یاد کر جو تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہے تو اس نے یا محمد اہ کہا، اچھا ہو گیا۔"

معلوم ہوا کہ اہلِ مدینہ میں قدیم سے یا محمد اہ کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

"حضرت بلال بن الحارث مزنی سے قحطِ عام الرمادہ میں کہ بعد خلافتِ فاروقی 18ھ میں واقع ہوا۔ ان کی قوم بنی مزینہ نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح کیجئے۔ فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے۔ انہوں نے اصرار کیا، آخر ذبح کی کھال کھینچی گئی تو نری سرخ ہڈی نکلی یہ دیکھ کر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ندا دی یا محمد اہ! پھر حضورِ

اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر بشارت دی۔ ذَکَرَہٗ فِی الکامل۔

(تاریخ کامل جلد 2 صفحہ نمبر 556 ابنِ اثیر)

"حضرت ابو عبید اللہ ابن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قنسرین کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ راستہ میں دشمنوں کے پانچ ہزار لشکر سے مڈ بھیڑ ہو گئی۔ ابھی مسلمان اس پر غلبہ بھی نہ پاسکے تھے کہ تازہ دم پانچ ہزار دشمنوں کا دستہ کمک بن کر پہنچ گیا اور مسلمان بڑی مصیبت میں پھنس گئے اس وقت نہایت بیقراری میں حضرت کعب ابن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکارا۔" یا رسول اللہ، یارسول اللہ اے اللہ کی مدد اُتر آ۔ اے مسلمانوں کے گروہ ثابت قدم رہو یہ سختی کوئی دم بھر کی ہے پھر تمہیں غالب ہو گے"۔

(فتوح الشام صفحہ نمبر 298)

خیال فرمایئے کہاں شام اور کہاں مدینہ منورہ کی قبر پُر انوار، مگر ایک صحابی رسول ہے کہ موت کے قدموں کی دھمک محسوس کرکے، مصیبتوں کی آندھیوں کے بیچ اپنے آقا، اپنے حبیب اپنے فریادرس اور اپنے رحمۃ اللعالمین کو پکار رہا ہے۔

"صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب مسیلمۃالکذاب سے جنگ لڑتے تو ان کا شعار تھا۔ کہتے وا محمداہ وا احمداہ" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

(شواہد الحق صفحہ نمبر 138)

تاریخ طبری لابن جریر میں ہے۔

”رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ ء کرام کی عادت تھی کہ جب کسی جنگ میں جاتے تو یا محمد کی ندا کیا کرتے تھے“۔

حدیث طبرانی صغیر بی بی میمونہ سے مروی ہے کہ:۔

”نبی ﷺ اپنی زوجہ مطہرہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حرث کے پاس ان کی باری کی رات میں ٹھہرے تو آپ ﷺ رات کو تہجد کے واسطے اُٹھے نماز کے واسطے وضو کرتے وقت اسی مقام میں بیٹھے ہوئے میں نے سنا کہ آپ فرماتے ہیں کہ لبیک لبیک تین مرتبہ فرمایا(یعنی میں تیرے پاس پہنچا میں تیرے پاس پہنچا۔ تو امداد کیا گیا تین دفعہ فرمایا اور اپنے وضو کرنے کے مقام میں تشریف فرماہیں کہیں دوسری جگہ بھی نہیں گئے اور نہ غائب ہوئے تو جب آپ نبی ﷺ اس جگہ سے علیٰحدہ ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایسے سنا ہے کہ آپ وضو کرنے کے مقام پر بیٹھے ہی فرما رہے تھے۔ لبیک لبیک نُصرت نُصرت۔ تین دفعہ فرمایا گویا کہ آپ کسی انسان سے کلام فرماتے ہیں۔ کیا حضور کے پاس کوئی تھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ راجز مجھ سے فریاد کرتا ہے“

اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمر بن سالم راجز کو قریش قتل کرنا چاہتے تھے تو وہ مکہ سے نکلے اور مدینہ طیبہ کا راستہ اختیار کیا جبکہ اس کو مصیبت پڑھی تو وہ عمرو بن سالم نبی ﷺ کو غائبانہ پکارتے اور آپ اس کی امداد فرماتے۔ چنانچہ ایک دفعہ راستے میں زبردست دشمن کے گھیرے میں آگئے تو اس عمرو بن سالم اصحابی نے نبی ﷺ کو پکارا اور فریاد کی کہ حضور مجھے بچایئے ورنہ دشمن قتل کر دیگا تو آپ اس وقت حضرت میمونہ بنت حرث اپنی بیوی صاحبہ کے گھر وضو فرما رہے تھے تو وہیں مدینہ طیبہ میں مقامِ وضو میں بیٹھے

ہی لبیک فرما کر راجز کے پاس اپنی حاضری کا ثبوت دیا اور نُصرت سے اس کی امداد فرما کر اس کو دشمن سے بچا لیا اور اپنی امداد کی۔ راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دی۔ چنانچہ راجز اصحابی کے اُس واقعہ سے استمداد اور آپ نے اپنی امداد غائبانہ کو اپنی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی بیان فرمایا اور جب عمرو بن سالم راجز نبی ﷺ کی غائبانہ امداد سے مدینہ طیبہ پہنچا تو اُس نے نبی ﷺ کی امداد کے متعلق چند اشعار عرض کئے ایک شعر ملاحظہ ہو۔

فالنصر رسول الله اختراعندا　　واذع عباد الله يأتو امَدَدَا

(ترجمہ) "پس تو رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگ کیونکہ آپ کی مدد ہر وقت تیار ہے اور اللہ کے بندوں کو پکار وہ تیری مدد کو پہنچیں گے"۔

یہ تمام وقعہ اور اشعار کتاب الاستیعاب جلد دوم صفحہ نمبر 446 میں میں مذکور ہے۔ بیہقی میں بھی موجود ہے۔

اس حدیث پاک سے کئی مسائل ثابت ہوئے۔

1۔ نبی ﷺ کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا۔

2۔ نبی ﷺ کو مشکل کے وقت غائبانہ فریاد کرنا۔

3۔ آپ ﷺ کا غائبانہ پکارنے والے کی پکار سُننا۔

4۔ نبی ﷺ کا فریادرسی فرمانا۔

5۔ صحابہ کرام کا بھی عقیدہ کہ حضور ﷺ ہماری فریاد سنکر ہماری فریادرسی فرماتے ہیں۔

6۔ خیر القرون میں یہی عقیدہ تھا۔

اب جو لوگ اس عقیدہ کو کفر و شرک سے تعبیر کرتے ہیں وہ خود اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں اور سوچیں کہ کون روسیاہ ہو رہا ہے اپنے ہی ہاتھوں۔ حوالے تو اور بھی دیئے جاسکتے ہیں مگر اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ غرض کہ ندائے یارسول اللہ مطلق یا نعرۂ رسالت کے جواب میں یارسول اللہ کہنا بہر طریق جائز ہے اس کی سند ہمیں قرآن مجید سے بھی ملتی ہے اور حدیثِ رسول سے بھی، اقوال و آثار صحابہ سے اور تابعین و تبع تابعین سے بھی۔ اسلاف بزرگانِ ملت و علماء و صلحاء امت کا معمول بھی رہا ہے۔ ہر آڑے وقت میں حضور علیہ السلام کو پکارا بھی ہے اور آپ (ﷺ) سے مدد طلب کی ہے۔ اب آپ خود ہی سوچیں کہ یہ مذکورہ بالا حضرات جنھوں نے یارسول اللہ کا نعرہ لگایا۔ کیا یہ مؤلفِ کتابچہ کے فتوے کے مطابق مسلمان رہے؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ میں ہے کہ:۔

> "یعنی ان سے استفتاء ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء والمرسلین اور اولیاء صالحین سے فریاد کرتے ہیں مثلاً یارسول اللہ، یا علی، یا شیخ عبد القادر جیلانی ان جیسے کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہ اور بعد اشکال اولیاء مدد فرماتے ہیں یا نہ۔

انہوں نے فرمایا۔

> "بے شک انبیاء والمرسلین اور اولیاء اور نیک علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد اشقال بھی مدد فرماتے ہیں"۔

سید جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں۔

”مجھ سے سوال ہوا کہ اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت پکارتا ہے یارسول اللہ، یا علی، یا شیخ عبدالقادر۔ مثلاً کیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

میں نے کہا ہاں اولیاء سے مدد مانگنی جائز و پسندیدہ امر ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا عنادی اور یقین کرو کہ ایسا آدمی اللہ والوں کی برکت سے محروم ہے“۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب زبدۃ الآثار تلخیص بھیجۃ الاسرار میں فرماتے ہیں۔

”حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرو اس وقت تم میرے متعلق بارگاہِ ایزدی میں سوال کیا کرو۔

جو کوئی شخص مصائب اور مشکلات میں مجھے پکارتا ہے اس کی مصیبت اور مشکل فوراً دور کر دی جاتی ہے جو شخص مجھے وسیلہ بنا کر دُعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ میرے وسیلے سے اس کی (حاجت) مشکل حل کر دیتا ہے۔

(زبدۃ الآثار صفحہ نمبر 115)

اسی ارشاد پر ہم نعروں اور دیگر مشکلات کے وقت کہتے ہیں۔

”یا غوثِ اعظم دستگیر“

باقی رہا مشکل کشا، حاجت روا، دستگیر کہنا۔ بعطاء الٰہی کہا یا لکھا جاتا ہے اور یہ القابات توحیدِ خُداوندی کا حصہ وخاصہ نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء ذات و اسماء صفات میں

سے نہیں ہیں۔ قرآن وحدیث میں مذکورہ بالا القابات کو اللہ واحد قہار کی ذات سے مختص نہیں کیا نہ قرآن و احادیث میں ان القابات کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر ہوا۔ کتابچہ کے مؤلف نے بیک جنبشِ قلم اپنے زعم جہالت و حماقت سے ان القابات کو توحید کے منافی قرار دے کر شرک کے کھاتہ میں ڈال دیا اور قرآن و احادیث سے کسی دلیل و حوالہ کی ادنیٰ سی ضرورت محسوس نہیں کی۔

مؤلفِ کتابچہ آگے بعنوان " ایک نا سمجھی " کے تحت لکھتا ہے۔

اکثر مساجد میں لوگ اس طرح لکھواتے ہیں:۔ "یااللہ" "یا محمد" یعنی اللہ کے ساتھ رسول اللہ کو بھی پکارا جارہا ہے جو صریح شرک ہے مساجد اللہ واحد کی عبادت گاہ ہوتی ہیں لیکن اس طرح مساجد کو شرک کی جگہ بنا دیا جاتا ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا۔(الجن، پ 29 ،آیت نمبر18)"اور یہ مسجدیں اللہ کی یاد کے واسطے ہیں سو مت پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو"(ترجمہ اہلحدیث)اسکے پیشِ نظر اپنی مسجدوں میں اصلاح کیجئے۔

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر30)

مؤلفِ کتابچہ کے نزدیک اللہ کے ساتھ رسول کو پکارنا صریح شرک ہے تو پھر ان کو چاہیے کہ کلمہ پڑھنا ہی چھوڑ دیں کیونکہ کلمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کا نام اپنے ساتھ رکھا ہے۔ ذرا غور تو کرو کہ ہمارا کلمہ شریف ہے۔لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہ۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا رکھا ہے اب جو لوگ کفر و شرک کی آڑ لے کر جُدا کرنا چاہتے ہیں۔ کیا اُن میں اتنی سکت ہے کہ اللہ تعالیٰ عزو جل سے لڑائی لڑ سکیں۔ تو مؤلفِ کتابچہ کا یہ کہنا کہ مساجد کو یااللہ، یا محمد لکھ کر شرک کی جگہ بنا دیا جاتا ہے تو پھر یہ لوگ اپنے فتوے کی رو سے اپنی مساجد میں کلمہ طیبہ بھی نہیں لکھیں گے اور اگر

لکھیں گے تو اپنے فتوے کے تحت خود ہی کفر و شرک میں مبتلا ہوں گے۔لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

دیکھئے کہ نماز جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اس میں بھی اپنے حبیب ﷺ کا نام اپنے نام کے ساتھ رکھا بلکہ پکارا جاتا ہے۔ چاہے کوئی دھیمی آواز سے یا دل کی آواز سے۔ یعنی ایھا النبی۔ تو کیا یہ شرک ہے اور اس شرک کی وجہ اہلحدیث لوگ نماز پڑھنا بھی چھوڑ دیں گے۔ دیکھئے ان کا فتویٰ ان کو کہاں سے کہاں تک لے جائے گا۔

لطیفہ:۔ ایک صاحب جو ایسی مسجد میں نماز پڑھنے کے مخالف تھے جس میں یا اللہ، یا محمد لکھا ہو۔ ایک ایسی بس میں سفر کر رہے تھے جس کے اندر سامنے کے حصے پر نمایاں حروف میں لکھا تھا۔ یا اللہ۔ یا محمد۔ ان کے واقف حال نے اُن سے کہا کہ جناب! آپ کو تو ایسی بس میں بھی سفر نہیں کرنا چاہیے۔ جس میں یا اللہ، یا محمد لکھا ہوا ہے۔ وہ صاحب جواب کیا دیتے کھسیانے سے ہو کر خاموش رہ گئے۔

مؤلف، کتابچہ نے اپنی دلیل میں جو آیت پیش کی ہے تو وہ آیت بھی اُن کے لئے دلیل نہیں بن سکتی۔ پہلے آیت کا ایمان افروز ترجمہ کنز الایمان ملاحظہ فرمائیے۔

"اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو"۔

مطلب یہ ہے کہ مسجد میں غیر خُدا کی عبادت جرم ہے جیسا کہ کفارِ عرب خاص کعبہ میں بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسجد میں کسی کو آواز دینا یا پکارنا منع ہے۔ التحیات میں ہم حضور (ﷺ) کو ندا اور پکارتے۔ پتہ چلا کہ مؤلفِ کتابچہ کا عقیدہ سراسر باطل ہے۔

مؤلف کتابچہ نے بعنوان " اللہ کے حضور قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کس کے خلاف؟" کے تحت یہ آیات لکھتا ہے۔
وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۔ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۔ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ؕ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۔ (الفرقان، پ 19 ، آیت نمبر 27 تا 30) "اور نافرمان شخص جس دن اپنے ہاتھ کاٹے گا اور کہے گا اے کاش! میں نے رسول کے ساتھ رستہ اختیار کیا ہوتا۔ ہائے میری کمبختی کاش! میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا، اُس نے مجھے ذکر و نصیحت سے جبکہ وہ میرے پاس آچکی تھی بہکا دیا۔ اور شیطان (ہمیشہ سے) انسان کو رُسوا کرنے والا ہے، اور اور رسول اللہ (ﷺ) کہیں گے اے میرے رب! میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا تھا"۔

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 31)

ایمان افروز ترجمہ کنزالایمان ملاحظہ فرمائیے۔

"اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبا چبا لے گا کہ ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی۔ وائے خرابی میری ہائے کسی طرح میں نے فلانے کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ بیشک اس نے مجھے بہکا دیا۔ میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے اور شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا ہے اور رسول نے عرض کی کہ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل ٹھہرالیا"۔

شانِ نزول: ۔ یہ آیت عقبہ بن حیط کے متعلق نازل ہوئی جس نے اولاً کلمہ پڑھ لیا تھا پھر ابی بن خلف کے کہنے سے مرتد ہو گیا۔ حضور ﷺ نے اس کے قتل کی خبر دی۔ چنانچہ وہ بدر میں مارا گیا۔ ابی بن خلف اس کا دوست تھا اسے قیامت میں اس کی دوستی پر ندامت ہو گی۔ آیت کا نزول اگرچہ خاص ہے مگر اس کا حکم عام ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں۔ اچھوں سے اُلفت، بُروں سے نفرت۔ اسلئے کفار ان دونوں پر کفِ افسوس ملیں گے۔ کفار سے دینی محبت رکھنی کفر ہے اور دُنیاوی محبت ضعفِ ایمان۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے مقرب بندے قیامت میں اپنے متوسلین کو بے مدد نہ چھوڑیں گے ان کی مدد فرمائیں گے۔ لہٰذا دُنیا میں اچھوں کو دوست بنانا ضروری ہے جن کی مدد قیامت میں کام آئے۔ حضور علیہ السلام نے دُنیا ہی میں رب سے یہ شکایت کی یا قیامت میں فرمائیں گے کہ کسی نے اسے (قرآن کو) جادو کہا، کسی نے کہانت اور کسی نے شعر۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ مؤلفِ کتابچہ کا مذکورہ بالا آیات اپنے مذموم عقیدے کی دلیل میں پیش کرنا نری جہالت وحماقت پر مبنی ہے۔

مؤلفِ کتابچہ نے مذکورہ بالا عنوان کے تحت یہ آیات لکھتا ہے۔

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ۔ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ۔ (الانعام، پ 7، آیت نمبر 63-64) ”پوچھئے کون ہے جو تمہیں خشکی اور تری کی تاریکیوں سے نجات دیتا ہے تم اس کو گڑ گڑا کر اور چپکے چپکے پکارتے ہو (اور کہتے ہو) کہ اگر ہم کو اس (مصیبت) سے اللہ بچالے تو البتہ ہم ضرور شکر گزار ہوں گے۔ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو اس سے نجات دیتا ہے اور ہر بے چینی سے بھی، پھر بھی اس کے ساتھ تم شریک ٹھہراتے ہو“۔ (ترجمہ اہلحدیث)

(مشکل کشا کون؟ صفحہ نمبر 31)

ایمان افروز ترجمہ کنزالایمان ملاحظہ فرمائیے۔

”تم فرماؤ وہ کون ہے جو تمہیں نجات دیتا ہے جنگل اور دریا کی آفتوں سے جسے پکارتے ہو گڑ گڑا کر اور آہستہ کہ اگر وہ ہمیں اس سے بچادے تو ہم ضرور احسان مانیں گے تم فرماؤ اللہ

تمہیں نجات دیتا ہے اس سے اور ہر بے چینی سے پھر تم شریک ٹھہراتے ہو"۔

کفار جب جنگل یا سمندر میں پھنس جاتے تھے تو یہ دُعائیں کرتے تھے پھر نجات پاکر کفر پر ہی قائم رہتے تھے یہاں دُعا مانگنے پر عتاب نہیں بلکہ اپنا وعدہ پورا نہ کرنے پر اظہار غضب ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دُنیا میں کفار کی بعض دُعائیں قبول ہو جاتی ہیں کہ کفار جو مصیبت میں پھنس کر نجات کی دُعا کرتے تھے۔ رب انھیں نجات دے دیتا تھا۔ شیطان نے اپنی درازیٔ عمر کی دُعا کی جو قبول ہوئی۔

یہ حقیقت ہے کہ کافروں کے بارے میں وارد آیات مومنوں پر، اور بتوں سے متعلق آیات انبیاء پر چسپاں کرنا مشرکین اور خوارج کا وطیرہ رہا ہے اور مؤلفِ کتابچہ نے جس کا دل کھول کر ثبوت فراہم کیا ہے۔ قرآن پاک کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيۡرًا ۙ وَّيَهۡدِىۡ بِهٖ كَثِيۡرًا ؕ

(البقرہ، پ 1، آیت نمبر 26)

(ترجمہ) "اس کے سبب بہت لوگوں کو گمراہی میں ڈالتا ہے اور بہت لوگوں کو ہدایت دیتا ہے"۔

صحابہ ٔ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کے مطالب نبی اکرم ﷺ سے حاصل کیئے، کامیاب ہوئے، مشرکین منافقین اور خوارج نے اپنی عقل کو امام بنایا، گمراہی کے گڑھے ان کا مقدر رہوئے۔

لہذا کافروں کے بارے میں نازل آیات مسلمانوں پر اور بتوں کے بارے میں وارد آیات انبیاء پر چسپاں کرکے یہ ناکام تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کسی

کی امداد نہیں کر سکتے اور ان سے مدد مانگنا ناجائز ہے۔ اب تو یہ مؤلفِ کتابچہ ہی بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے یہ کرتب مشرکین مکہ سے سیکھا۔ یا خوارج سے ؟

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

''جب کسی نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا تو وہ کفر دونوں میں سے کسی پر ضرور پلٹ کر آئے گا''۔(رواہ مسلم)

فائدہ:۔ جسے کافر کہا اگر وہ واقعی کافر ہے تو بجا ہے ورنہ وہ کفر کہنے والے پر پلٹ کر آئے گا جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ جب اپنے بھائی کو کافر کہا تو دونوں میں سے ایک پر کفر واجب گیا۔(نووی شرح مسلم)

اس سے مسلمانوں کو کافر کہنے والے سوچیں کہ جنھیں تم کافر کہہ رہے ہو اگر وہ کافر نہیں بلکہ مسلمان ہیں جب کہ ظاہر بھی بتاتا ہے کہ وہ کلمہ گو ہیں اور اسلام کی ضروریات کے قائل ہیں جن باتوں سے تم ان کو کافر کہہ رہے وہ خود کو اس سے بیزار سمجھتے ہیں لیکن تم اپنی نفسیاتی ہوس پر کافر کہہ دیا تو یقین کرو کہ پھر تم خود کافر ہو گئے۔ پھر جو آخرت میں کافر کا انجام برباد ہے تمہارا انجام بھی برباد ہو گا کسی مسلمان سے اولیاء، انبیاء علیہم السلام مدد مانگنے کا عقیدہ سننا تو فوراً فتویٰ کفر جڑ دیا کہ یہ مشرک، یہ کافر ہے وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ وہ بار بار اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرتا ہے اور رسالت کی تصدیق کرتا ہے اور مدد سے بھی مراد و وسیلہ لیتا ہے جیسے عام رواج میں دوسرے سے مدد کا مطلب اس کے وسیلہ اور ذریعہ و سبب مراد ہوتا ہے۔ جیسے حاکم، حکیم اور ڈاکٹر وغیرہ سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ وہ یقیناً مسلمان ہے لیکن جو خواہ مخواہ اسے مشرک کہے گا تو وہ یقین کرلے کہ یہ فتویٰ خود اس پر لوٹ آئے

گا اور کل قیامت میں وہ مسلمان تو بحکم حدیث مذکور جنت میں جائے گا لیکن ظالم مفتی اپنے فتویٰ کی وجہ سے بحکم حدیث بالا جہنم میں جائے گا کہ اپنے فتویٰ کی نحوست سے وہ خود کافر ہو گیا۔

اولیاء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین کے عقائد کیا تھے؟ آیئے اُن پاک باز ہستیوں کے عقائد بیان کرتے ہیں کہ یہی تو راہِ ہدایت پر ہیں۔

غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

حضرت علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ کئی معتبر راویوں کا بیان ہے کہ:۔

> ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کی مجلس کے اوپر سے ایک چیل چیختی چلاتی اُڑتی ہوئی گزری۔ جس سے مجلس کے لوگوں کو اُلجھن ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ یَارِیحُ خُذِیْ رَاسَ ھٰذِہِ الْحِدَاۃ یعنی اے ہوا اس چیل کا سر کاٹ لے۔ یہ کہتے ہی چیل مردہ ہو کر زمین پر گر پڑی۔ ایک طرف اس کا سر اور دوسری طرف اس کا دھڑ گرا۔ آپ نے کرسی سے اُتر کر اس کو ایک ہاتھ سے اُٹھا کر دوسرا ہاتھ اس پر پھیرا اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھی وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو کر اُڑ گئی اور سب لوگ دیکھتے رہے۔

(بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر 65)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عقیدہ تھا کہ خُدائے تعالیٰ نے ان کو ہوا پر حکومت بخشی ہے اسی لئے انھوں نے ہوا کو حکم دے کر چیل کا سر کٹوا دیا۔ دوسرا عقیدہ یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مردہ چیل کو دوبارہ زندہ کر دینے کا اختیار عطا فرمایا ہے۔

ابو الفرح بن حمامی کا بیان ہے کہ:۔

میں حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامتوں کو سن کر یقین نہیں کرتا تھا اور ان کے ہونے کو ناممکن سمجھتا تھا لیکن حضرت سے ملاقات کرنے کا شوق رکھتا تھا اتفاقاً ایک ضرورت سے مجھے باب الازج جانا پڑا۔ واپسی پر ملاقات کی غرض سے میں حضرت کے مدرسہ میں گیا۔ اس وقت مسجد میں نماز کی اقامت ہو رہی تھی میں نے سوچا کہ میں بھی عصر کی نماز ادا کرکے حضرت سے شرفِ ملاقات حاصل کرتا چلوں۔ لیکن جلدی میں مجھے نہیں یاد رہا کہ میں باوضو نہیں ہوں اور جماعت میں شامل ہو کر نماز میں نے پڑھ لی۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز اور دُعا سے فارغ ہونے کے بعد میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا صاحبزادے ! اگر میرے پاس تم کوئی حاجت لے کر آتے تو میں اسے ضرور پوری کر دیتا لیکن تمہاری غفلت کا تو یہ حال ہے کہ تم نے بغیر وضو ہی کے نماز پڑھ لی۔

(قلائد الجواہر صفحہ نمبر 108)

بے وضو نماز پڑھنے کو جان لینا یہ غیب کی خبر ہے جس کو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرما کر اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ مجھے اللہ کی عطا سے غیب کا علم بھی حاصل ہے۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ فتوحات مکیہ میں شیخ اکبر تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

سنہ 526ھ سال تھا ہماری مجلس میں ایک عالم آیا جو فلاسفہ کے مسلک کا پیرو تھا اور نبوت کا اثبات جس طرح مسلمان کرتے ہیں وہ نہیں کرتا تھا۔ خوارقِ عادات اور انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا منکر تھا۔ اتفاقاً وہ جاڑے کا موسم تھا اور ہماری مجلس میں انگیٹھی جل رہی تھی۔ آگ کو دیکھ کر اس فلسفی نے کہا عوام کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا گیا تھا مگر وہ جلنے سے محفوظ رہے لیکن یہ ایک امر محال ہے کیونکہ آگ کا کام بالطبع جلانا ہے یعنی ان چیزوں کو جلادے جن میں جلنے کی صلاحیت موجو ہو۔ پھر بطور تاویل کہنے لگا کہ قرآن پاک میں جو آگ مذکور ہے اس سے مراد نمرود کی آتشِ غضب ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے سے وہی غضب کی آگ مراد ہے جو نمرود نے ان پر غضب و غصہ کیا اوران کے نہ جلنے سے مقصود یہ ہے کہ اس غضب کا ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ کیونکہ ابراہیم علیہ السلام دلیل و حجت سے اس پر غالب آگئے تھے۔ جب فلسفی یہ تقریر کر کے خاموش ہوا تو مجلس کے بعض حاضرین نے خیال کیا کہ میں (شیخ اکبر) اس سے ضرور کچھ کہوں گا۔ چنانچہ یہ سُن کر میں نے اس فلسفی سے کہا کہ تم قرآنی

قصہ کا انکار کرتے ہو۔ میں تم کو دکھاتا ہوں اور اس سے مقصود یہ ہے کہ معجزہ کا انکار ختم کرا دیا جائے نہ کہ میں اپنی بزرگی دکھاؤں۔ اس نے کہا اس کے خلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ سُن کر میں نے کہا اس انگیٹھی میں وہی آگ ہے جس کے بارے میں تم کہتے ہو کہ یہ بالطبع جلانے والی ہے؟ اس نے کہا ہاں یہ وہی آگ۔ بس میں نے اس انگیٹھی کو اُٹھا کر اس کے دامن میں اُلٹ دیا اور ایک عرصہ تک اسی طرح اس کے دامن میں رہنے دی اور اس کے دامن میں اس کو اپنے ہاتھ سے اُلٹ پلٹ کرتا رہا مگر اس کے کپڑے پر اس آگ کا بالکل اثر نہیں ہوا۔ میں نے فلسفی سے کہا اپنا ہاتھ اس میں ڈالو۔ جب وہ اپنا ہاتھ اس آگ کے قریب لے گیا تو اس کا ہاتھ جلنے لگا۔ تب میں نے اسے کہا اب تو یہ بات ظاہر ہوگئی کہ آگ کا جلانا یا نہ جلانا خُدائے تعالیٰ کے حکم سے ہے نہ یہ کہ اس کی طبیعت خاصہ ہے۔ فلسفی نے اس بات کا اقرار کیا اور ایمان لے آیا۔

(نفحات الانس صفحہ نمبر810)

حضرت شیخ اکبر علیہ الرحمۃ والرضوان نے فتوحات مکیہ میں اس واقعہ کو تحریر فرما کر اپنا یہ عقیدہ ساری دُنیا والوں کے سامنے واضح کر دیا کہ خُدائے تعالیٰ نے مجھے تصرف کی وہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ آگ بھی ہمارے قابو میں ہے۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

حضرت داتا گنج بخش ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

حضرت جنید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ایک مرید آپ سے ناراض ہو گا اور سمجھا کہ اسے بھی مقام حاصل ہو گیا ہے۔ اب اسے شیخ کی ضرورت نہیں رہی ایک دن وہ آپ کا امتحان لینے کے لئے آیا۔ حضرت جنید اس

کے دل کی کیفیت سے آگاہ ہو گئے۔ اس نے کوئی بات پوچھی آپ نے فرمایا۔ لفظی جواب چاہتے ہو یا معنوی؟ مرید نے کہا دونوں جواب چاہتا ہوں۔ فرمایا لفظی جواب تو یہ ہے کہ اگر تو اپنا امتحان کر لیا ہوتا تو میرا امتحان لینے یہاں نہ آتا۔ اور معنوی جواب یہ ہے کہ میں نے تجھے ولایت سے خارج کیا۔ اس جملہ کے فرماتے ہی مرید کا چہرہ کالا ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا تجھے خبر نہیں کہ اولیاء واقف اسرار ہوتے ہیں۔

(کشف المحجوب صفحہ نمبر209)

علامہ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ والرضوان کا عقیدہ

آپ تحریر فرماتے ہیں۔

جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس بلند مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کُنْتُ لَہٗ سَمْعًا وَّبَصرًا فرمایا ہے تو جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دور ونزدیک کی آواز کو سُن لیتا ہے اور جب وہی نور اس کی بصر ہو جاتا ہے تو وہ دور ونزدیک کی چیزوں کو دیکھ لیتا ہے اور جب یہی نور جلال اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ بندہ آسان و مشکل اور نزدیک ودور کی چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد5 صفحہ نمبر480)

علامہ رازی نے اس عبارت سے اپنا عقیدہ صاف لفظوں میں بیان فرما دیا۔ اہلسنت کا بھی یہی

عقیدہ ہے۔

علامہ قاضی عیاض مالکی اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا عقیدہ

حضرت علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ الرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

”جب گھر میں کوئی نہ ہو تو تم کہو اے نبی! آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں“

(شفاء شریف جلد2 صفحہ نمبر52)

اس عبارت کی شرح میں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

”اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں مں موجود ہے“۔

(شرح شفا ملا علی قاری مع نسیم الریاض جلد3 صفحہ نمبر464)

ان عبارتوں سے حضرت علامہ قاضی عیاض اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے اپنا عقیدہ واضح کر دیا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر و ناظر ہیں۔ سب مسلمانوں کے گھروں میں ان کی روح مبارک موجود ہے ان پر سلام عرض کیا جائے گا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

”آپ فرماتے ہیں کہ:۔

میرے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن عصر کے وقت میں مراقبہ میں تھا کہ غیبت کی کیفیت طاری ہو گئی میرے لیے اس وقت کو چالیس ہزار برس کے برابر وسیع کر دیا

گیا اور اس مدت میں آغاز آفرینش سے روز قیامت تک پیدا ہونے والی مخلوق کے احوال و آثار کو مجھ پر ظاہر کر دیا گیا“۔

(انفاس العارفین صفحہ نمبر 95)

حضرت شاہ عبد الرحیم پر ابتدائے آفرینش سے قیامت تک پیدا ہونے والی مخلوق کے احوال کا ظاہر ہونا۔ یہ غیب کا علم ہے اور یہی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا عقیدہ ہے۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

آپ تحریر فرماتے ہیں۔

”شرح مقاصد میں ہے کہ قبروں کی زیارت اور نیک لوگوں کے نفوس سے وفات کے بعد فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔ بیشک وفات کے بعد نفس کا بدن اور قبر کے ساتھ ایک تعلق رہتا ہے لہذا جب کوئی شخص اس کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور میت کے نفس کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو دونوں نفسوں کے درمیان ملاقات اور فیضان کا تعلق قائم ہو جاتا ہے اس میں اختلاف ہے کہ زندہ کی امداد قوی ہے یا میت کی۔ بعض محققین نے میت کی امداد کو قوی قرار دیا ہے۔ بعض حضرات نے اس سلسلے میں روایت کی ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا جب کسی کام میں حیران ہو جاؤ تو قبر والوں س مدد طلب کرو۔ شیخ اجل حضرت عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مشکوٰۃ کی شرح میں فرمایا کہ کتاب و سُنت نیز اقوال سلف میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی جو اس کے مخالف و منافی ہو اور اس بات کو رد کرے۔

(فتاویٰ عزیزیہ جلد 2 صفحہ نمبر 108)

اس تحریر سے شاہ صاحب کا عقیدہ واضح ہو گیا کہ بزرگانِ دین کے مزاروں کی زیارت کرنا اور اپنی مشکلات کے حل ہونے کے لیے ان سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔

مخالفین کا حال

اہلحدیث کے نامور محدث و مفسر وحید الزماں نے لکھا ہے۔

سید (صدیق حسن) نے اپنی بعض توالیف میں بدیں الفاظ ندا کی ہے۔

"قبلہ دیں مددے کعبہ ایماں مددے ابن قیم مددے قاضی شوکاں مددے"

(ہدیۃ المہدی صفحہ نمبر 23)

اس میں ندا بھی کی جارہی ہے اور مدد بھی مانگی جارہی ہے۔ کیا توحید توحید کی رٹ لگانے والے اپنے محدث و مفسر پر کفر کا فتویٰ لگائیں گے؟ ورنہ ان کے فتوے کی رو سے آپ خود فیصلہ کرلیں۔

جدید تالیف "کرامات اہل حدیث" مؤلفہ مولوی عبدالمجید سوہدری شاگرد مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی۔

"کرامات مولانا عبدالرحمن صاحب لکھوی نمبر 3"

موضع لکھو کی سے کچھ فاصلہ پر ایک جیمل نامی گاؤں تھا جہاں کا سردار جلال الدین عرف جلو بہت بڑا زمیندار تھا اور کئی گاؤں کا مالک تھا جلو کے ہاں اولاد نہ ہوئی تھی۔ اس نے کئی بیویاں کر رکھی تھی مگر پھر بھی اولاد سے محروم تھا۔ پنجاب میں یہ رواج ہے کہ جب کسی کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو تو وہ پیروں، فقیروں، جوگیوں، مست قلندروں، خانقاہوں

اور قبروں کی طرف رجوع کرتا ہے اور ان سے اولاد چاہتا ہے۔ جلو بھی اسی خیال کا آدمی تھا اور جہاں کسی فقیر کا پتہ چلتا تھا وہیں اُٹھ دوڑتا تھا ایک بار اسے پتہ چلا کہ فیروز پور شہر میں ایک مستانہ ہے جو مجذوب ہے اور بالکل ننگ دھڑنگ ہے وہ اس کے پاس گیا اور اس سے بیٹا مانگا۔ مجذوب بولا نالائق اگر بیٹا لینا ہے تو لکھو کی جا۔ جلو نے دل میں کہا کہ وہاں تو سب وہابی ہیں بھلا وہاں بیٹا کیسے ملے گا۔ مجذوب نے کہا نالائق جاتا نہیں تجھے بیٹا یہاں سے نہیں بلکہ وہاں سے ملے گا۔ جلو اس مستانہ کے ارشاد پر لکھو کی پہنچا اور مولانا عبدالرحمن سے سارا قصہ بیان کر دیا۔ مولانا عبدالرحمن صاحب نے کہا کہ میں دُعا تو کر دیتا مگر تو منکر قرآن ہے تیرے حق میں میری دُعا قبول نہ ہو گی۔ جلو نے کہا میں نے کب قرآن کا انکار کیا۔ آپ نے پوچھا کہ تیری کتنی بیویاں ہیں۔ اس نے کہا کہ سات۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن تو چار سے زیادہ اجازت نہیں دیتا۔ پھر تو نے سات کیوں کیں۔ اس نے کہا جو حکم ہو میں اس پر عمل کروں آپ نے فرمایا کہ تین کو یہیں طلاق دے دے۔ گاؤں میں مسجد بنوا خود نماز پڑھنے کا اقرار کر اور دوسروں کو بھی نماز کی تلقین کر تو میں تیرے لئے دُعا کرتا ہوں۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے دُعا فرمائی۔ خُدا کی قدرت اگلے سال اسکے ہاں فرزند تولد ہوا"۔

اس کرامت میں کتنے شرک موجود ہیں۔

غیر اللہ کی طرف جانا، اولاد طلب کرنا، قبروں پر جانا، اولاد مانگنا اور لکھو کی بیٹا لینے بھیجنا پھر عبد الرحمن صاحب نے ان تمام شرکوں سے نہ تو توبہ لی اور نہ تجدید ایمان کرائی بلکہ غیب کی خبر بتائی کہ تو منکر قرآن ہے یعنی سات بیویوں کو نکاح میں رکھنے والا۔ اس عمل کے خلاف قرآن کو قرآن کا انکار قرار دیا پھر اولاد بھی عطا فرمادی کہ اگلے سال فرزند پیدا ہو گیا۔ نیز مولوی عبد الرحمن کی فقاہت اور عقل مندی کی داد دیجئے۔ سات بیویوں کا علم جو غیب میں تھا اس کو جان لیا۔ اس پر تو اس کو منکر قرآن کہہ دیا اور غیر اللہ پیروں فقیروں اور قبروں سے اولاد مانگنا جو ان کے دھرم میں شرک ہے اس سے نہ تو توبہ لی اور نہ تجدیدِ ایمان ضروری ہوا۔ مگر یہاں خلاف قرآن اس کے ترک نماز پر نہ تو تنبیہ کی اور نہ توبہ لی اور نہ تجدیدِ ایمان۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ے نہ تم طعنہ دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

مولوی عبد المجید سوہدری اپنے ایک مولوی قاضی سلیمان منصور پوری کی کرامت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"جب آپ حج کو جا رہے تھے تو فرمایا کہ عبد العزیز کے ہاں لڑکا پیدا ہو گا (یعنی اپنا پوتا) اس کا نام معز الدین حسن رکھنا چنانچہ ایسا ہی ہوا"۔

(کرامات اہلحدیث صفحہ نمبر 25)

تعجب ہے کہ جو لوگ جو بات انبیاء و مرسلین اور اولیاء کاملین میں نہیں مانتے وہ اپنے مولویوں میں بڑی فراخدلی سے مان جاتے ہیں۔

مولوی غلام رسول قلعوی کی کرامات کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

”ایک بار قلعہ میہان سنگھ میں ایک حجام (نائی) آپ کی حجامت بنا رہا تھا کہ اس نے شکایت کی کہ حضور میرا بیٹا کئی سال سے باہر گیا ہوا ہے اب جس کا ہمیں کچھ پتہ نہیں کہ کہاں ہے زندہ ہے یا مر گیا ہے بس ایک ہی بیٹا تھا اس کی فکر میں تو ہم مرے جا رہے ہیں (آپ مولوی غلام رسول قلعوی) تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا میاں وہ تو گھر بیٹھا ہے اور روٹی کھا رہا ہے جاؤ بیشک جا کر دیکھ لو حجام گھر گیا تو سچ مچ بیٹا آیا ہوا تھا اور کھانا کھا رہا تھا۔ بیٹے سے ماجرا پوچھا تو اس نے کہا کہ ابھی ابھی میں سکھر سندھ میں تھا۔ معلوم نہیں مجھے کیا ہوا اور کیونکر طرفۃ العین یہاں پہنچ گیا۔

(کرامات اہلحدیث صفحہ نمبر14-15)

ملاحظہ ہو کس فراخدلی اور حسنِ عقیدت سے اپنے مولوی کے علم غیب کا اقرار کر رہے ہیں اس کی قدرت و طاقت کا اعتراف کر رہے ہیں اور مان رہے ہیں کہ مولوی غلام رسول قلعوی کو گھر بیٹھے حجامت کراتے یہ علم غیب تھا کہ حجام کا بیٹا سکھر سندھ میں ہے پھر مولوی صاحب نے اپنی جان آصف بن برخیا کے انداز میں اپنی روحانی طاقت سے اس حجام کے بیٹے کے دل و دماغ پر اثر ڈالا پھر اپنی بزعمِ خود خود روحانی طاقت اس کو بغیر کسی سواری کے آنکھ جھپکنے سے پہلے قصہ میہان سنگھ ضلع گوجرانوالہ پہنچا دیا اور اپنے گھر بیٹھے مولوی صاحب نے حجام کو یہ بھی بتا دیا کہ تیرا بیٹا تیرے گھر آ چکا ہے اور روٹی کھا رہا ہے اور نہ یہ کہا اور لکھا کہ مولوی صاحب نے یہ کہا ہو کہ میں دُعا کرتا ہوں اللہ اسے گھر بھیج دے گا یا اللہ کے فضل

سے یا اللہ کی دی ہوئی طاقت سے مولوی غلام رسول قلعوی نے تمہارا بیٹا واپس بلا دیا۔ نہ انشاء اللہ نہ بفضلہ تعالیٰ کچھ بھی نہیں، سکھر تک مولوی صاحب کا دستِ کرامت و دستِ تصرف کام کر رہا تھا حجام کا لڑکا تخت بلقیس کی طرح زیر زمین آیا یا براق برق رفتار پر سوار ہو کر چشم زدن میں گھر پہنچا۔ کہاں سکھر سندھ اور کہاں قلعہ میہان سنگھ گوجرانوالہ۔ مگر اہلحدیث مولوی نے آنکھ جھپکنے سے پہلے حجام کے لڑکے کو سکھر سے گوجرانوالہ پہنچا دیا۔ بتایئے کہ کرامت یا یہ تصرف و قدرت غوث کے معنی سے زیادہ شرک افروز اور توحید سوز ہے یا نہیں؟ اہلحدیث کے اپنے عقیدہ و مسلک کے اعتبار سے بکثرت شرکیات کا مجموعہ ہے یا نہیں؟ اور اس کرامت سے مولوی صاحب نے حجام کی مشکل کشائی حل کی یا نہیں؟

وہابیوں (اہلحدیثوں) کے امام الاکابر مولوی اسماعیل غزنوی نے اپنے نجدی علامہ سیلمان بن سحمان کی کتاب "اَلْہَدِیَّۃُ السَّنِیۃ" کا اردو ترجمہ "تحفہ وہابیہ" کے نام سے لکھا اور آفتاب برقی پریس امرت سر سے شائع کیا ہے جس کے ٹائٹل کے اندرونی صفحہ پر "بحکم جلالۃ الملک امام عبد العزیز بن عبد الرحمن السعود" لکھا ہے۔

یہ جل جلالہٗ اللہ تعالیٰ کی بڑائی و عظمت و بزرگی کے لئے ہے لیکن اس کتاب تحفہ وہابیہ میں سعودی بادشاہ جلالتہ الملک لکھ کر خُدائی صفات میں شامل کر دیا۔ کیا یہ کُھلا شرک نہیں؟ کیا جلالتہ الملک یا جل جلالہٗ حضور علیہ السلام نے اپنے لئے استعمال فرمایا، یا صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کو جلالتہ الملک یا جل جلالہٗ کہا یا حضرات صحابہ کرام نے سیدنا صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جلالتہ الملک، جل جلالہٗ کہا، کیا ثبوت ہے؟

ے اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خُدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

مولوی عبدالمجید سوہدری اہلحدیث نے اپنے مولوی قاضی سیلمان صاحب منصور پوری کی کرامت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"صوفی حبیب الرحمن صاحب کا بیان ہے کہ 1910ء میں جب حضرت ضیاء معصوم صاحب مرشد امیر حبیب اللہ خان شاہ کابل جب پٹیالہ تشریف لائے تو انہوں نے سرہند جانے کے لیے قاضی جی کو اپنے ساتھ لیا۔ حضرت ضیاء معصوم صاحب جب روضہ حضرت مجدد الف ثانی پر مراقبہ کے لیے بیٹھے تو قاضی (مولوی سیلمان اہلحدیث) جی نے دل میں کہا شاید ان بزرگوں نے آپس میں کوئی راز کی بات کہنی ہو ان سے الگ ہو جانا چاہیے۔ ابھی آپ اپنے جی میں یہ خیال لیکر اُٹھے ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا کہ سیلمان بیٹھے رہو۔ ہم کوئی بات تجھ سے راز نہیں رکھنا چاہتے۔ صوفی صاحب کا بیان ہے کہ قاضی (سیلمان پوری) صاحب نے بعض دوستوں سے ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ واقعہ مراقبہ یا مکاشفہ کا نہیں بلکہ بیداری کا ہے"۔

(کرامات اہلحدیث صفحہ نمبر22)

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سُنّی حنفی نقشبندی بزرگ تھے ان کا مزار اور گبند و آستانہ پختہ بنا ہوا ہے وہاں پر اکابر وہابیہ واہلحدیث کا

حاضر ہونا اور عالم بیداری میں چشمِ سر کے ساتھ یہ دیکھنا کہ کئی سو سال پہلے وصال فرمانے والے سُنّی حنفی نقشبندی بزرگ اپنے مزار اقدس قبر انور میں زندہ ہیں۔ دل کے ارادوں اور دل کی باتوں اور خیالوں سے آگاہ ہیں انھیں یہ بھی پتہ ہے کہ اہلحدیث وہابی مولوی قاضی سیلمان منصور پوری ان کی قبر پر حاضر ہے وہ اُٹھ کر جانا چاہتا ہے وہ کئی سو سال پہلے انتقال فرمانے کے باوجود اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور تصرف فرماتے ہیں قاضی جی کا جاتے ہوئے ہاتھ پکڑ لیتے ہیں اس سے بڑھ کر سُنّی حنفی مسلک کی حقانیت اور صداقت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ وہ مجدد الف ثانی جو وہابی، اہلحدیث قاضی جی کا جاتے ہوئے ہاتھ پکڑ سکتے ہیں اگر پختہ مزار پختہ قبر اور گبند ناجائز ہوتے یا بقول وہابیہ مؤلف کتابچہ شرک و بدعت ہوتے وہ مجدد الف ثانی کس طرح برداشت کر سکتے تھے۔

وہابیوں (اہلحدیثوں) کے نزدیک احمد مختار ﷺ انتقال کے بعد پھر دُنیا میں تشریف نہیں لا سکتے مگر اپنے مولوی ثناء اللہ امر تسری کو مرنے کے بعد پھر دُنیا میں آنے کے متعلق اس طرح عرض گزار ہیں۔

پھر رہے ہیں منکرینِ حق کیے سر بُلند
لے کے آ جا اپنی تیغِ زباں سیفِ قلم

(سیرت ثنائی صفحہ نمبر409)

وہابیوں (اہلحدیثوں) کے نزدیک السلام علیک یارسول اللہ کہنا شرک و کفر ہے مگر ثناء اللہ امر تسری پر حرفِ ندا سے سلام بھیجنا جائز ہے۔

السلام اے ابنِ بدروں و فلاطون کے عدیل
نور بھر دے قبر میں تیری خداوند جلیل
السلام اے ضیغمِ اسلام فاتح قادیان

(ثناء اللہ امر تسر کو فاتح قادیان کہنا سراسر جھوٹ پر مبنی ہے)

وہابیوں (اہلحدیثوں) کے نزدیک نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ واآلہ وسلم کا یومِ میلاد منانا اور تعینِ یوم بدعت ہے مگر مولوی ثناء اللہ امر تسری کا دن منانے کے لیے تمام وہابیوں (اہلحدیثوں) سے اپیل کی جارہی ہے کہ:۔

"جس دن حضرت مولانا (ثناء اللہ امر تسری) زخمی ہوئے (29 شعبان) ہمیشہ کے لیے یوم التبلیغ بنایا جائے اور اس دن سب اہلحدیث دن بھر سب کام چھوڑ کر مذہب اہلحدیث کی طرف اغیار کو کھلے کھلے لفظوں میں صاف صاف دعوت دیں۔

(شمع توحید صفحہ نمبر 44)

نواب صدیق حسن خان نے صاحب قبر قاضی شوکانی سے غائبانہ مدد طلب کی۔

ہوس ماست حدیث از لب جاناں مددے
مدد اے طالع صدیق حسن خاں مددے

(ترجمہ) تو ہماری خواہش ہے محبوب کی زبان سے بات کرکے مدد کروائے صدیق خان کے نصیب مدد کیجئے۔

(نفخ الطیب صفحہ نمبر 57)

نجدی وہابی مولوی عبد الغفور اثری کی کتاب ”ندائے یا محمد“ (ﷺ) ”اہلحدیث یورتھ فورس“ سیالکوٹ کی طرف سے شائع کی گئی ہے جس کی وہابی رسائل (الاعتصام واہلحدیث و تنظیم اہلحدیث وغیرہ) میں بطور خاص باربار تشہیر کی گئی ہے۔ اس میں مولوی اثری بڑے گھمنڈ میں آکر اپنے مخالفین کے متعلق یہ دعویٰ کیا ہے کہ:۔

”دور ہوں لیکن بتا سکتا ہوں ان کی بزم میں
کیا ہوا کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے کو ہے“

(ندائے یا محمد صفحہ نمبر119)

غور فرمایئے کہ رسول اللہ (ﷺ) کے متعلق یہ ”تقویۃ الایمانی“ عقیدۂ باطلہ رکھنے والے مولوی نے (کہ رسول کو غیب کی کیا خبر۔ نبی کو توکل کا اور دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہوتا“) اپنے لیے کتنا بڑا اشرکیہ دعویٰ کیا ہے کہ:۔

”دور ہونے کے باوجود بتا سکتا ہوں کہ ان کی بزم (و مکان و شہر میں)
”کیا ہوا“ ــــــــــــــــــــ(ماضی وماکان کا علم ورویت)
”کیا ہو رہا ہے“ ــــــــــــــــــــ(حال کا علم ورویت)
”کیا ہونے کو ہے“ ــــــــــــــــــــ(مایکون مستقبل کا علم غیب ورویت
ودور سے دیکھنا اور دور ہونے کے باوجود ان امور کا بتلانا)

کیا مولوی اثری کا شعر مذکور اور اس کا دعویٰ شرک ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو وہابی، اہلحدیث رسول اللہ (ﷺ) کے متعلق بھی اعلان کریں ورنہ مولوی اثری کو مشرک قرار دے کر جماعت سے نکال دیں اور ایسے ہی وہ مذکورہ بالا حضرات جن کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

روزنامہ ”نوائے وقت“ لاہور 22 اپریل 1995ء کا شمارہ جس کے صفحہ اوّل پر علامہ اقبال کی 57 ویں برسی کے موقع پر یوم اقبال کی تقریب منانے اور اس میں تقاریر کرنے والوں کی مرد و زن پر مشتمل مخلوط تصویر شائع کی گئی ہے جس میں امیرِ جمعیت اہلحدیث پروفیسر ساجد میر کا نام اور انکی تصویر بھی نمایاں ہے۔

بتایا جائے کہ اہلحدیث مسلک میں دن منانا، اور تاریخ و وقت کا تعین کرنا بدعت و گمراہی ہے تو 21 اپریل کو 57 ویں برسی پر یوم اقبال کی تقریب منانا اس میں شامل ہونا تقریر کرنا بدعت و گمراہی ہے یا نہیں اور امیرِ اہلحدیث ساجد میر مذکورہ تقریب میں شامل ہو کر بدعتی گمراہ اور خارج از اہلحدیث ہوئے یا نہیں“۔

اگر یوم اقبال منانا جائز ہے اور توحید و سنت کے خلاف نہیں تو یوم میلاد، یوم عرس، یوم گیارہویں، یوم چہلم منانا اور اس میں شامل ہونا بدعت و ناجائز و توحید و سنت کے خلاف کیوں اور یوم اقبال و یوم میلاد وغیرہ منانے نہ منانے میں شرعاً کیا فرق ہے؟

ادارہ ”نوائے وقت“ لاہور کے زیر اہتمام حمیدہ نظامی کی برسی پر یومِ حمید نظامی کی مردوزن پر مشتمل جو باتصویر تقریب منعقد ہوئی اس میں جمعیت اہلحدیث کے سربراہ ساجد میر نہ صرف شریک ہوئے بلکہ قومی ترانہ کے احترام میں قیامِ تعظیمی بھی کی۔

(رپورٹ نوائے وقت لاہور 9 مارچ 99ء بحوالہ رضائے مصطفٰے)

انہیں حوالوں پر اختتام کرتے ہوئے آخر میں حضرت علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری علیہ الرحمۃ نے ان لوگوں کی کارستانی کو ایک لطیفے کی شکل میں بڑے خوبصورت انداز میں مؤطا امام مالک کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ بمعہ حدیث ملاحظہ کیجئے۔

عن محمود بن الربیع الانصاری، ان عتبان ابن مالك كان یوم قومه وهو اعمی۔ وانه قال لرسول الله صلی الله علیه وسلم: انها تكون الظلة والمطر والسبیل وانا رجل ضریر البصر۔ فصل یارسول فی بیتی مكان اتخذه مصلی فجآء رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال: این تحب ان اصلی؟ فاشار له الی مكان من البیت۔ فصلی فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم۔

(موطا امام مالک، حدیث نمبر 86 صفحہ نمبر 170، باب نمبر 25 جامع الصلوٰۃ کتاب قصر الصلوٰۃ فی السفر)

حضرت محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عتبان بن مالک اپنی قوم کی امامت کیا کرتے تھے اور وہ نابینا تھے انھوں نے نبی کریم ﷺ سے گزارش کی تھی کہ اندھیرا، بارش اور سیلاب بھی آتا اور میری بینائی بہت کمزور ہے تو یارسول اللہ! آپ میرے غریب خانے پر کسی جگہ نماز پڑھیے تا کہ میں اس جگہ کو جائے نماز بنالوں۔ پس رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے اور فرمایا تم کہاں پسند کرتے ہو کہ میں نماز پڑھوں؟ پس انھوں نے گھر کے ایک جانب اشارہ کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس میں نماز پڑھی۔

ف:۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی کہ میرے گھر میں آپ (ﷺ) کسی جگہ نماز ادا فرمائیں تا کہ میں اس جگہ کو اپنے لئے سجدہ گاہ بنا لوں۔ حضور (ﷺ) نے ان سے یہ نہیں فرمایا کہ عتبان! بھلا اللہ اور اس کے رسول نے کہیں یہ حکم دیا ہے کہ اپنے گھر میں اس جگہ نماز پڑھو جہاں اللہ کے رسول نے پڑھی ہو؟ اور نہ اس اندازِ فکر کو شرک و بدعت قرار دیا بلکہ ان کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے آپ (ﷺ) نے ان کے گھر میں ایک جگہ مقدس و متبرک ہو جائے اور وہ اسے اپنی

عبادت گاہ بنالیں۔ عقیدت اور عبادت کے اسی واضح فرق میں شرک فروش ٹولہ دھاندلی کرکے سچے اور پکے مسلمانوں کو مشرک بتانے اور منوانے کے لیے وقف ہو کر رہ گیا ہے۔اس موقع پر مجھے ایک لطیفہ یاد آیا۔

ایک مرتبہ انوار التوحید میں شرک فروش ٹولے کے دو مولوی صاحبان بیٹھے ہوئے توحید کو پھیلانے اور شرک کو پوری دنیا سے مٹانے کی تدابیر پر غور فرمارہے تھے ایک کانام تھامولاناشرک پھوڑ اور دوسرے کامولانابدعت توڑ صاحب کے نام سے موسوم تھے، گفتگو کے دوران مولاناشرک پھوڑ صاحب فرمانے لگے۔ بھائی بدعت توڑ صاحب! دل چاہتا ہے کہ آج آپ سے اپنے دل کی بات کہہ دوں۔ یار کیا کہوں! بعض احادیث پڑھ کر تو میں حیران رہ جاتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ جن کو ہم پوری امت محمدیہ میں سے بہترین اور مثالی مسلمان شمار کرتے ہیں انھیں ہو کیا گیا تھا؟یعنی صحابہء کرام کو۔

پورا قرآن کریم پڑھ جایئے۔ اس میں کسی جگہ بھی اللہ تعالیٰ نے اُن بزرگوں کو حکم نہیں دیا تھا کہ جب میرا آخری رسول تھوکے تو تم اُسے حاصل کرکے اپنے چہروں اور کپڑوں پر مل لینا۔ جب وہ وضو کریں تو مستعمل پانی کے قطروں کے حاصل کرنے کی خاطر ایڑی چوٹی کازور لگادینا۔ اگر نہ مل سکے تو جس جگہ مستعمل پانی گراہو وہاں کی گیلی مٹی کو لے کر اپنے چہروں اور کپڑوں پر مل لینا۔ اگر وہ حجامت بنوائیں تو ایک ایک بال کے لیے ایسے سر توڑ کوشش کرنا کہ دیکھنے والے یہی محسوس کریں کہ گویا یہ آپس میں لڑ پڑے ہیں۔ اگر کسی کو ایک بال بھی مل جائے تو وہ اُسے اپنی جان سے بھی عزیز رکھے اور حد درجہ اُس کا احترام کرے۔ کمال بات تو یہ ہے کہ اپنے گھروں میں نماز بھی اُسی جگہ پڑھنا زیادہ پسند

کرتے تھے۔ جہاں حضور سے نماز پڑھوا لیتے تھے۔ لطف تو یہ ہے کہ اللہ کے نبی نے بھی ایسا کرنے کا اُنھیں حکم نہیں دیا تھا۔ ہم نے حدیث کی تمام کتابیں کھنگال ڈالیں لیکن ہمیں تو اُن میں کہیں ایسا حکم نظر نہیں آیا۔ معلوم نہیں پھر صحابہ ٔ کرام کس کے حکم سے شب و روز ایسا کرتے رہتے تھے اور غضب تو یہ ہے کہ کوئی ایک بھی انھیں اس دھندے سے روکنے والا نہیں تھا۔

بھائی بدعت توڑ! اگر سچی بات کہہ دوں تو سارے مسلمان لٹھ لے کر ہمارے پیچھے پڑ جائیں گے۔ جانِ برادر! حقیقت یہ ہے کہ مجھے تو صحابہ ٔ کرام بھی بالکل بریلوی ہی نظر آتے ہیں۔ عقیدت کے پردے میں جو کچھ وہ کرتے رہتے تھے کیا یہ بریلویت نہیں ہے؟ زاویہ ٔ نظر اُن کا بھی موحدانہ کم اور شرک پسندانہ ہی زیادہ محسوس ہوتا ہے۔ ہائے افسوس! جب اُمت کی بنیاد ہی غلط رکھی گئی تو ساری عمارت غلط تعمیر نہ ہو گی تو اور کیا ہو گا؟

اس کے بعد تھوڑی دیر تو انہوں نے اپنے منہ پر سکوت کی مہر لگائے رکھی اور پھر ایک سرد آہ بھر کر قُفل دہن کھولتے ہوئے یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں۔ مولانا بدعت توڑ صاحب! ہو سکتا ہے کہ صحابہ ٔ کرام عقیدت کے پردے میں ایسے کام اِس لیے کر رہے ہوں کہ قیامت تک اُن کے عاشقِ رسول ہونے کی شہرت رہے گی اور رہتی دنیا تک اُن کے عاشقِ رسول کے ڈنکے بجتے رہیں گے لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ حضور نے ایسا کرنے سے اُنھیں منع کیوں نہ فرمایا؟ یہ کیوں نہ کہا کہ اے مسلمانو! جب ایسا کرنے کا پورے قرآن مجید میں کسی جگہ بھی حکم نہیں دیا گیا؟ علاوہ بریں خود میں نے بھی تمہیں ایسا کرنے کے لیے نہیں کہا۔ اس کے باوجود تم ایسا کیوں کرتے ہو؟۔۔۔۔۔۔ کیا کہوں مجھے تو یوں

لگتا ہے کہ حضور پر بھی بریلی والے مولوی کا شاید جادو چل گیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ حضور بھی اُس کی چکنی چپڑی باتوں میں آ گئے ہوں۔ کیونکہ لاکھ وہ شرک پسند سہی لیکن کم بخت کی باتوں میں مٹھاس بہت ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مولانا بدعت توڑ صاحب نے لقمہ دیتے ہوئے فرمایا کہ بھائی شرک پھوڑ صاحب! بریلوی والا مولوی تو ابھی کل پرسوں پیدا ہوا تھا، وہ حضور کے زمانے میں کب تھا؟ مولانا شرک پھوڑ صاحب نے فرمایا کہ بات کچھ بھی ہو لیکن یار میں تو یہی سمجھ سکا ہوں کہ توحید کی علمبر داری کے ساتھ ساتھ بریلویت بھی خود حضور نے ہی پھیلائی تھی۔

اِس کے بعد ایک سرد آہ بھرتے ہوئے مولانا شرک پھوڑ صاحب نے دردناک لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔۔۔ اچھا یار سب کچھ جانے دو، صحابہ ایسا کرتے رہے، حضور بھی اِس دھندے کو تعظیم کے پردے میں چھپا کر خوش ہوتے رہے کہ میرا قیصر و کسریٰ سے بھی بڑھ کر احترام کیا جا رہا ہے کیونکہ یہ احترام دل کی گہرائیوں اور پورے خلوص کے ساتھ ہو رہا تھا، لیکن معلوم نہیں ایسے جملہ مواقع پر خُدا کو کیا ہو گا تھا کہ دوسرے ہزاروں احکام تو نازل کرتا رہا لیکن ایک دفعہ بھی یہ وحی نازل نہیں فرمائی کہ تعظیم کے پردے میں جو پوجا پاٹ کا کاروبار کر رہے ہو، اسے بند کر دو۔ ساتھ ہی نہ اپنے نبی کو حکم دیا کہ اپنے ساتھیوں کو ایسا کرنے سے روک دو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مولانا بدعت توڑ صاحب! مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ خُدا خود ہی شرک پسند اور بریلویت کا بانی ہے اور غالباً اسی لیے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ آدم علیہ السلام کے لیے سجدہ کرو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مولانا شرک پھوڑ صاحب ابھی یہ جملہ ختم

کرنے ہی پائے تھے کہ کسی کے آنے کی آہٹ محسوس ہوئی۔ آنے والے کی صورت تو نظر نہ آئی لیکن بلند آواز سے کوئی یہ کہہ رہا تھا۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اُس بُرے مذہب پر لعنت کیجئے

(حاشیہ موطا امام مالک، صفحہ نمبر 170-171)

سلف و صالحین کے عقیدہ پر چلنا ہی راہِ ہدایت ہے اللہ عزوجل سے دُعا کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل ہمیں اسی عقیدۂ اہلسنت پر زندہ رکھے اور اسی پر موت عطا فرمائے اور جو اس عاصی سے اس کتاب میں سہواً یا خطاً غلطی ہو گئی ہو تو بطفیلِ مصطفیٰ ﷺ معاف فرمائے اور گمراہوں اور بدعقیدہ لوگوں کو راہِ ہدایت پر چلنے کی توعطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وآلہ وسلم۔

کتابیات

نمبر شمار	نام کتب	نام مصنف	ناشر/مطبع
1	قرآن مجید ترجمہ کنزالایمان	امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ	
2	بخاری شریف	مترجم مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری	فرید بک سٹال لاہور
3	نسائی شریف	مترجم مولانا دوست محمد شاکر، محمد عبدالستار	فرید بک سٹال لاہور
4	مؤطا امام مالک	مترجم مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری	رومی پبلی کیشنز لاہور
5	مشکوٰۃ شریف	مترجم مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری	فرید بک سٹال لاہور
6	سنن ابن ماجہ	مترجم مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری	فرید بک سٹال لاہور
7	تیسر الباری جلد اول	مترجم مولوی وحید الزمان	تاج کمپنی کراچی
8	مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ	مفتی احمد یار خان نعیمی	نعیمی کتب خانہ گجرات
9	تفسیر نعیمی، جلد 8	مفتی احمد یار خان نعیمی	مکتبہ اسلامیہ لاہور
10	تفسیر نعیمی، جلد 10	مفتی احمد یار خان نعیمی	مکتبہ اسلامیہ لاہور
11	تفسیر نعیمی، جلد 13	مفتی احمد یار خان نعیمی	مکتبہ اسلامیہ لاہور
12	نور العرفان	مفتی احمد یار خان نعیمی	نعیمی کتب خانہ گجرات
13	حصن حصین	مترجم مولوی محمد ادریس کاندھلوی	تاج کمپنی کراچی
14	جاء الحق	مفتی احمد یار خان نعیمی	نعیمی کتب خانہ گجرات
15	علم القرآن	مفتی احمد یار خان نعیمی	ادارہ کتب اسلامیہ گجرات
16	تقلید ائمہ	مفتی عبدالوہاب قادری	انجمن انوار القادریہ کراچی
17	عقائد علماء اہلسنت	علامہ مشتاق احمد نظامی	مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی
18	آخری پیغام	پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد	سرہند پبلی کیشنز کراچی
19	روشنی	علامہ سید محمود احمد رضوی	مکتبہ رضوان لاہور
20	برطانوی مظالم کی کہانی	مترجم مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری	فرید بک سٹال لاہور
21	عقائدِ صحابہ	مولانا ابوالحامد محمد ضیاءاللہ قادری	قادری کتب خانہ سیالکوٹ

نمبر شمار	نام کتب	نام مصنف	ناشر / مطبع
22	اہلسنت وجماعت کون ہیں؟	مولانا ابو الحامد محمد ضیائاللہ قادری	قادری کتب خانہ سیالکوٹ
23	رشدُ الایمان	علامہ ابو محمد عبد الرشید	مکتبہ رضویہ فیصل آباد
24	دین مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم	علامہ سید محمود احمد رضوی	مکتبہ رضوان لاہور
25	حدائق بخشش	امام احمد رضا خان بریلوی	فرید بک سٹال لاہور
26	تذکرہ امام اعظم	صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری	پروگریسو بکس لاہور
27	سُنّی بیاض	انیس احمد نوری	مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
28	واللہ آپ زندہ ہیں؟	علامہ محمد عباس رضوی	مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور
29	کرامات صحابہ	علامہ عبد المصطفےٰ اعظمی مجددی	رومی پبلیشیز لاہور
30	مقیاسِ وہابیت	مولانا محمد عمر اچھروی	المقیاس پبلیشرز لاہور
31	اہلسنت کی یلغار بجواب اہلحدیث کی پکار	علامہ محمد حسن رضوی میلسی	انجمن انوار القادریہ کراچی
32	نورانی مواعظ جلد 3	علامہ نور احمد قادری	مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
33	حقائق	علامہ کوب نورانی اوکاڑوی	ضیاء الدین پبلی کیشنز لاہور
34	نعرۂ رسالت	علامہ عبد الحکیم شرف قادری	برکاتی پبلیشرز کراچی
35	ندائے یارسول اللہ	امام احمد رضا خان بریلوی	
36	زبدۃ آثار	شیخ عبد الحق محدث دہلوی	مکتبہ نوریہ لاہور
37	ندائے یارسول اللہ	علامہ فیض احمد اویسی	مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور
38	مسلمان کو کافر نہ کہو	علامہ فیض احمد اویسی	قطب مدینہ پبلیشرز کراچی
39	کعبے کا کعبہ	علامہ فیض احمد اویسی	قطب مدینہ پبلیشرز کراچی
40	اولیائے کرام کی نذرو نیاز ماننے کا ثبوت	علامہ فیض احمد اویسی	قطب مدینہ پبلیشرز کراچی
41	بزرگوں کے عقیدے	مفتی جلال الدین احمد امجدی	مکتبہ فیضان مدینہ کراچی

نمبر شمار	نام کتب	نام مصنف	ناشر / مطبع
42	قادری تلوار	مولانا محمد عبد الوہاب قادری	مکتبہ قاسمیہ برکاتیہ حیدر آباد
43	وہابی توحید	مولانا ابو الحامد محمد ضیائاللہ قادری	قادری کتب خانہ سیالکوٹ
44	تقویۃ الایمان	مولوی اسماعیل دہلوی	برقی پریس دہلی
45	ماہنامہ رضائے مصطفےٰ	ذوالعقد 1415ھ اپریل 1995ء	رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ
46	ماہنامہ رضائے مصطفےٰ	ذوالعقد 1415ھ مئی 1995ء	رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ
47	ماہنامہ رضائے مصطفےٰ	ذوالعقد 1420ھ مئی 1999ء	رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ
48	اہلحدیث کے خلاف مولوی وحید الزمان کا بیان	اشتہار	رضائے مصطفےٰ چوک دارالسلام گوجرانوالہ
49	معارف رضا کراچی	ستمبر 2002ء	انٹر نیشنل معارف رضا کراچی

غیر مطبوعہ کتب

ایک حدیث تین باتیں
ایک حدیث ایک بات تین تاکید
درود شریف
حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
پیدائش مولیٰ کی دھوم
میلاد قرآن و حدیث کی روشنی میں
میلاد النبی ﷺ کا ثبوت
بے مثل ولازوال محبت
شان عظمت اہل بیت رضی اللہ عنہم
عقائد امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ
ایمان کی بنیاد
اصلی چہرے
انگریز کے ایجنٹ کون؟
ننگے سر نماز
پاکستان کے مخالف علماء
حکیم الامت کی فحش باتیں
زمین ساکن ہے
بے ادبیاں اور گستاخیاں
راہ ہدایت
کیا جہاد قسطنطنیہ میں یزید شریک تھا؟
نماز کی باتیں
باطل اپنے آئینے میں
تحریک پاکستان اور معارف رضا

وہابی جہاد کی حقیقت
وسیلہ کا ثبوت
علماء دیوبند کا دوغلہ پن
دیوبندی کرتوت کے چند نمونے
حکیم الامت کے ڈھنگ نرالے
جہاد یا فساد
خوابوں کی کہانی
ایک چہرہ دو روپ
مشابہت
تقویۃ الایمان کا جائزہ
مودودیت کیا ہے؟
شب برات ایک عظیم رات